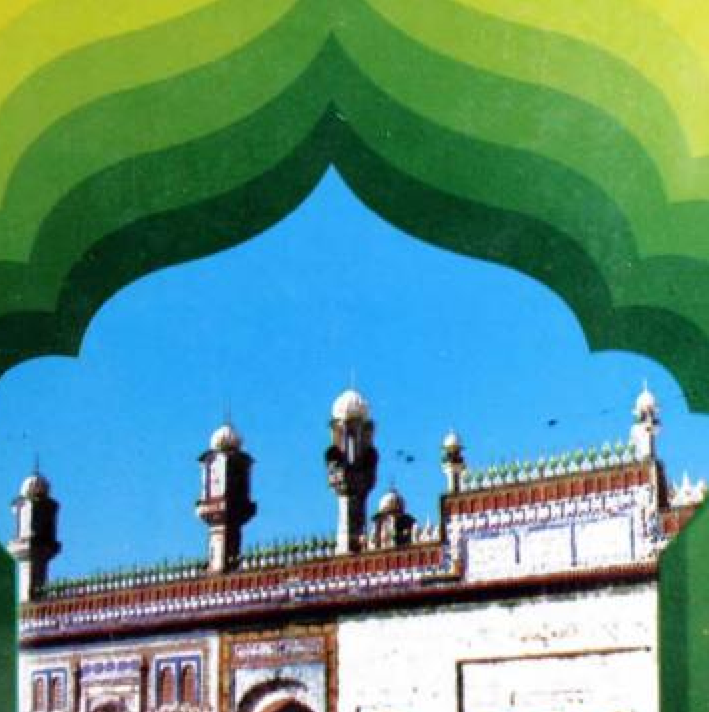
سلوکِ صوفیاء

و

فقرِ فخرِ محمدی ﷺ

مع منتخبات:

سِرِّ اسرار عین ذاتِ یاھُو سلطانُ الفقر محمد باھُو قدس سرہٗ



شبیر برادرز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

سلوکِ صوفیاء

و

فقر فخر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

مع منتخبات

سر اسرار عین ذات یاھو سلطان الفقر باھو قدس سرہ

بہ اجازت

حضرت غلام جیلانی سلطان سجادہ نشین دربار باھو سلطان (جھنگ)

ناشر

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ——— سلوکِ صوفیاء فقر فخرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتب ——— فقیر الطاف حسین

باجازت ——— حضرت غلام جیلانی سلطان

سجادہ نشین دربار باھو سلطان جھنگ

ہدیہ بخدمت ——— صاحبزادہ نجیب سلطان

کمپوزنگ ——— words maker Lhr.

تعداد ——— 1100

باراول ——— فروری 2003ء

ناشر ——— شبیر برادرز اردو بازار لاہور

پرنٹرز ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

قیمت ——— روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

40 اردو بازار لاہور فون 7246006

برائے ایصال ثواب

قبلہ عالم حضرت حبیب سلطان منظور بارگاہ
منبع فیض وعطا حضرت حافظ فیض سلطان کیمیاءنگاہ
مخزن اسرار حضرت غلام جیلانی سلطان فخر فقراء
سجادہ نشینان دربارِ باھوسلطان
جھنگ

ھدیہ بخدمت

نور الھدیٰ جامع جمعیت زینت فقراء

فنافی ھو بقاء فی ھو فخر علی المرتضیٰ

لخت جگر حافظ فیض سلطان شہباز لامکان

نوری حضوری عین العیان

لا یحتاج فقیر غلام مصطفیٰ

خاکپائے حسنین کریمین

قادری بہر قدرت قادر

صاحبزادہ نجیب سلطان مدظلہ العالی

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
راہِ سلوک	۹	نفس کی خرابیوں کی پہچان	۴۱
عارفوں کی اقسام	۱۰	نفس کا دعوئ خدائی	۴۱
روحانی تربیت کا پہلا دور	۱۱	نفس شیطان دنیا کا اتحاد	۴۲
آدم اور ایک جائزہ	۱۱	نفس کی تین دیگر برائیاں	۴۳
اسلامی عبادات کا انسانی وجود پر اثر		تہذیب اور اصلاحِ نفس کے چند طریقے	۴۳
ظاہری عبادات اور ان کا باطن	۱۴	موتوا قبل ان تموتوا	۴۶
حضور پاک ﷺ اور تصوف	۱۶	درجات نفس	۴۷
توحید کے مختلف درجات و معرفت		وحی کی چند اقسام	۵۱
کے مقامات	۱۸	غیر نبی اللہ کو وحی	۵۳
اہل توحید کے دو درجات	۱۹	اولیاء اللہ کو الہام	۵۳
فقراء کی توحید کے دو درجات	۲۰	نفس مطمئنہ کی چند خوبیاں	۵۵
رسالت اور رسول اللہ کے حقوق	۲۲	خلاصہ کلام اور عملی مشقیں	۴۶
چند صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان	۲۸	حضرت علی ہجویری المعروف	
تابعین کا دور اور تصوف	۲۸	داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ	۵۷
مرشد کی ضرورت و اہمیت	۳۲	تبع تابعین حبیب عجمی علیہ الرحمۃ سے	
تاثیر کے لحاظ سے مرشد کی اقسام	۳۳	علی ہجویری علیہ الرحمۃ تک مختصر جائزہ	
مرشد کی بنیادی صفات	۳۴	تصوف کے بارہ سلاسل	۵۸
لذات نفس	۳۷	نفس کے بارہ میں مشائخ کے	
انسانی وجود میں نفس کے چار خانے	۳۸	اقوال کشف المحجوب	۶۲
کامل مرشد اور چار قسم کے علوم کی تلقین	۳۹	خواہشات نفسانی کی اقسام	۷۷
نفس کی مختلف شکلیں	۴۰	غریب نواز کے متعلق تین مکاشفات	۸۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ	٨٧	وحدت الشہود	١٤٣
افلت شموس الاولین کی شرح	٩٠	فیضانِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	١٤٧
قدمی ھذہ کی شرح	٩١	وحدت المقصود	١٤٨
منقبت شاہِ جیلاں (فارسی) خواجہ غریب نواز معین الدین چشتیؒ	٩٢	روح مخلوق ہے مراتب روح	١٤٩
منقبت از غوث بہاؤ الحق ملتانی (فارسی)	٩٣	نعرۂ انا الحق وتنزلات ستہ	١٥٣
رباعی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ (فارسی)	٩٥	توحید	١٥٥
مکتوبات مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ	٩٥	رؤیت اللہ	١٦٠
نمونہ کلام سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	٩٧	اسم اللہ - للہ - لہ - ھو	١٦٥
صوفیاء کے مشہور سلاسل جو ہندوستان میں پھیلے	١٠٠	مقامات مشاہدہ	١٦٧
اشغال سلسلہ چشتیہ	١٠٣	توحید افعال واعمال	١٦٨
مشائخ نقشبندیہ کے اشغال	١٠٨	توحید وصال وتوحید قرب الٰہ	١٦٩
اشغال سلسلہ سہروردیہ	١١١	صحابہ رضوان اللہ علیہ کی نگاہ کا فیضان	١٧٢
سلسلہ قادریہ کے اشغال	١١٤	توحید وصال کے سات طریقے	١٧٥
قادر قلندر	١١٦	رباعی فقر	١٧٩
شہباز قلندر، سید لال شاہ قلندر	١١٨	فقر فخر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	١٨٠
سروری قادری سلسلہ حق باہو	١٢٠	فقر کیا ہے؟	١٨٥
حضرت سلطان باہو کی کتابوں سے چند اقتباسات	١٢٥	فقیر کون ہے؟	١٨٦
وحدت کے تین نظریات	١٣٥	اولی الامر فقیر ہے؟	١٨٧
وحدت الوجود	١٣٦	فقراء اور علماء میں فرق	١٨٩
یقین کے پانچ مراتب	١٤٠	فقیر کے دو گواہ	١٩٠
		فقیر اور حواس خمسہ باطنی	١٩١
		ہفت سلطان الفقراء	١٩٢
		فقیر میں سات پیغمبروں کی صفات	١٩٣
		فقر مکب	١٩٤

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
جنات سے کام لینے والے	۱۹۶	خواب اور مراقبہ	۲۷۲
تصور اسم اللہ ذات مع شرح	۲۰۰	مراقبہ کے چار میم	۲۷۶
مشق وجودیہ مرقوم	۲۱۹	اقسام مراقبہ	۲۷۸
دربیان ذکر کلمہ طیب	۲۲۸	مراقبہ اور حواس باطنی	۲۹۲
کلمہ طیب پڑھنے والے میں چار چیزیں	۲۳۰	علم دعوت	۳۰۰
تصدیق قلبی کے دو گواہ	۲۳۱	دعوت پڑھنے کے تین طریقے	۳۰۶
ریاضت کی دو قسمیں	۲۳۴	دعوت القبور	۳۰۸
ذکر جہر نفی اثبات	۲۳۶	دعوت روضۃ الرسول	۳۱۰
ذکر خفی کے مقامات	۲۳۸	طرفۃ العین اسم اعظم کی دعوت	۳۱۵
ذکر ھو نظم (فارسی)	۲۴۰	دعوت دم	۳۱۷
اقسام قلوب	۲۴۵	تصور شیخ سے دعوت پڑھنا	۳۱۸
ذکر نہ کرنے والوں کے احوال	۲۴۷	سورۃ مزمل شریف کی دعوت	۳۱۹
قرآن مجید اور کلمات ذکر	۲۴۸	حضوری حق حضوری مصطفیٰ	۳۲۵
ذکر اللہ کثرت سے کرنے کا حکم	۲۴۹	تجلیات	۳۳۲
ذکر کب کیا جائے	۲۵۰	وجود مبارک وصورت مبارک	۳۳۹
ذکر دم کے دو طریقے	۲۵۱	مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کے طریقے	۳۴۱
مختلف طریقہ ہائے ذکر	۲۵۳	حاضرات ناظرات	۳۴۷
ذکر قلبی اور حبس دم	۲۵۶	غرق کی چند اقسام	۳۴۹
ذکر سے کیا حاصل ہوتا ہے	۲۶۰	حاضرات کی چند اقسام	۳۵۱
دربیان ذکر مراقبہ	۲۶۴	اسمائے ذات وصفات	۳۵۶
مراقبہ اور اس کی منزلیں	۲۶۷	اسمائے محمد سرور کائنات	۳۷۹
مراقبہ کی تمثیل	۲۶۹		
مراقبہ کی سات اقسام	۲۷۰		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمِ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۝

تصوف با صفا کو کہتے ہیں۔ صوفی وہ ہے جو تزکیہ نفس، تصفیہ قلب تجلیہ روح، تجلیہ سر مشاہدہ نور کے مقامات طے کر لے۔

فقیر با خدا کو کہتے ہیں۔ فقیر وہ ہے جو ماسویٰ اللہ سے فارغ ہو کر مع اللہ با خدا ہو جائے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی حضوری ہو۔

پس راہ سلوک دو حصوں میں تقسیم ہوا

۱- ایک راہ تو صوم وصلوات تقویٰ پرہیز گاری کی ہے۔

۲- دوسری راہ ماسویٰ اللہ کو ترک کر کے فنا فی اللہ بقاباللہ کی ہے۔

ہر دو طریقوں کی بنیاد شریعت پر ہے۔ شریعت ہی ابتداء ہے اور شریعت ہی انتہا جس کے چار مدارج ہیں۔

۱- شریعت: اللہ و رسول کے احکامات اور قرآن مجید کی تعلیمات پر مبنی ہے۔

۲- طریقت: شریعت کے احکام کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ادا کرنے کو طریقت یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کہتے ہیں جو کوئی اس طریقہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ بدعتی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۳- حقیقت: سے مراد نیت اور عمل کا خالص اللہ کیلئے ہونا ہے۔ مثلاً کوئی شخص

نماز محض ریاکاری سے لوگوں میں نمازی کہلانے کیلئے ادا کرے گا تو اس کی نماز باطل ہوگی حقیقی نہ ہوگی۔ قولہ تعالیٰ: اِنَّ الصَّلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (الانعام:۱۶۲) بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ ہر وہ عمل جو خالص اللہ کیلئے نہ ہو حقیقی عمل نہیں ہے۔ پس حقیقت سے مراد یہ ہے کہ ہر عمل خالص اللہ رب العزت کیلئے کیا جائے۔

۴- معرفت: سے مراد کسی عمل کی کنہ کو معلوم کرنا ہے اور ایسا عرفان حاصل کرنے والے کو عارف کہتے ہیں۔

عارفوں کی کئی اقسام ہیں:

(۱) عارف نفس (۲) عارف قلب (۳) عارف روح (۴) عارف سر (۵) عارف نور (۶) عارف حضور (۷) عارف صفات (۸) عارف ذات۔

۱- عارف نفسی: نفسانی کا کلام دنیا حصول دنیا' لذات' خواہشات پر مبنی ہوتا ہے۔

۲- عارف قلب: (۱) زندہ قلب کا کلام قال اللہ وقال الرسول پر مبنی ہوتا ہے۔ ایسا شخص برائیوں سے روکتا اور نیکی کی تلقین کرتا ہے اس کا دم زندہ اور وہ دائمی ذاکر ہوتا ہے۔

(۲) عارف روح کے جسم میں طوفان نوح جیسا جوش ولولہ موج زن ہوتا ہے۔ اس کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ عالم ارواح کی سیر کر کے اولیاء اللہ کی ارواح سے ملاقات اور ہم مجلس نہ ہوتا ہو۔

(۳) عارف سر با خدا کو کہتے ہیں۔ نہ خدا نہ خدا سے جدا۔ وہ صاحب امر ہوتا ہے۔ جس کام کو کہتا ہے کہ ہو جا وہ دیر یا سویر لازمی طور پر پورا ہو جاتا ہے۔

(۴) عارف نور کو تصور نور سے ہر طرف نور ہی نور کا مشاہدہ ہوتا ہے وہ سرتاپا

نور میں غرق ہو کر حضوری حق اور حضوری مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کر لیتا ہے۔ ایسے شخص کا کھانا پینا نور، سونا جاگنا نور کلام کرنا خاموش رہنا نور وہ ہمہ تن نور بلکہ نُوُر" عَلیٰ نُوُر ہوتا ہے۔

(۵) عارف حضور و عارف صفات و عارف ذات: اس شخص کو کہتے ہیں جو حضوری میں گم۔ صفات کے نور میں محو اور اسم ذات کے نور میں مستغرق ہوتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تصوف شاید رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہ کے زمانہ سے دو صدیوں بعد کی چیز ہے۔ جو یونانی فلسفہ اور ایرانی فتوحات کے بعد آپس میں میل جول سے صوفیاء میں پیدا ہوگئی۔ یہ بات تو تسلیم کی جا سکتی ہے کہ ایرانی مذہب زرتشت کے پیروکاروں اور یونانی فلسفہ نے صوفیانہ عقائد کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ لیکن یہ کہنا کسی طرح مناسب اور درست نہیں کہ اسلامی تصوف صرف علم الکلام کے مسائل اور زرتشتی مذہب کے عقائد سے اخذ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو زندگی کے ہر شعبہ کو محیط اور رہنمائی کرتا ہے۔ معاشیات ہو، سیاسیات ہو، تاریخ ہو، قانون ہو، معاشرتی معاملات ہوں، عبادات ہوں، حدود اللہ ہوں، یا حقوق العباد امر نہی ہوں یا اخلاقیات سب کے بنیادی اصول قرآن مجید نے بیان کر دیئے ہیں۔ اسی طرح صوفیانہ اعمال کی مکمل Guide line قرآن مجید میں موجود ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہ ان اعمال میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

روحانی تربیت کا پہلا دور

(بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دور صحابہ رضی اللہ عنہ)

قرآن مجید کی روشنی میں: اسلامی عبادات کے بنیادی ستون پانچ ہیں۔

(۱) کلمہ طیب: کلمہ طیب کا زبانی اقرار اور قلبی تصدیق۔

(۲) نماز: پنجگانہ نماز کی ادائیگی۔

(۳) صوم: شرعی عذر کے بغیر رمضان المبارک کے پورے مہینہ کے روزے رکھنا۔

(۴) زکوٰۃ: اپنے مال پر سال کے اختتام پر 2½ فیصد زکوٰۃ ادا کرنا۔

(۵) حج: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ماہ ذوالحج میں طواف کعبہ اور قربانی کیلئے میقات سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کا سفر بنیت حج کرنا۔

زکوٰۃ اور حج صرف صاحب نصاب لوگوں پر فرض ہے اور اسلام کے ہر رکن کی ادائیگی اور مداومت میں بے شمار دینی اور دنیاوی فوائد پوشیدہ ہیں۔

نماز روزہ اور نوافل کا تعلق ریاضت سے ہے۔ ماسویٰ اللہ کے ترک توکل غرق فی اللہ کا تعلق راز سے ہے۔ ریاضت حصول راز کیلئے کی جاتی ہے۔ مجاہدہ مشاہدہ کیلئے کیا جاتا ہے عبودیت کا مقصد حصول نور ربوبیت ہے اور سر سے اسرار حاصل ہوتا ہے معرفت دائمی حیات اور دل بیدار کا نام ہے۔ محبت محو محرمیت فی اللہ کو کہتے ہیں اور فی اللہ بقا باللہ کیلئے ہے۔

آدم اور ایک جائزہ

نسل آدم کو مٹی کے خلاصہ یعنی ماء مھین نطفہ سے پیدا کیا گیا۔ جو ناپاک پانی کا قطرہ ہے ماں کے پیٹ میں نو ماہ تک بچہ کی پرورش خون حیض سے کی گئی۔ اس طرح اس کا وجود ہڈیاں رگ و ریشہ چربی اعصاب حتیٰ کہ ایک ایک بال ناپاک ہے۔

دنیا میں جو کچھ بھی انسان بقائے وجود کیلئے کھاتا پیتا ہے وہ تین حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ (۱) فضلہ (۲) پیشاب (۳) خون اور یہ تینوں ناپاک ہیں۔

جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اسے دفن کرنے کیلئے جلدی کی جاتی ہے۔ تاکہ اس کے وجود سے بدبو نہ آنے لگے اور اگر کسی مردہ کی حالت دیکھنے کیلئے قبر کشائی کی جائے تو اتنی بدبو پیدا ہو گی کہ وہاں کھڑا ہونا دشوار ہو جائے گا یہ تو انسانی وجود کی حقیقت ہے۔

اگر آدم کے باطن میں نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ اس کے چار دشمن ہیں دنیا اور مخلوقات تو ظاہری دشمن ہیں نفس اور شیطان اس کے باطن میں موجود دشمن ہیں۔ خناس، خرطوم، وہم وسواس اس سے الگ ہیں۔

حجابات راہ سلوک پر چلنے والے صوفیاء جب ریاضت مجاہدہ سے اپنے وجود کو پاک کرنا چاہتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی راہ میں ہزارہا حجابات موجود ہیں۔ شریعت اور طریقت کے درمیان ستر ہزار حجابات علم کے ہیں۔ الحدیث العلم حجاب الاکبر جس علم سے وجود میں شیطانی اور نفسانی ''انا'' پیدا ہو جائے وہ علم اللہ کی راہ کا حجاب ہے۔

طریقت اور حقیقت کے درمیان کشف و کرامات کے ستر ہزار حجابات ہیں جب تک ان حجابات کو طے نہ کیا جائے مقام حقیقت حاصل نہیں ہوتا۔ طریقت میں ذکر فکر سے کشف قلوب، کشف قبور، کشف حضور کھل جاتا ہے۔ کشف قلوب سے دوسروں کے پوشیدہ دلی خیالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کے نزدیک تو ایسا شخص بہت برگزیدہ ہوتا ہے لیکن فقراء کے نزدیک یہ کچھ قابل قدر نہیں ہے طالب فقیر تو اپنے خیالات روکنا چاہتا ہے تاکہ یکسوئی حاصل ہو جائے چہ جائیکہ وہ لوگوں کے نیک و بد احوالات و خیالات سے آگاہ ہو کر پریشانی میں مبتلا ہو جائے۔

کشف قبور سے اہل قبور کے نیک و بد احوال کی خبر حاصل کی جاتی ہے فقراء کے نزدیک یہ بھی بچوں کا کھیل ہے۔ کشف حضور سے اولیاء عظام کی زیارت عین العیان ہونے لگتی ہے۔ یہ بھی حجاب ہے کیونکہ ایسی زیارات دیدار الٰہی یا حضوری مجلس کا نعم البدل نہیں ہیں۔

حقیقت اور معرفت کے درمیان ستر ہزار حجاب ریاکاری کے ہیں۔ جب تک ریاکاری سے باہر نہ نکلے گا مقام معرفت حاصل نہ ہوگا۔

مقام معرفت اور مقام نور ذات کے درمیان ستر ہزار حجابات نور کے ہیں۔ جب تک مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا طے نہ کرے گا عرفان حاصل نہ ہوگا جب تک فنا فی اللہ بقاباللہ طے کر کے نُوْرٌ عَلٰی نُوْر نہ ہوگا۔ عین العیانی سر وحدت سبحانی کا فقیر نہ ہوگا۔

اسلامی عبادات کا انسانی وجود پر اثر

کلمہ طیب زبانی پڑھنے سے اسلام میں داخل ہوجاتا ہے وجود پاک نہیں ہوتا۔

نماز برائیوں اور فواحشات سے روکتی وجود پاک نہیں کرتی۔

زکوات مال کو پاک کرتی ہے وجود کو پاک نہیں کرتی۔

روزہ تقویٰ پیدا کرتا ہے وجود کو پاک نہیں کرتا۔

حج اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے وجود کو پاک نہیں کرتا۔

ظاہری عبادات کا ایک باطن بھی ہے

کلمہ طیب کا باطن یہ ہے کہ لا الہ سے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی مصنوی موت طاری کر کے نفس کو مردہ کر لے۔ الا اللہ کے اثبات سے قلب زندہ کر

لے۔تا کہ دائمی حیات حاصل کر کے جواب باصواب سے مشرف ہو جائے تصور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود پاک سے گم ہو کر حضوری مجلس سے مشرف ہو جائے۔

باطنی نماز: ذکر اللہ کو کہتے ہیں قولہ تعالیٰ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۝ (طٰہٰ ۱۴:۲۰) ذکر اللہ کے لئے نماز قائم کرو وہ ایسے لوگ ہیں جن کو دنیا کا کوئی کاروبار ذکر اللہ سے نہیں روکتا اور وہ اٹھتے بیٹھتے لیٹے ہر حال میں ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں قولہ تعالیٰ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (الانفال ۱۰:۶۲)

باطنی حج: تصور اسم اللہ سے باطن میں دل کی آنکھوں سے تجلیات انوار الٰہی سے مشرف ہونے کا نام ہے۔

باطنی روزہ: دو قسم کا ہے ایک یہ کہ دل کی نگہبانی کرے اور اس میں خیال غیر کو داخل نہ ہونے دے دوسرے یہ کہ صبر اختیار کرے۔ قولہ تعالیٰ واللہ یحب الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝

باطنی زکوٰۃ: زکوٰۃ بھی دو طرح کی ہے۔

اوّل یہ کہ جو نعمت علم، دولت کسی کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اس کا جائز حصہ اس کے حقداروں کو پہنچا دے۔

دوم یہ کہ اپنے وجود کو اسم اللہ ذات میں طے کر کے وجود کو پاک کرلے۔

وجود چھ قسم کے اعمال سے پاک ہوتا ہے۔

(۱) شریعت کی پابندی سے

(۲) تصور اسم اللہ ذات سے طے توحید میں۔

(۳) ذکر کلمہ طیب خاص الخاص کنہ کے ساتھ۔

(۴) نگاہ مرشد یا تصور اسم فقر کی طے سے

(۵) تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضوری مجلس کی حاضری سے۔

(۶) جہاد فی سبیل اللہ میں جان قربان کر کے شہادت حاصل کرنے سے۔

حجابات کے ساتھ ساتھ اہل سلوک کو رجعت بھی واقع ہوتی ہے۔

فقیر کو رجعت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیتا ہے۔

عالم کو رجعت اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب وہ خلاف علم کام کرتا ہے اور علم پر عمل نہیں کرتا۔

دنیا دار کو رجعت اس وقت آتی ہے۔ جب وہ بخل اختیار کرتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔

جاہل کی رجعت ترک علم میں ہے۔

بادشاہ کو رجعت اس وقت ہوتی ہے جب وہ عدل نہیں کرتا بے عدل ہو جاتا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ کو چار قسم کے علوم کی تلقین فرماتے۔ قولہ تعالیٰ: يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۝

۱- تلاوت با تاثیر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ پر قرآن مجید کی تلاوت با تاثیر کرتے جس سے ان کو قرآن مجید کا نور حاصل ہو جاتا۔

۲- تزکیہ نفسی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس عاشق کو دست بیعت کر کے اسلام میں داخل کرتے توجہ نظری اور کلمہ طیبہ کی تلقین سے اس کا تزکیہ فرما دیتے جس سے اس کے وجود کے ایک ایک بال پر اسم اللہ کا نور متجلی ہو جاتا۔

۳- علم الکتاب تصرفات کا علم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہ کو علم الکتاب یعنی تصرفات کا علم تعلیم کرتے اور یہ وہ علم ہے جس سے سلمان علیہ

السلام کے وزیر آصف برخیاہ نے آنکھ جھپکنے کے عرصہ میں ملکہ سباء کا تخت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کر دیا تھا۔

۴۔حکمت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہ کو حکمت یعنی شریعت اس کے آداب اور اسرار کی تعلیم دیتے۔

علاوہ ازیں تزکیہ نفسی کیلئے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ○ (الاعلیٰ:۳۰-۱۴) جس نے تزکیہ نفسی کیا۔ اسی نے فلاح پائی۔

۲- اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ○ (البقرہ:۱۰-۴۴)

تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفسوں کی بھول جاتے ہو۔

۳- اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النازعات:۳۰-۴۰) ہے۔ اور جس نے اپنے رب سے خوف کھایا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روک لیا پس اس کیلئے جنت الماویٰ ہے۔

۴- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا○ (حم السجدہ:۲۴-۴۶)

جس کسی نے عمل صالح اختیار کیا تو اپنے ہی نفس کی (بہتری) کیلئے کیا اور جس نے کوئی خرابی کی (اس کا نقصان بھی) اسی کی ذات کیلئے ہے۔

۵- وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ (الانفال:۱۰-۴۴)

ذکر اللہ کثرت سے کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

۶-حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الانفاس معدودةٌ و کل نفس بخرج بغیر ذکر اللہ فھو میتٌ○

سانس گنتی کے ہیں اور جو سانس بھی ذکر اللہ کے بغیر نکلتا ہے وہ مردہ ہے۔

۷- وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (کہف:۱۵-۲۸)

(ایمان والو) تم اپنے نفسوں کو پابند کرو ان لوگوں کے ساتھ جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کے چہرہ (دیدار) کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی آنکھوں کو دنیا کی زینت کی خاطر ان سے نہ ہٹانا نہ ہی ان کی پیروی کرنا جن کے قلوب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور جو اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہیں اور وہ حد سے گزر گئے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ: وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ'' ۝ (الانعام:۶-۱۲۰)

جس چیز پر اسم اللہ کا ذکر نہ کیا جائے بے شک وہ ناپاک ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنٌ'' وَمَا فِيْهَا مَلْعُوْنٌ'' اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ ۝ دنیا لعنتی ہے اور جو کچھ بھی اس میں ہے وہ سب لعنتی ہے سوائے ذکر اللہ کے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہ بنیادی طور پر دو چیزوں میں عامل کامل تھے

۱- اوّل توحید

۲- دوم اتباع رسالت

توحید کے مختلف درجات و مقامات ہیں

خبردار ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ مکان و زمان سے منزہ ہے نہ وہ مشرق و مغرب میں ہے نہ شمال و جنوب میں اور نہ ہی تحت وفوق میں، نہ چاند سورج میں نہ آب و گل میں نہ آتش و باد میں نہ وہ کسی قیل وقال میں ہے نہ ہی خط وخال صورت و

جمال میں ہے۔ نہ ہی وہ وظائف تقویٰ پارسائی میں ہے۔ نہ وہ گدڑی میں نہ لب بستہ کرنے میں۔ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْئٌ" وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ O (الشوریٰ: ۴۲-۱۱) اس کی مثل کوئی شے نہیں۔ (وہ آنکھیں اور کان نہیں رکھتا) پھر بھی وہ دیکھتا اور سنتا ہے مگر یاد رکھو کہ اس کا راز صاحب زندہ قلب کے سینہ میں ہوتا ہے۔

اے خدا تیرا سرّ تو صاحب دل کے سینہ میں ہے راز

تیری رحمت کا در ہے (آ رہی ہے) آواز

علماء کے نزدیک توحید اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں یکتا ماننا ہے اور اہل شریعت کا مقام ہے قل ھو اللہ احد۔

طریقت کے نزدیک توحید سے مراد اپنا رخ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف موڑ لینے کا نام ہے۔ قولہ تعالیٰ: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَاطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ O (الانعام: ۶-۷۹) جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: بے شک میں نے اپنا رخ زمین و آسمان کے منتظم کی طرف موڑ لیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔ اہل حقیقت کی توحید یہ ہے کہ وہ اپنا ہر کام اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص کر لیتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ: اِنَّ الصَّلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (الانعام: ۸-۱۶۲)

اہل معرفت کی توحید کے دو درجات ہیں

۱- قرب الٰہی حاصل کرنا: قولہ تعالیٰ: نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ق: ۲۶-۱۶) بے شک میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں۔

۲- دیدار سے مشرف ہونا: قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ O (النازعات: ۲۶-۲۱) اور میں تمہارے نفسوں کے اندر موجود ہوں پھر تم دیکھتے کیوں نہیں؟

قولہ تعالیٰ: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ ۝ (البقرہ:۱-۱۱۵) تم جس طرف بھی رخ کرتے ہو اللہ کا چہرہ اسی طرف ہے۔

فقراء کی توحید کے بھی دو درجات ہیں

اوّل مع اللہ با خدا ہونا: قولہ تعالیٰ: وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ۝ (الحدید:۲۷-۴) اور میں تمہارے ساتھ ہوں جہاں کہیں بھی تم ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لی مع الله وقت ولا یسعنی فیه ملک مقرب و نبی مرسل ۝ میرا اور اللہ کا ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ تو مقرب فرشتہ کو دخل ہے اور نہ ہی کسی نبی کی وہاں تک پہنچ ہے۔

جیسا کہ سلطان العارفینؒ نے فرمایا: تو نمی دانی که باهو یا خدا است

دوم فنا فی اللہ بقاباللہ ہونا: قولہ تعالیٰ: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (الرحمٰن:۲۷-۲۷) ہر شے کو فنا ہونا ہے اور باقی رہنے والا تیرے رب ذوالجلال والاکرام کا چہرہ ہے۔

اس کے دو درجات ہیں

۱- فنا فی اللہ

۲- بقاباللہ

۱- فنا فِی اللهِ : مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ۝ مرنے سے پہلے مرجاؤ کا مقام ہے یعنی معنوی موت۔ جس حواس، خواب وصال استغراق فی اللہ یہ بے خودی کا مقام ہے۔ مولانا روم نے فرمایا۔

؎ جہد کن در بے خودی خودرا بیاب
زودتر واللہ اعلم بالصواب

یہ اپنے آپ سے گم ہونے کا مقام ہے۔ جسے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ رموز بے خودی کہتے ہیں۔

۲- بقاباللہ : اللہ تعالیٰ کے نور میں بقاء حاصل کر کے باقی باللہ ہو جانا کہ کھلی آنکھوں سے ہی وہ کیفیت حاصل ہو جائے جو فنا فی اللہ میں حاصل تھی کہ اب آنکھیں بند کرنے اور حبس حواس کی ضرورت باقی نہ رہی۔ یعنی وجود میں فنا غالب ہو کر رب کریم کے نور کا چہرہ ہی باقی رہ گیا۔ یہ عین کا مقام ہے۔

عینُ عین تھیوسی یا حضرت باھُوؒ سر وحدت سبحانی ھُوْ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ کو توحید کے یہ تمام درجات حاصل تھے اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ احیائے خودی ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

جواب فقیر:

ہوا جب با خدا بندہ تو پھر طلب رضا کیوں ہو
خدا جب گھر میں آ جائے تو حرف مدعا کیوں ہو

تزکیہ نفس کا تفصیلی ذکر قادری، نقشبندی، چشتی اور سہروردی سلاسل کے سلسلہ اعمال میں بیان کیا جائے گا۔ اس مقام پر صرف یہ جان لینا چاہیے کہ نفس امارہ کا جب کسی قدر تزکیہ ہو جاتا ہے تو وہ پاکیزہ ہو کر نفس لوامہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور برے اعمال پر ملامت کرنے لگتا ہے ایسے نفس کو زندہ ضمیر کہتے ہیں جب لوامہ نفس مزید پاک ہو جاتا ہے تو ملہمہ نفس بن جاتا ہے جسے ہر اچھے برے کام کے متعلق آگاہی اور الہام ہونے لگتا ہے۔ بالآخر یہی نفس مطمئنہ ہو کر تزکیہ نفسی کا عمل مکمل ہو جاتا ہے اور ایسا شخص فلاح یافتہ لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

دوم رسالت

توحیداس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک رسالت کے متعلق قرآن مجید میں دیئے گئے احکامات پر عمل نہ کیا جائے۔ یاد رہے کہ توحید و رسالت لازم وملزوم ہیں۔ بنیادی طور پر قرآن مجید میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پانچ قسم کے حقوق کی اطاعت فرائض کا درجہ رکھتی ہے۔

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا۔محبت سے پُر غیر مشروط اتباع۔

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا۔

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اپنے لئے نمونہ بنانا۔

۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی حدود کوملحوظ رکھنا۔

۶- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گناہوں کی بخشش کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پکڑنا۔

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجنا

درود اور سلام دو الگ الگ عمل ہیں۔قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ (الاحزاب:۲۲-۵۶) بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والوتم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ادب سے درود سلام بھیجا کرو۔

درود پاک تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا وظیفہ ہے۔ اسی لئے ہم درود کا تحفہ پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے فرشتوں کے درود کے ساتھ ہم گناہ گاروں کا درود شامل کر کے حضور پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دیتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ سلام کا طریقہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے عین نماز کے دوران التحیات کی صورت تعلیم کیا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ٥ یا نبی اللہ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے ہیں ہم پر بھی سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔

اس میں چند چیزیں غور طلب ہیں۔

اوّل السلام علیک حاضر صیغہ ہے۔ جو زندہ کا خطاب ہے اس لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات النبی ماننا پڑے گا۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات النبی نہیں مانتا ست دین کذاب ہے۔

دوم یہ کہ ہر نمازی کے سلام کا جواب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں نمازیوں کے سلام کو سننا اور ان کا بروقت جواب بھی دینا یہ ایسی قوت ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

پس اس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک کی بھی وضاحت ہو گئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درود مجھ کو پہنچایا جاتا ہے اور سلام میں خود سنتا ہوں اور اس میں قرب و بعد کی کوئی قید نہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ روضہ مبارک کے نزدیک سلام سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ کی کمزوری ہے اگر کسی جگہ بیٹھ کر وائرلیس کے ذریعے دنیا کے کسی خطہ اور مقام پر ہزاروں اور لاکھوں لوگ بات کر سکتے ہیں جواب بھی دے سکتے ہیں اور اس وقت کوئی مشکل پیش نہیں آتی تو روحانی دنیا میں ایسا ہونا کیونکر ممکن نہیں اس لئے

اہل ایمان کیلئے لازم ہے کہ درود وسلام کو اپنا وظیفہ بنالیں۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۝ (آل عمران: ۳-۳۱) فرما دیجئے! کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالے گا یہ اتباع دو طرح کی ہے۔

اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایسی محبت کی جائے جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ یعنی اللہ کی محبت ایسی غالب ہو کہ دوسری ہر محبت اس کے مقابلہ میں مغلوب ہو جائے۔

دوم یہ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ایسی محبت شامل ہو جس سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اپنے مال اپنی جان اور اولاد سے زیادہ محبوب ہو جائے۔

ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا اتباع رسول میں یہ مقام تھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو وہ پانی کا ایک قطرہ زمین پر نہ گرنے دیتے۔ ہاتھوں میں جمع کر کے پی لیتے یا اپنے جسم پر مل لیتے۔ جس کسی کو یہ سعادت نصیب نہ ہوتی۔ وہ دوسرے کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ تر کر کے اپنے چہرہ پر مل لیتے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بال بنواتے تو صحابہ ایک ایک بال جمع کر کے اپنے پاس عزت وتکریم سے رکھ لیتے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میری فتوحات کا راز حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ایک بال میں ہے جو میں نے اپنی ٹوپی میں سی رکھا ہے۔ صحابیات حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کے قطرات جمع کر کے خوشبو میں ملا لیتیں اور یہ خوشبو جس کو مل جاتی اسے بڑا خوش

نصیب سمجھا جاتا پس اتباع سے مراد ایسی تابعداری ہے جس میں والہانہ محبت اور تعظیم کا جذبہ شامل ہو۔ غزوہ احد میں جب شیطان نے اعلان کر دیا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو مسلمانوں کی جمعیت بکھر گئی۔ ایسی حالت میں چند جانثار صحابہ رضی اللہ عنہ جو آپ کے قریب موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اس طرح چھا گئے اور ایسا حصار باندھ لیا کہ خود پروانہ وار شمع رسالت پر قربان ہونے لگے۔ اگر کوئی تیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتا تو اپنے ہاتھوں پر روک لیتے۔ حتیٰ کہ جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کو پکارا تو وہ لبیک لبیک کے نعرے مارتے واپس پلٹے اور قریش کے لشکر کو میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

آج بھی دنیا کے بہت سے مقامات پر موئے مبارک لوگوں کے پاس موجود ہیں شاہ عبدالرحیم دہلوی کے پاس بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دو موئے مبارک موجود تھے جو ان کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں عطا فرمائے تھے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیان کے مطابق ایک موئے مبارک ان کو اپنے والد کی وفات کے بعد وراثت میں ملا تھا۔

۳۔ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۝ (النساء: ۵۸) اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں (یعنی اولیاء اللہ) کی۔

قولہ تعالیٰ: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۝ (النساء: ۷۹) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اطاعت سے مراد اللہ و رسول کے حکم کو بلا چوں و چراں اس طرح تسلیم کرنا

ہے کہ دل میں کسی قسم کے ملال کا شائبہ بھی پیدا نہ ہو۔ صحابہ رضوان اللہ علیہ کی اطاعت رسول کا یہ عالم تھا کہ اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو پکارا تو اس نے نماز کی نیت توڑ دی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور واپس آ کر بقایا نماز ادا کر لی۔

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اپنے لئے نمونہ بنایا

قولہ تعالیٰ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝ (الاحزاب:۲۱)

بے شک رسول اللہ کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک جج ایک قانون دان' ایک عالم ایک مبلغ' ایک زاہد عابد ایک کمانڈر سب کیلئے نمونہ ہیں۔ آپ ایک اچھے باپ ایک اچھے بھائی ایک اچھے ہمسایہ اور ایک اچھے محلّہ دار ہیں۔ جو خوبیاں قرآن مجید نے بیان کی ہیں اور جن کا معاشرہ میں احیاء قرآن مجید کا منشاء ہے وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جمع ہیں اسی لئے عائشہ صدیقہ نے فرمایا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے قرآن ہیں۔ پس ہمیں بھی ہر کام میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے نمونہ بنالینا چاہیے۔

صحابہ رضی اللہ عنہ اور ان کی شان

ہر اصحابی رضی اللہ عنہ آسمان تصوف کا ایک درخشندہ ستارہ ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابی رضی اللہ عنہ آسمان کے درخشندہ ستاروں کی مانند ہیں جو کوئی ان کی پیروی کرے گا کبھی گمراہ نہ ہو گا برکت و یمن کیلئے چند کبائر صحابہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صدق وصفاء میں کامل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عدل اور محاسبہ نفسی میں رہنما

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین حیاء اور سخا کے نور سے منور
حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ باب العلم، شجاعت، فقر اور حلم کے آفتاب
حضرت بلال بن رباح منادی اِلٰہ عاشق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابوعبد اللہ سلمان فارسی مقبول پروردگار محرم راز پیغمبر
حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبد اللہ بن الجراح پیشوائے مہاجرین و انصار متوجہ الی اللہ
حضرت ابو یقظان عمار بن یاسر برگزیدہ اصحاب زینت ارباب
حضرت ابو مسعود عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خزینۃ العلم
حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پاک از عیب و آفت
حضرت مقدار بن الاسود سالک طریقت
حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سرمایہ فقر و افتخار
حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ طالب بقا اندر بقاء
حضرت عتبہ بن عزران رضی اللہ عنہ درج سعادت بہر قناعت
حضرت ابو کتبہ شہنشاہ مجاہدہ اندر طلب مشاہدہ
حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ عزیز رسول تائب از کل مخلوق
حضرت سالم مولی حذیفۃ الزمانی، متواضع، معرفت کا راہی
حضرت مسعود بن ربیعہ القاری رضی اللہ عنہ زینت مہاجرین و انصار
حضرت عبد اللہ عمر جمع الخیر حافظ انفاس پیغمبر
حضرت ابو ذر جندب بن حیادہ رضی اللہ عنہ شوق میں موسیٰ زہد میں مثل عیسیٰؑ
حضرت صفوان بن بیضاء استقامت میں عظیم متابعت میں منقیم

حضرت ابودرداء بن عامر رضی اللہ عنہ صاحب ہمت خالی در تہمت

حضرت عبداللہ بن بدر الجہنی رضی اللہ عنہ شرف کیمیائے دین' توکل میں کامل

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذ ر صاحب عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ و رضواعنہ

تابعین کا دور اور تصوف

اس دور کے مشہور صوفیاء میں سے صرف دو کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

۱- حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

آپ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں موجود تھے قرن آپ کا شہر تھا وہاں لوگوں کے اونٹوں کی گلہ بانی کر کے اپنی گزر اوقات کیا کرتے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان نبوت سن کر ہی آپ ایمان لے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کامل تھے۔ اپنی بوڑھی اور اندھی والدہ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ اس لئے بظاہر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر نہ ہو سکے اسی لئے تذکرہ نویسوں نے آپ کا ذکر تابعین کے ضمن میں کیا ہے۔ جب آپ نے غزوہ احد میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہونے کا سنا تو جذبہ عشق میں بے خود ہو کر اپنے تمام دانت توڑ ڈالے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک جبہ لے کر آپ کے

پاس حاضر ہوئے اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کیلئے دعا کی درخواست کی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے غسل کر کے جبہ پہنا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امت مسلمہ کی بخشش کیلئے سجدہ ریز ہو گئے۔ سجدہ اتنا لمبا تھا کہ ہر دو صحابہ رضی اللہ عنہ کو فکر ہوا کہ شاید آپ جان بحق ہو گئے۔ جب آپ کو ہلایا گیا تو آپ اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ آپ لوگوں نے جلدی کی۔ اللہ تعالیٰ نے قبیلہ بنو ربیعہ کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر مسلمان امت کو بخشنے کا وعدہ کیا۔ لیکن بارگاہ کبریا میں میرا اصرار تھا کہ سب امت کو بخش دیا جائے۔ پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق باتیں ہونے لگیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کلام سن کر رونے لگے اور بے ساختہ پکار اٹھے کاش کوئی ایسا شخص ہو جو روٹی کے ایک ٹکڑے کے عوض عمرؓ سے یہ خلافت خرید لے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمرؓ وہ کوئی بیوقوف ہی ہو گا جو اس کا سودا تم سے کرے گا اور تمہیں تو اس کا سودا کرنے کی بجائے اس کو اٹھا کر پھینک دینا چاہیے تا کہ جس کا جی چاہے اٹھا لے۔ یہ کہہ آپ اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آپ آخری عمر میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

دنیا میں بہت سے صوفیاء اویسی سلسلہ کے پیروکار ہیں اور وہ اویسی طریقہ میں براہ راست رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ فقیر کو حضرت ربانی رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار اقدس بہاولپور کے نزدیک ہے کی زیارت اور وہاں دعوت پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ فقیر نے عین العیانی مشاہدہ کیا کہ ایک نور کے اوپر دوسرا نور ہے اور ان دونوں نوروں کو ایک تیسرا نور محیط ہے۔ صاحب قبر سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کا زندگی بھر یہ عمل اور وظیفہ رہا کہ ان کا وجود ایک

نور ہے جو اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے نور میں گم ہے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا نور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں گم ہے۔ اسی تصور میں ان کا وصال ہوا اور یہی عمل اب قبر میں جاری وساری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

تابعین میں خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دست بیعت کر کے راہ فقر تصوف کی تعلیم وتلقین کی اور آپ کو اس کی تبلیغ کا حکم دیا اس طرح صوفیاء کے تمام سلاسل حضرت خواجہ حسن بصری سے جاری ہوئے۔ آپ نے بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور ان سے حدیث بھی بیان کی ہے۔

امامین کریمین مینارِ نور اہل البیت کا سلسلہ

فقر فخری محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سلسلہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو کر گیارھویں امام حسن عسکری علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے۔ حسب روایت آخری زمانہ قرب قیامت میں امام محمد مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے اور دنیا میں اسلامی نظامِ حکومت قائم کریں گے۔ یہ سلسلہ کچھ اس طرح ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یافتہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ زوج نساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ دختر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام حسن علیہ السلام .... امام حسین علیہ السلام

۳/۱ھ ۴/۱ھ

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ۳۳ھ تا ۹۴ھ

حضرت امام باقر ۵۷ھ تا ۱۱۴ھ

حضرت امام جعفر صادق ۸۳ھ تا ۱۴۸ھ

حضرت امام علی تقی ۲۱۴ھ تا ۲۰۲ھ

حضرت امام موسیٰ کاظم ۱۲۸ھ تا ۱۸۶ھ

حضرت امام علی رضا ۱۵۲ھ تا ۱۸۶ھ

حضرت امام حسن عسکری ۲۲۱ھ تا ۲۵۴

حضرت علیؓ کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرت حسن مثنیٰ سے راہ سلوک کا سلسلہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی تک پہنچا آپ حسنی حسینی سید ہیں۔

مرشد کی ضرورت واہمیت

قولہٗ تعالیٰ۔ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ٥ اور (اللہ) کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

صوفیاءؒ کے نزدیک وسیلہ سے مراد مرشد ہے۔ مرشد کا مادہ رشد ہے۔ رشد سے مراد علم معرفت اور علم لدنی کا حصول ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ ٥ پہلے رفیق راہ ڈھونڈو پھر راہ طریقت اختیار کرو۔ علم اگر چراغ راہ ہے تو مرشد رفیق راہ ہمراہ نشیب وفراز سے آگاہ ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آج کل کے زمانہ میں مرشد کی کوئی ضرورت نہیں صرف کتاب وسنت کا علم ہی کافی ہے۔ ہر علم اور فن کی تحصیل کے لئے تو استاد کی ضرورت ہے اور علم ومعرفت کے حصول کے لئے کسی استاذ' راہبر' مرشد کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیسی احمقانہ بات ہے۔ مولانا رومؒ نے فرمایا:

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد
ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

تاثیر کے لحاظ سے مرشد کی کئی اقسام ہیں

۱- مرشد دعا: ایسا مرشد اپنے مریدوں کی بہتری کے لئے ہمیشہ دعا گو رہتا ہے لیکن صاحب تصرف نہیں ہوتا۔

۲- مرشد رضاء: ایسا مرشد اپنے سب کام اللہ کے سپرد کر دیتا ہے۔ تسلیم و رضا اور توکل پر قائم رہتا ہے۔ نہ اپنے لئے دعا کرتا ہے نہ اپنے مریدوں کے لئے۔ وہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجتوں سے خود ہی آگاہ ہے اس لئے وہ دعا کا محتاج نہیں۔

۳- مرشد نگاہ: کیمیا نگاہ مرشد کو کہتے ہیں۔ جو نیم نگاہ سے خاک کو کیمیا بنا دیتے ہیں۔ (i) آنان کہ خاک را بنظر کیمیا کنند

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اک نگاہ جے عاشق تکے لکھ ہزاراں تارے ھُو

۴- مرشد دستگیر باشفاء: ایسا کامل مرشد طالب مرید کی دستگیری فرما کر اسے حضوری مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف کر دیتا ہے۔

۵- مرشد تفاخر سجادہ خانقاہ: ایسا مرشد خود تو کچھ نہیں ہوتا۔ اپنے آباؤ اجداد کا نام بیچنے والا، ان پر فخر کرنے والا حقیقت میں استخواں فروش ہوتا ہے۔

؎ میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی زمیں سے آنے لگی یہ صدا

تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

۶- مرشد نذرانہ سال و ماہ: ایسے جدی پشتی مرشد اور مرید سال بسال مریدوں کے گھر جا کر نذرانہ وصول کرتے ہیں۔ مریدوں کی حاجات کے لئے تعویذ وغیرہ دیتے ہیں۔

۷- مرشد باکشف وکرامت طالب عز وجاہ: ایسے مرشد کشف وکرامات کے شور وغوغا سے عوام میں شہرت کے طلب گار اور ہوائے نفسانی میں گرفتار ہوتے ہیں۔

کیوں خالق ومخلوق میں حائل رہیں پردے
پیران کلیسا کو کلیسا سے ہٹا دو

درجات کے لحاظ سے بھی مرشد کی چند اقسام ہیں

۱- عالم مرشد۔ ۲- عامل مرشد۔ ۳- کامل مرشد۔ ۴- اکمل مرشد۔ ۵- مکمل مرشد۔ ۶- جامع مرشد۔ ۷- جمعیت مرشد۔ ۸- نور مرشد۔ ۹- نور الھدیٰ مرشد۔ ۱۰- نور علی نور مرشد۔

مرشد میں بنیادی طور پر تین صفات کا پایا جانا ضروری ہے

اوّل یہ کہ مرشد شریعت کا پابند ہو کیونکہ جس راہ کو بھی شریعت رد کر دیتی ہے وہ کفر کی راہ ہے۔ صوفیاء کے لئے شریعت ہی ابتداء اور شریعت ہی انتہا ہے۔

دوم یہ کہ مرشد جب مرید کو طالب کرنے کے لئے اس کے ہاتھ بیعت کے لئے اپنے ہاتھوں میں لے تو اس کا نفس مردہ اور قلب زندہ کر دے۔

سوم یہ کہ مرشد میں اس قدر روحانی طاقت ہو کہ طالب کی دستگیری کر کے اس کو حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف کر دے اور مجلس کا ملازم کروا دے۔ جس مرشد میں اس قدر طاقت نہ ہو قیامت کے روز اس کا مرید شرمندہ ہوگا اور وہ خود روسیاہ ہوگا۔

راہ سلوک میں مرشد تین قسم کے ہیں

ایک وہ جو نفل نماز صوم وصلوات پرہیز گاری ذکر فکر مراقبہ کی تلقین کرتے ہیں

دوسرے وہ جو ترک توکل تجرید وتفرید برزخ تصور اسم اللہ ذات کی راہ سے اسم بامسمیٰ کر کے ماسوئی اللہ سے پاک کر دیتے ہیں۔ ان کا ابتدائی سبق مع اللہ باخدا ہوتا ہے۔

کامل مرشد کا ابتدائی طریق یہ ہے کہ وہ طالب حق کو اوّل شریعت‘ دوم طریقت‘ سوم حقیقت‘ چہارم معرفت کے علوم سے آگاہ کرتا ہے۔ شریعت سے مراد قرآن وحدیث کے احکام کا علم ہے۔ مثلاً اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو۔ اسی طرح دوسرے احکام سے آگاہ کر کے اور علم شریعت کی تعلیم دیتا ہے۔

طریقت : رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے جس کے مطابق غسل‘ وضو کر کے نماز کی ادائیگی کے لئے رکوع وسجود کئے جاتے ہیں۔

حقیقت : علم اور عمل کے بعد خلوص کا درجہ ہے۔ یعنی عبادت خالص اللہ کے لئے کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ ریا کاری کی نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ پس حقیقی عبادت وہی ہے جو خالص اللہ کی خاطر ادا کی جائے۔

معرفت سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی حقیقی عمل کا عرفان حاصل کر لیا جائے مثلاً نماز معرفت کے پانچ درجات ہیں۔

۱- جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو اپنے اللہ کو دیکھ اگر تو نہ دیکھ سکے تو یہ خیال کر کہ وہ ذات تجھے دیکھ رہی ہے اور یہ کم درجہ کی نماز ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کی عبادت ہی نہیں کرتا جب تک دیکھ نہ لوں۔

۲- وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ۝ (طٰہٰ:۱۴) میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو کثرت سے ذکر اللہ کرتے ہیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ذکر اللہ کرتے ہیں ان کو کوئی کاروبار انہیں ذکر اللہ سے روک نہیں سکتا۔

ان کا ایک ایک دم ذاکر ہوتا ہے۔ ان کے وجود کا ایک ایک بال سوتے جاگتے ذکر اللہ میں مشغول رہتا ہے۔ وہ اٹھتے بیٹھتے پہلو کے بل لیٹے ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔ دائمی ذکر ہی دائمی نماز ہے لیکن اپنے وقت پر فرض نماز کی ادائیگی کے بغیر نہ تو دائمی ذکر کی نماز بارگاہ کبریا میں منظور ہے اور نہ ہی دائمی ذکر کی نماز کے بغیر ظاہری نماز مقبول ہے۔ افضل الذکر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

۳- حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحَضُوْرِ الْقَلْبِ حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ حضوری قلب سے مراد اپنے قلب کو نماز کے وقت بارگاہ رب العزت میں حاضر کرنا ہے۔ قلب سے مراد وہ نوری لطیف وجود ہے جو مشق وجودیہ کی کثرت سے وجود کے اندر روشن اور زندہ ہو جاتا ہے۔ جس سے قلب صنوبری کے اندر ہر قسم کے غل وغش وہم وخطرات خناس وخرطوم رفع ہو جاتے ہیں۔

۴- حضور پاک کا ارشاد ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ نماز مومنین کی معراج ہے۔ جس میں نمازی لبیک عبدی کی آواز سنتا اور تجلیات انوار الٰہی کے دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔

۵- سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ اللہ رب العزت میں عرض کی۔ یا اللہ تیری بارگاہ میں پسندیدہ نماز کون سی ہے؟ بارگاہ کبریا سے ارشاد ہوا۔ اے غوث میرے نزدیک پسندیدہ نماز وہ ہے جس میں میں ہی موجود ہوں اور نمازی اس سے غائب ہو۔

حواس خمسہ ظاہری نفس کے خادم ہیں جن سے وہ چار قسم کی لذات حاصل کرتا ہے۔

(۱) اول کھانے پینے کی لذت

(۲) دوم شہوات کی لذت

(۳) سوم حکومت کی لذت

(۴) چہارم علم کی لذت

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ۝ (یوسف: ۵۳) بے شک نفس امارہ تو برائی کا ہی حکم دیتا ہے سوائے اس کے کہ میرا رب ہی مجھ پر رحم فرمائے۔

نفس امارہ تزکیہ نفسی سے نفس مطمئنہ بن جاتا ہے جس سے وہ انسانی صورت اختیار کر لیتا ہے اور تزکیہ نفسی کا بنیادی مقصود بھی یہی ہے۔ ہر قسم کی برائیوں کا منبع نفس امارہ ہی ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ عالم فاضل، فقیہ، قائم الیل، صائم الدہر، حاجی، گوشہ نشین، غوث قطب اہل اللہ ولی اللہ کہلانے والے صاحب تقویٰ وفتویٰ شیخ مشائخ صاحب وردو وظائف۔ اہل مجاہدہ و مشاہدہ غریب وخاکسار، صابرو شاکر نیک بخت وخلیق صاحب ذوق وشوق بہت سے لوگ ہیں لیکن یہ سب نفس پرست ہیں ان میں سے واصل الی اللہ باخدا حق پرست بہت کم ہیں نفس مثل بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیر ہے اور دنیا اس کی ماں ہے جو اس کی پرورش کرتی ہے جو دل دنیا سے پر ہو وہ شیطان کی نشست گاہ ہوتا ہے۔ ایسے شخص کا انجام اس آیت کے مطابق ہوتا ہے۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝

(النازعات: ۳۰-۳۷ تا ۳۹)

جس نے سرکشی کی دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

جو دل شیطان کی نشت گاہ ہو جاتا ہے۔ اس پر چار موکل مسلط ہو جاتے ہیں۔ اوّل خناس دوم خرطوم سوم وسوسہ چہارم خطرات یہ بجائے خود نفس کے قائم مقام ہیں۔

واضح رہے کہ جب ابلیس لعین مراتب عالیہ سے معزول ہو کر مقام علیین سے نکالا گیا اور مقام سجین اور اسفل السافلین میں ڈالا گیا تو اس نے نفس اور دنیا دونوں سے مل کر اتفاق کیا۔ ہر ایک نے ایک دوسرے کی بیعت کی اور بنی آدم کی ذلت اور ہلاکت کا بیڑا اٹھایا۔ شیطان نے کہا میں آدم کی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت بندگی اور عبادت سے روک کر معصیت کی طرف لاؤں گا اور گناہوں کی دلدل میں پھنسا دوں گا نفس نے کہا میں انہیں لذات کا دیوانہ بنا کر ہوائے نفسانی خواہشات بے پناہ اور شہوات میں مبتلا کر کے خراب کر دوں گا۔ دنیا نے کہا میں آراستہ ہو کر ان کے سامنے آؤں گی اپنے اوپر مائل کر کے ان کو حرص و ہلاکت میں ڈال دوں گی تاکہ خدا تعالیٰ کی یاد سے باز رہیں۔

جان لو! کہ نفس سیری کے وقت فرعون ہوتا ہے۔ تکبر اور خودی کرنے لگتا ہے۔ نفس بھوک اور گناہ کے وقت باؤلے کتے کی مانند ہوتا ہے حلال کھانے اور سچ بولنے پر اس کی نگاہ نہیں ہوتی۔ نفس شہوت کے وقت بے عقل، جاہل اور بے شعور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر نہیں جانتا۔

نفس غصہ کے وقت گالی بکتا ہے۔ جو قرآن کے احکام کے خلاف ہے۔

نفس سخاوت کے وقت قارون بن جاتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے چوں و چراں کرتا ہے۔

انسان کے وجود میں نفس کے چار خانے ہیں

اول خانہ: زبان جس میں لہو ولعب پیدا ہوتا ہے۔

دوم خانہ: دل جس میں۔ خناس، خرطوم، وسواس خطرات ظاہر ہوتے ہیں۔

سوم خانہ: ناف جس میں شہوت و ہوا پیدا ہوتی ہے۔

چہارم خانہ: اطراف دل جس میں حرص و حسد کبر ہوا۔

عجب وغرور اور بغض و عداوت پیدا ہوتے ہیں۔

نفس امارہ کو قتل کرنے سے مراد اس کی عادات خبیثہ کی اصلاح کرنا ہے نہ کہ دنیا چھوڑ کر ہندو جوگیوں، عیسائی راہبوں، یہودی کاہنوں اور بدھ بھکشوؤں کی طرح اپنے وجود کو طرح طرح کی تکالیف اور مشقتوں میں مبتلا کرنا۔ اسلام میں نفس کا تزکیہ کیا جاتا ہے۔ **قولہ تعالیٰ : لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا** ٥ (البقرہ: ۲۸۵) اللہ تعالیٰ کسی نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔

کامل مرشد طالب حق کو چار قسم کے علوم کی عملی تلقین کرتا ہے:

۱- تزکیہ نفسی کی تلقین

۲- تصفیہ قلبی کی تلقین

۳- تجلیہ روح کا طریقہ

۴- تجلیہ سِرّ سے تجرید و تفرید مع اللہ باخدا کی تلقین اور توحید کا درس

تزکیہ نفسی

وجود انسانی میں نفس چار درجات میں تزکیہ کے باعث اپنی صورت تبدیل کرتا ہے۔ اوّل نفس امارہ، دوم نفس لوامہ، سوم نفس ملہمہ، چہارم نفس مطمئنہ۔

۱- نفس امارہ: کافر نفس ہے۔ برائی ہی برائی ہے اور برائی ہی کا حکم دیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: **اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ** ٥ (یوسف: ۵۸) یوسف علیہ السلام کی زبانی فرمایا۔ بے شک نفس امارہ تو برائی کا ہی حکم دیتا ہے۔ سوائے

اس کے کہ میرا رب ہی مجھ پر رحم فرمائے۔ ہر مذہب وملت کے لوگ نفس کی آفتوں سے آگاہ ہیں اور اپنے اپنے طریقہ کے مطابق تہذیب نفس اور خلاف نفس اعمال میں مصروف رہتے ہیں۔ ہندو جوگی سالہا سال تک اپنے وجود کو مختلف قسم کی تکالیف میں مبتلا رکھتے ہیں اور ویدانت فلسفہ کے مطابق اپنے نفس کی اصلاح کر کے ہوا میں اڑنے، پانی پر چلنے اور شیشہ سے گزرنے کی قوت حاصل کر لیتے ہیں۔ عیسائی راہب جنگلوں، پہاڑوں میں نکل جاتے ہیں اور نفس کو مردہ کرنے کے لئے اسے طرح طرح کی مشقتوں سے پختہ کرتے ہیں۔ جس سے روح نفس پر غالب آ کر ان سے کشف وکرامات کا اظہار ہونے لگتا ہے۔

نفس امارہ باطن میں مختلف حیوانی صورتوں میں موجود ہوتا ہے۔

کسی کا نفس سانپ کی صورت ہر ایک کو ڈس لینے والا۔ کسی کا نفس بھیڑیے کی صورت میں پھاڑ کھانے والا۔ کسی کا نفس لومڑی کی صورت مکار۔ کسی کا نفس گیدڑ کی صورت ڈرپوک۔ کسی کا نفس ریچھ کی صورت شہوانی اور کسی کا نفس کتے کی مانند حریص ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ۝ (الاعراف: ۹-۱۷۹) وہ حیوانوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔

نفس بدسرشت بھی ہے۔ اگر اسے بھوکا رکھا جائے تو ناشکرا جزع فزع کرنے لگتا ہے۔ اگر شکم سیر ہو جائے تو گدھے کی طرح خرمستی کرنے لگتا ہے۔ اگر اسے حکومت مل جائے تو فرعون بن کر ظلم کرنے لگتا ہے۔ اگر دولت ہاتھ آ جائے تو قارون کی مثل بخیل بن جاتا ہے۔

نفس ریاکاری سے مختلف صورتیں اختیار کر لیتا ہے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے عالم نفس۔ اے زاہد نفس۔ اے مفتی نفس۔ اے پارسا نفس۔ اے خود نما نفس۔ اے مالک سجادہ و خانقاہ نفس۔ اے صوفی نفس۔ اے فقیر

درویش نفس۔ اے سلطان العارفین نفس۔

نفس کی خرابیوں کی پہچان کرنا

۱- لذات نفسانی

۲- ھوائے نفسانی

۳- نفس کا دعویٰ خدائی

۴- نفس کا شیطان اور دنیا سے اتحاد

۵- نفس کی دیگر برائیاں

۱- لذات نفسانی چار قسم کی ہیں: (i) کھانے پینے کی لذت۔ (ii) شہوات کی لذت۔ (iii) علم کے مطالعہ کی لذت۔ (iv) حکومت حکمرانی کی لذت۔

۲- ھوائے نفسانی: خواہشات بے پناہ۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

۳- نفس کا دعویٰ خدائی: اللہ تعالیٰ نے جب نفس امارہ کو پیدا کیا تو اس نے خود پسندی اختیار کی اور ۱- حرص۔ ۲- حسد۔ ۳- لالچ۔ ۴- تکبر انانیت۔ ۵- بخل۔ ۶- حرص و ہوا۔ ۷- زیب و زینت کے سات رنگوں کا تاج اپنے سر پر رکھا اور "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" معاذ اللہ میں ہی تمہارا رب اعلیٰ ہوں کا دعوے دار ہوا۔ انسانی وجود میں خدائی کا دعویٰ دار اس کی خواہشات بھی ہیں۔ قولہ تعالیٰ: کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس ذکر کا مقصود لا الہ کی تلوار نفی کی کنہ سے ان معبودان باطل کو قتل کرنا ہے جس کا فتویٰ طریقت کا قاضی صادر کرتا رہے۔

۴ - نفس کا شیطان اور دنیا سے اتحاد: نفس، شیطان اور دنیا تینوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پکا عہد کیا ہے۔ شیطان نے کہا کہ میں شریعت کی راہ پر بیٹھوں گا۔ لوگوں کو علم شریعت حاصل کرنے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عبادات سے روکوں گا۔

نفس نے کہا کہ میں آدم کی اولاد کو ہوائے نفسانی، خواہشات میں مبتلا کر کے ذکر فکر کی راہ طریقت سے دور کر دوں گا۔

دنیا نے کہا کہ میں انسانوں کو دنیا کی زیب و زینت میں مبتلا کر کے اس کو خلوص اور حقیقت سے دور کر کے اس کا ہر عمل خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کی خاطر ریا کاری سے بھر دوں گی۔

پس نفس اور شیطان کی طاقت کو درہم برہم کرنے کے لئے تزکیہ نفسی کر کے نفس کے سرکش گھوڑے کو قابو میں لانا چاہیے۔

جب دو چوروں میں سے ایک قابو میں آ جاتا ہے تو دوسرا چور خود بخود بھاگ جاتا ہے اور کبھی واپس نہیں آتا۔ اسی طرح جب نفس امارہ کا تزکیہ ہو کر اس پر قابو پا لیتے ہیں تو شیطان خود بخود بھاگ جاتا ہے۔ پس پہلی مقبول عبادت تزکیہ نفسی ہے۔ قولہ تعالیٰ: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ (الاعلیٰ: ۱۴) تحقیق اسی نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا بعض لوگ اپنے نفس کی اصلاح کرنے کی بجائے دوسرے لوگوں کے ناصح اور پیر بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بات میں نہ تو کوئی تاثیر ہوتی ہے نہ کوئی اثر۔ قولہ تعالیٰ: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ ۝ (البقرہ: ۱-۴۴) وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں لیکن اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہیں۔ بعض نفسانی لوگ چپ کا روزہ رکھ کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ڈرامہ کرتے ہیں۔ بعض دھوکہ باز تارک دنیا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں

لیکن وہ فریب نفسانی سے تارک دنیا حصول دنیا کے لئے ہوتے ہیں۔

۵-نفس کی دیگر برائیاں: تین قسم کی ہیں۔

۱- کبیرہ گناہ

۲- معاشرتی برائیاں

۳- ذاتی اخلاقی برائیاں

۱-کبیرہ گناہوں کے تحت وہ برائیاں آتے ہیں۔ جن کے لئے قرآن حکیم نے سزائیں مقرر کر دی ہیں اور بعض سزائیں اسلامی حکومت اپنے حالات کے مطابق خود مقرر کر دیتی ہے۔ مثلاً چوری' ڈاکہ' زنا' قتل عمد' الزام تراشی' فریب' دھوکہ دہی' خیانت' شراب نوشی' جوا' بغاوت' فحاشی' جھوٹی گواہی' ماپ تول میں کمی بیشی' منشیات کا استعمال' سود خوری وغیرہ۔

۲ - معاشرتی خرابیاں: افواہیں پھیلانا' کسی پر لعنت بھیجنا' عہد شکنی کرنا' لعن طعن کرنا' ناشائستہ مذاق کرنا' فسق و فجور پھیلانا' فحاشی پھیلانا' قطع رحمی اختیار کرنا' ہمسایوں سے بدسلوکی کرنا' معاشرے میں جھوٹ پھیلانا' لوگوں پر جھوٹا الزام لگانا' اوہام پرستی کا پرچار کرنا' دوسروں کے متعلق بدگمانی اختیار کرنا۔

۳ - ذاتی نفسانی خرابیاں: جھوٹ بولنا' غرور کرنا' کبر و انانیت کا اظہار کرنا' حرص' طمع' لالچ' بخل اور فضول خرچی اختیار کرنا' غصہ غضب بے رحم ہو جانا' غفلت اور سستی کو اپنانا' اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ کی عبادت کرنا' کسی بھی دوسرے کو اس کا شریک ٹھہرانا۔

یہ سب برائیاں کراماً کاتبین ہر شخص کے نامہ اعمال میں تحریر کر رہے ہیں۔ روز قیامت اس کا حساب ہوگا اور سزا دی جائے گی۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى. (النازعات)

جس نے اپنے نفس کو ہوا سے روک لیا۔ اس کے لئے جنت ماویٰ ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی پر مہربانی فرماتے ہیں تو اسے نفس کی برائیوں پر آگاہ کر دیتے ہیں۔

الحدیث: **اذا اراد اللہ بعبد خیر بصرہ اللہ بعیوب نفسہ ٥**

اور بے شک ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ (سورہ مومنون ۱۴) پھر اسے نطفہ بنا دیا۔ پھر اسے ایک مضبوط ٹھہراؤ میں رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ سے خون کا لوتھڑا اور اس لوتھڑے سے گوشت کا ٹکڑا' پھر ہم نے گوشت کی بوٹی سے ہڈیاں بنا دیں۔ پھر ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا۔ پھر اسے ایک اور صورت میں اٹھان دی۔ پس اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا. (العنکبوت: ٦٩)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

الحدیث۔ **المجاهد من جاهد نفسه فی الله.** مجاہد وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنے نفس سے جہاد کیا۔

وجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر ٥ ہم نے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

نفس ایک سرکش کتا ہے اور کتے کا چمڑہ دباغت کے بغیر پاک نہیں ہوتا۔

نفس کی پیدائش ہی الٹی ہے۔ جن چیزوں سے اوروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسے ان سے راحت ملتی ہے اور جن چیزوں سے دوسروں کو راحت ہوتی ہے اسے ان سے تکلیف ہوتی ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس

ہے جو تیرے پہلو میں ہے۔

پس مجاہدات سے نفس کے اوصاف ذمیمہ ختم کئے جا سکتے ہیں۔

روح عقل کی فرمانروا ہے۔ نفس کو ہوا سے تقویت ملتی ہے۔

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ خواہش اور شہوت بنی آدم کے خمیر میں گوندھی گئی ہے۔ (الحدیث)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وصل کیا ہے؟ ترک ارتکاب الھوی ہوا کو ترک کر دینا۔

تہذیب اور اصلاح نفس کے چند طریقے ہیں

۱- مجاہدات سے نفس کو زیر کرنا

۲- لا الہ کی تلوار سے نفس کو قتل کرنا

۳- موتوا قبل ان تموتوا سے نفس کو مردہ کرنا

۴- مرشد کا کیمیا نگاہ کی نظر سے نفس کی سیاہی دور کرنا

۱- مجاہدات سے نفس کو زیر کرنا: یہ بہت لمبی اور دور دراز راہ ہے جیسا کہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۶ سال تک مجاہدات کئے' دن کو روزہ رکھا' رات کو قیام کیا۔ زہد اختیار کیا اور اپنے نفس کو زندگی بھر نفس کی بات مان کر کوئی خواہش پوری نہیں کی۔ پیلو کے پھل کو بغیر نمک مرچ کے ابال کر اس سے روزہ رکھا اور اسی سے افطار کیا۔

۲- لا الہ کی تلوار سے نفس کو قتل کرنا: کلمہ طیب کے تین جزو ہیں۔

۱- لَا اِلٰهَ. ۲- اِلَّا اللّٰهُ. ۳- مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

جو کوئی لا الہ کے ذکر سے نفی کی کنہ اختیار کر کے مستغرق ہو جاتا ہے۔ اس کا

نفس پہلے ہی روز مردہ ہو جاتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ اس کی یہ کیفیت اس کا حال بن جاتی ہے۔

۳- موتوا قبل ان تموتوا سے نفس کو مردہ کرنا: قولہ تعالیٰ: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ. ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ فقیر وہی ہے جو مقام حیات میں ممات کے درجات اور مقام ممات میں حیات کے درجات حاصل کر لے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من عرف نفسہ بالفنا فقد عرف ربہ بالبقاء.** جس نے اپنے نفس کو فنا کر لیا اس نے اپنے رب کو بقاء میں پا لیا۔ پس فقیر کو چاہئے کہ اسم اللہ کے تصور میں مصروف رہے تاکہ اس کے حروف میں سے شعلہ نور متجلی ہو کر طالب کے حواس ظاہری کو بستہ کر لے اور فقیر کا نفس خصائص رذیلہ سے پاک ہو جائے۔

۴- کامل مرشد کی کیمیا اثر نگاہ: کامل مرشد کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ جب اپنے طالب کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا ہے تو اس کا نفس مردہ اور قلب زندہ کر دیتا ہے۔ جب کوئی طالب گناہ کرنا چاہتا ہے تو کامل مرشد اپنے مرید اور گناہ کے درمیان حائل ہو کر اس کو گناہ سے روک دیتا ہے۔ جیسا کہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید اور گناہ کے درمیان حائل ہو کر اسے روکتے رہے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ہفت سلطان الفقراء کو یہ توفیق حاصل ہے کہ اوّل تو ہمارا کوئی مرید کبیرہ گناہ نہیں کرتا۔ اگر سہواً اس سے ایسا ہو جائے تو ہم لوح محفوظ سے اپنے مرید کے گناہ کو مٹا کر اسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کر دیتے ہیں۔ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے لئے معافی چاہتے ہیں تو اللہ غفور الرحیم اس کو معاف کر دیتا ہے۔

گناہ کے وقت اگر نفس کو موت کی سختی، قبر کے سوال جواب، میزان کے عدل، پل صراط کی مشکل، حشر کی پریشانی، دوزخ کی آگ سے بھی ڈرایا جائے تو نفس گناہ سے باز نہیں آتا۔ اگر گناہ کے وقت نفس کو خدا تعالیٰ کے خوف سے ڈرایا جائے، نبی رسول پیغمبر کا واسطہ دیا جائے، مرشد کی ناراضگی کا خوف دلایا جائے تو بھی نفس گناہ سے باز نہیں آتا۔ پس تصور اسم اللہ ذات۔ ذکر کلمہ طیب اور مرشد کی نگاہ ہی طالب کے نفس کو پاک کر دیتی ہے۔ جب نفس کسی قدر پاک ہو جاتا ہے تو اسے نفس لوامہ کہتے ہیں۔

۲۔ نفس لوامہ: جب نفس امارہ پستی سے ابھرنا شروع ہو جاتا ہے تو وہ ضلالت و گمراہی کا احساس کر کے ہر معصیت پر ملامت کا اظہار کرنے لگتا ہے تو اسے نفس لوامہ کہتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ: وَلَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ (القیامۃ: ۲۹-۲) میں قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ ملامت کے تین درجات ہیں۔

۱۔ اوّل اپنے نفس لوامہ کی ملامت کی آواز کو سننا اور اپنے نفس کا محاسبہ کر کے برائی سے رک جانا: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس کو ملامت کی غرض سے اس کا محاسبہ کر رہے تھے اور پوچھ رہے تھے۔ اے نفس تو نے زندگی بھر کتنے گناہ روزانہ کئے ہوں گے؟ کم از کم ایک سو گناہ روزانہ؟ نفس نے انکار کیا۔ پچاس گناہ روزانہ؟ نفس نے پھر بھی انکار کیا۔ آپ پوچھتے رہے نفس انکار کرتا رہے۔ ہوتے ہوتے بات ایک گناہ روزانہ تک آ پہنچی۔ نفس نے اقرار کیا کہ ہاں ایک گناہ روزانہ تو لازماً سرزد ہوا ہوگا یہ سن کر آپ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو مریدوں نے بے ہوش ہونے کی وجہ پوچھی۔ آپ

نے ساری بات بتا کر فرمایا۔ میری عمر ۶۳ سال ہوگئی ہے۔ اگر ایک مٹھی بھر پتھر روزانہ کسی جگہ ڈالے جائیں تو ایک ٹیلہ بن جائے گا۔ نفس جب ایک گناہ روزانہ کا خود اقراری ہے تو گناہوں کے اس بوجھ کو کیسے اٹھا سکوں گا۔ ہر شخص کے اندر ضمیر کی آواز موجود ہوتی ہے۔ جو اس کو برے کاموں سے روکتی ہے۔ پس اس کی حفاظت کرنا چاہئے اور اس کی بات پر عمل کرنا چاہئے۔

دوم اپنے نفس کو مخلوق خدا کے سامنے ملامت میں مبتلا کر کے اپنے نفس کی اصلاح کرنا: مشہور ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار اپنے نفس کو اپنے وجود سے باہر نکال کر دیکھا تو وہ چھپکلی کی شکل کا تھا۔ سوائے سر کے سب مردہ تھا۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے نفس سے پوچھا کہ وہ زندہ کیسے ہے؟ نفس نے وجہ بتانے سے انکار کیا۔ کیونکہ اس میں اس کی موت کا راز پوشیدہ تھا۔ جب بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے سختی کی تو اس نے بتایا کہ لوگ جب بایزید بسطامیؒ کہتے ہوئے ادب سے آپ کے سامنے جھکتے ہیں اور آپ کے گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے ہیں تو خوشی کی ایک ہلکی سی لہر آپ کے وجود میں داخل ہوتی ہے وہی میری خوراک ہے جس سے میں زندہ ہوں۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ جمعۃ المبارک کا روزہ تھا۔ آپ نے ہاتھ میں روٹی پکڑی اور اسے کھاتے ہوئے بازار کا چکر لگانے لگے۔ اچھے وقتوں کے لوگ تھے۔ بازار میں شور مچ گیا کہ بایزید بسطامی کیسے بزرگ ہیں کہ رمضان المبارک میں جمعۃ المبارک کے روزہ میں سر بازار روٹی کھا رہے ہیں۔ ہر شخص آپ کو ملامت کرنے لگا۔ جب آپ واپس آئے تو دیکھا کہ نفس مر چکا ہے۔ جب آپ کے ایک مرید خاص نے سوال کیا کہ یا حضرت آپ نے جمعہ کا روزہ کیوں توڑ دیا؟ تو آپ نے فرمایا میں ساٹھ روزے رکھ کر اس روزے کا کفارہ ادا کر لوں گا۔ لیکن اس نفس کو مارنا بھی تو فرض تھا۔

سوم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس پر کی جانے والی ملامت کو اللہ تعالیٰ کی خاطر برداشت کرنا: غریب نواز داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ ایک مشکل کی کشائش کے لئے میں نے تین ماہ تک بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاروب کشی کی مگر وہ مشکل حل نہ ہوئی۔ میں وہاں سے پریشان ہو کر ایک قریبی شہر میں جا پہنچا۔ وہاں ایک مکان پر چند صوفی ٹھہرے ہوئے تھے۔ مجھے ان کا پتہ لگا تو میں ان کے پاس چلا گیا۔ میرے پاس صوفیوں والی کوئی ظاہری چیز موجود نہ تھی اور میری چمڑے کی جیکٹ جو میں پہنے ہوئے تھا بھی مٹی سے اٹی ہوئی اور بوسیدہ تھی۔ ان صوفیوں نے میرا مضحکہ اڑایا اور اپنے پاس سے مکان کی نچلی منزل کے صحن میں بھیج دیا۔ تھوڑے وقت کے بعد اہل خانہ نے ان کے لئے طرح طرح کے کھانے بھجوائے لیکن انہوں نے مجھے کھانے میں شامل کرنے کی بجائے مجھ پر آواز کسے اور روٹی کا ایک ٹکڑا جس کو کاہی لگی ہوئی تھی اور اس کا رنگ سبز وسفید ہو رہا تھا۔ میری طرف پھینک دی اور کہا کہ صوفی بننے کے لئے ابتداء میں ایسی خوراک ہی مناسب ہوتی ہے۔ چونکہ میں دو تین روز سے فاقہ سے تھا۔ اس لئے اس روٹی کو پانی سے دھو کر چند لقمے کھائے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کھانا کھا کر وہ صوفی خربوزے کھانے لگے اور مضحکہ اڑاتے ہوئے خربوزوں کے چھلکے میرے سر پر پھینکنے لگے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کر لیا اور ان کی ایذا پر صبر کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ملامت کے مقابلہ میں میرے صبر سے راضی ہو کر میری اس مشکل کو حل کر دیا۔ جو کئی ماہ سے حل نہ ہو رہی تھی۔

ملامتیہ فرقہ: ملامت کی اہمیت سے تو آپ آگاہ ہو گئے۔ لیکن بعض صوفیاء نے ملامتیہ فرقہ بنا لیا ہے۔ وہ ایسے ایسے کام کرتے ہیں جن سے لوگ ان سے متنفر ہو کر

ان پر تفرین کرنے لگیں۔ ان میں سے بعض تو حق پر ہوتے ہیں۔ بعض صوفیاء نے اپنے ملامتی رنگ کو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض چاروں ابرو چٹ کروا لیتے ہیں۔ بعض نماز روزہ ترک کر دیتے ہیں۔ بعض گداگری شروع کر دیتے ہیں۔ بعض چوڑیاں پہن کر ناک میں نتھ ڈال لیتے ہیں۔ بعض بھنگڑہ ڈالتے اور ہاؤ ہو کرتے ہیں۔

ملامت کا اصل مقصد تو نفس کو دوسروں کے میل جول سے دور رکھ کر اس کی اصلاح کرنا ہے۔ لیکن آج کل کے زمانہ میں ایسے بہروپیا قسم کے صوفیوں کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ ایسے شیطانی بہروپ پر تو لوگ ملامت کرنے کی بجائے ان کی طرف زیادہ رجوع کرتے ہیں۔ اگر آپ ملامت سے ہی اپنے نفس کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو باقاعدگی سے نماز شروع کر دیں' لوگ ملامت شروع کر دیں گے۔ بڑا نمازی' بڑا حاجی' بڑا صوفی اور اعمال شریعت کی کوشش میں لوگ آپ کو ملامت کرنا شروع کر دیں گے اور اگر آپ اس پر صبر اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا قرب عطا کر کے اپنی رحمت خاصہ میں داخل کر لے گا۔

نفس لوامہ ایمان کی کیفیت کا مظہر ہے۔ **الایمان بین الخوف والرجاء.** ایمان امید اور خوف کی درمیانی حالت کا نام ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید اور اپنے گناہوں پر اس کی پکڑ کا خوف' پس خوف و رجاء کی اس حالت میں نفس لوامہ گناہوں اور برے کاموں پر ملامت کرتا رہتا ہے۔ جب نفس لوامہ مزید ترقی کر لیتا ہے تو نفس ملہمہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

نفس ملہمہ : قسم ہے اس نفس کی اور (اس ذات) کی۔ جس نے (اس) کو درست بنایا۔ پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری (دونوں باتیں) اس کو القاء کیں۔ بے شک اس نے فلاح پائی۔ جس نے تزکیہ (نفسی) کر لیا اور وہ نامراد ہوا

جس نے اس (نفس کو فجور) میں دبا دیا۔ (سورہ شمس ۱-۷)

قولہ تعالیٰ: اور نہیں طاقت کسی بشر میں یہ کہ کلام کرے (بالمشافہ) اس سے اللہ مگر بذریعہ وحی کے یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی (فرشتہ) کو پیغامبر بنا کر بھیجے۔ پس وہ اس کے حکم سے جو وہ چاہتا ہے۔ جی میں ڈال دیوے تحقیق وہ بلند مرتبہ حکمت والا ہے۔ (الشوریٰ)

۱- اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ کلام کرنے کی کسی میں طاقت نہیں۔

۲- وہ بذریعہ وحی کلام کرتا ہے۔

۳- یا پس پردہ

۴- یا کسی فرشتہ کو پیغام دے کر (کسی نبی کی طرف) بھیجتا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے دل میں ڈال دے۔

وحی کی چند اقسام ہیں

پیغمبران عظام پر کلام الٰہی فرشتہ کے ذریعہ سے یا براہ راست وحی سے نازل ہوتا ہے۔ ایسی وحی میں حروف صوت اور کلام کی تفسیر سب کچھ وحی کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا:

۱- ہم نے قرآن مجید جبرائیل امین کے ذریعہ آپ کے قلب پر نازل فرمایا۔

۲- اللہ تعالیٰ نے براہ راست وحی کے متعلق فرمایا۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى. (النجم:۱۰) پس وحی کی ہم نے اپنے بندہ کی طرف۔ جو کچھ وحی ہم نے کرنی تھی۔

۳- جملہ پیغمبران عظام کے مقابلہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فوقیت بھی حاصل تھی کہ آپ کا کوئی کلام ھوائے نفسانی یعنی خواہش پر مبنی نہ ہوتا۔ بلکہ ہر لفظ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلتا وحی الٰہی ہوتا۔ قولہ تعالیٰ: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى. (النجم:۳-۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواہش سے تو کلام ہی نہیں کرتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات وحی الٰہی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (الکہف:۱۶-۱۱۰) کے مقام پر جو کلام بھی آپ کی زبان مبارک سے ادا ہوا علماء حضرات اُسے وحی غیر متلو کہتے ہیں اور جو حدیث پاک کا حصہ بنا۔

۲- پس پردہ ہم کلامی: موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جا کر باوضو دو نفل ادا کرتے اور قبلہ رو ہو کر دو زانو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال پیش کرتے تو ایک پردہ سا حائل ہو جاتا اور پس پردہ اللہ تعالیٰ کلام فرماتے اور موسیٰ علیہ السلام ہم کلامی سے مشرف ہو جاتے۔ قولہ تعالیٰ: وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا ۝ (النساء:۶-۱۶۴)

جیسا کہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

؎ آنچہ مے گویم نہ گویم از ھوا
در حضوری معرفت قرب از خدا

؎ جو بھی میں کہہ رہا ہوں ہرگز نہیں کلام ھوا
ہے حضوری معرفت قرب خدا کا یہ کلام

۳- غیر نبی اللہ کو وحی: غیر نبی اللہ کو وحی نبی اللہ کی وحی سے مختلف ہوتی ہے۔ اس کا مقصد صاحب وحی کو سکون قلبی عطا کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وحی کی وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوسٰى (القصص:۲۰-۷) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وحی کی کہ موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں ڈال کر دریا کی لہروں کے حوالہ کر دے۔ ہم خود اس کی حفاظت کریں گے۔ یہ وحی واقعی خیال کی صورت دل میں القاء کی جاتی ہے۔

۴- چرندوں پرندوں کی جانب وحی: بطخ کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں تیرنے

لگتا ہے جبکہ مرغی کا بچہ اس سے دور بھاگتا ہے۔ یہ جبلت کی وحی ہے جو ہر جاندار کی جان میں ودیعت کی گئی ہے۔قولہ تعالیٰ: وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ ٥(النحل: ٦٨) اور وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف کہ کس طرح وہ اپنے گھر بنائے اور شہد پیدا کرے۔

اولیاء اللہ کو الہام الٰہی سے مشرف کیا جاتا ہے: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک امت کے اندر اللہ کے ایسے بندے ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوتا ہے اور میری امت میں بھی ایسے بندے ہیں جن سے وہ ہم کلام ہوتا ہے۔

الہام کیا ہے؟: الالهام القاء الخير فى القلب الغير بلا كسب. الہام کسی دوسرے کے قلب میں بغیر کسی کسب کے القائے خیر کو کہتے ہیں۔ الہام کی دو اقسام ہیں۔علم لدنی کا الہام جو براہ راست اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اولیاء عظام کے دل میں ڈال کر ان کی راہنمائی کی جاتی ہے۔ جیسا کہ خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں ظہور پذیر ہوا۔

الہام کی دوسری قسم کے بھی دو طریق ہیں:

١- الہام دوری جس نیں صرف پیغام ملتا ہے۔

٢- الہام حضوری جس میں قرب اللہ سے الہام ہوتا ہے۔

جو الہام تصور اسم اللہ ذات سے ہوتا ہے وہ غیر مخلوق الہام ہے۔ اس الہام میں آواز نہیں ہوتی۔ وہ غیر مخلوق الہام ہے۔ جس میں قلب کے اندر فواد کے اوپر وہ الہام نازل ہو کر اس سے چسپاں ہو جاتا ہے۔ جس کے اثر سے زبان پر سخن پیغام جاری ہو جاتا ہے۔

عارف عالم باللہ جب لی مع اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ جس میں فرشتہ اور نبی مرسل بھی دخل نہیں دے سکتا تو............

۱- نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (مقام قرب الہ)(ق:۲۶-۱۶)

۲- فَاذْكُرُوْنِىْ اَذْكُرْكُمْ. (التوبہ:۲-۵۲)یعنی مذکور میں۔ دور مدور ذکر اللہ کرنے سے الہام کے ذریعے سوال کا جواب با صواب حاصل ہونے لگتا ہے۔

جو الہام انبیاء علیہم السلام' اولیاء عظام' شہدائے کرام اور فرشتوں کی طرف سے ہوتا ہے وہ مخلوق کی آواز میں ہوتا ہے جس کے ساتھ خوشبو ملی ہوئی ہوتی ہے۔ ایسا الہام سامنے یا دائیں ہاتھ کی جانب سے ہوتا ہے۔ جو الہام اور آواز پس پشت یا بائیں ہاتھ سے آتی ہے اور اس میں بدبو ملی ہوتی ہے۔ وہ الہام اور آواز جنات اور شیاطین کی جانب سے ہوتی ہے۔ جس الہام سے وجود میں طمع حرص پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ الہام دنیا کی آواز ہے جس الہام سے وجود میں بے چینی و بے قراری پیدا ہو جائے وہ آواز اور الہام نفس کی جانب سے ہوتی ہے۔ جس الہام اور آواز سے وجود میں فرحت' ترک توکل' تجرید تفرید معرفت توحید پیدا ہو جائے وہ الہام اور آواز روح مقدسہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ جس الہام اور آواز سے باطن کی صفائی اور سودا سویدا کا نور پیدا ہو جائے وہ الہام اور آواز قلب کی جانب سے ہوتی ہے اور جس الہام اور آواز سے انوار کی روشنی سے دیدار پروردگار سے مشرف ہو جائے۔ غنائیت ہدایت حاصل ہو جائے اور کونین کی ہر شے تصرف میں آ جائے یہ آواز اور الہام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہوتا ہے۔

نفس مطمئنہ : یہ نفس انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کو حاصل ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:
يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِىْ فِىْ

عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ O (الفجر:۳۰) اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف رجوع کرلے اور اس کے بندوں میں داخل ہو کر جنت میں داخل ہو جا۔

نفس مطمئنہ کی چند خوبیاں بیان کی گئی ہیں

اوّل: نفس مطمئنہ رجوع الی اللہ میں کامل ہوتا ہے اور تسلیم و رضا کا پیکر ہوتا ہے۔

دوم: نفس مطمئنہ راضی برضا ہوتا ہے۔

سوم: عبودیت میں داخل ہو کر ربوبیت حاصل کر لیتا ہے۔

چہارم: "لَاخَوْفٌ" عَلَیْهِمْ کا مقام اُسے حاصل ہوتا ہے۔

پنجم: مصائب پر صبر اختیار کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ.

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب نار نمرود میں ڈالا گیا تو مندرجہ متذکرہ سب صفات آپ میں موجود تھیں۔ ہر قسم کی مخلوقات آپ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ کی مدد کرنے کے لئے عرض کی۔ لیکن آپ نے فرمایا: مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ میرے حال سے آگاہ ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کچھ عرض کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ وہ خود ہی میری حاجت کو جانتا ہے۔ یہی مقام میدان کربلا میں حضرت حسین علیہ السلام کا بھی تھا کہ نہ تو کسی کی مدد قبول کی نہ ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی سوال کیا۔

جمعیت: جمعیت نفس کیمیائے ہنر ہے۔ جمعیت قلب ذکر اللہ ہے۔ جمعیت روح دیدار الٰہی ہے۔ جمعیت سر عین بعین سر وحدت سبحانی حاصل کرنا یعنی نہ خدا نہ خدا سے جدا۔ جمعیت نور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس میں دائمی حاضری سے حاصل ہوتی ہے۔

تہذیب نفسی خلاصہ کلام اور عملی مشقیں

اوّل شریعت کی پابندی کرے۔ نماز برائیوں سے روکتی ہے۔
روزہ پرہیزگاری اور تقویٰ پیدا کرتا۔
حج خوشنودی رحمٰن کا باعث ہے۔
دوم کلمہ طیبہ کے جز لا الہ کو نفی کی کنہ سے اختیار کر کے نفس کو قتل کر دے۔
سوم تصور اسم اللہ کرتا رہے تاکہ حروف میں سے شعلہ نور پیدا ہو کر اس میں گم ہو جائے۔ حبس حواس سے مصنوعی موت۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا حاصل کرے۔ تاکہ نفس اوصاف ذمیمہ سے مردہ ہو جائے۔
چہارم نفس کے خلاف کیا کرے۔ گناہوں میں اس کی بات نہ مانے۔
پنجم مصائب میں صبر اختیار کرے اور راضی برضا رہے۔
ششم تفکر سے مشق وجود یہ مرقوم نفس کو مردہ کر دیتی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۴۰۰ تا ۴۶۵ ہجری

تبع تابعین حبیب عجمی تا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

اولیاء اللہ کا یہ عہد حبیب عجمی مرید حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شروع ہو کر غریب نواز داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لاہوری ۴۰۰ھ تا ۴۶۵ تک محیط ہے۔ ان اولیاء عظام کے حالات تذکرہ اولیاء میں مطالعہ کئے جا سکتے ہیں۔ حضرت غریب نواز نے اپنی تصوف کی شہرہ آفاق اور لازوال کتاب کشف المحجوب میں اپنے سے قبل کے بارہ سلاسل کا ذکر کیا ہے۔ جس میں سے دس کو مقبول اور دو کو مردود قرار دیا ہے ان کا مختصر تذکرہ اور مطالعہ صوفیانہ نظریات اور تصوف کے تدریجی ارتقاء کو سمجھنے میں کافی حد تک مددگار ہے۔ اس لئے ان سلاسل کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ علی ہجویریؒ کی کتاب کشف المحجوب حجابات کو کھولنے اور واصل باللہ ہونے کیلئے کامل مرشد کا کام دیتی ہے۔

۱۔ تصوف کا پہلا سلسلہ محاسبیہ: یہ لوگ ابو عبد اللہ الحارث بن الاسد کے پیروکار ہیں۔ آپ کا کلام تجرید، توحید اور ظاہری باطنی حالات کے متعلق ہے۔ آپ رضا کو احوال کی قسم شمار کرتے ہیں جو محض عطائے الٰہی ہے آپ کے نزدیک رضا تصوف کا کوئی مقام نہیں ہے۔ جسے محنت وکسب سے حاصل کیا جا سکے جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی۔ دارد ہوا ہے۔ یہ رضا ہے جو اللہ کی منشا ہے۔

۲۔ قصاریہ: صوفیاء کا یہ گروہ حضرت ابو صالح حمدون بن احمد بن عمارۃ القصار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ کا قول ہے۔ مخلوق کے علم کے مقابلے میں تجھے اللہ تعالیٰ کے علم کی بڑائی اور زیادتی کا پختہ اعتقاد ہونا چاہیے'' ایک دفعہ آپ نے نوح نامی معروف ٹھگ سے پوچھا جواں مردی کیا ہے؟ اس نے کہا کس جواں

مردی کا پوچھتے ہو۔ اپنی کا یا میری کا۔ آپ نے کہا دونوں بیان کرو۔ اس نے کہا میرے لئے جواں مردی تو یہ ہے کہ قباء اتار کر گدڑی پہن لوں اور صوفی بن کر اس کے لوازمات پر عمل کرنے لگوں اور یہ کپڑا پہن کر شرم کے باعث گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کر لوں اور آپ کی جوانمردی یہ ہے کہ تو ریاکاری کا لباس یہ گدڑی اتار پھینکے تاکہ تو لوگوں کے سبب اور لوگ تیرے سبب فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔ پس میری جوانمردی ظاہر شریعت کی پابندی اور تیری جوانمردی اسرار حقیقت کی حفاظت میں ہے۔

۳۔ سلسلہ طیفوریہ: یہ لوگ ابو یزید طیفور بن عیسیٰ البسطامی رضی اللہ عنہ سے اپنی نسبت قائم کرتے ہیں۔ ان کا مسلک سکر ہے جسے کسب سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ سلسلہ جنیدیہ: یہ جماعت ابو القاسم جنید بن محمد رضی اللہ عنہ کی پیروکار ہے۔ آپ کا مسلک صحو پر مبنی ہے۔ غریب نواز داتا صاحب کے تمام مشائخ طریقت جنیدی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے منصور کو سکر و مستی کی وجہ سے اپنی صحبت میں نہیں لیا۔

۵۔ سلسلہ نوریہ: یہ مکتب فکر ابو الحسن احمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کا مذہب ایثار ہے۔

"اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں شدید محتاجی ہو"۔ (الحشر)

ایثار دوسروں کی امداد و اعانت پر کمر بستہ ہونے کا نام ہے جو شخص کسی چیز کی خواہش کرے اور جب وہ اسے مل جائے تو اپنی خواہش کو رد کر کے دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوئے اسے دے دے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (الحدیث)

۶- سھلیۃ: یہ لوگ حضرت سہل بن عبد اللہ تستریؒ کے مرید ہیں۔ آپ کا طریقہ مجاہدہ زہد و ریاضت سے مریدوں کی تربیت کرنا ہے وہ درویشوں کی خدمت اور ان کی عزت و تکریم کی تعلیم دیتے ہیں۔ مجاہدہ ریاضت نفس کی مخاصمت کا نام ہے۔ یعنی حقیقت نفس کو جان کر اس کی برائیوں کا علاج کرنا اور بلائے نفسانی ناجائز خواہشات سے رک جانا۔

۷- حکیمیہ: یہ گروہ ابو عبد اللہ محمد بن حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ نے ولایت کی حقیقت اولیاء کے درجات پر زیادہ گفتگو کی ہے۔

حضرت ابو علی جرہانی فرماتے ہیں۔ ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ حق میں باقی ہو۔ اس کیلئے یہ ممکن ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنی ذات کی کوئی بات کرے۔ یا اللہ کے سوا کسی اور سے آرام وسکون پائے۔

۸- سلسلہ خرازیہ: یہ جماعت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ فناء و بقاء کی اصطلاحات پہلے پہل آپ نے ہی شروع کیں۔

جو کچھ بھی موجودات ہے سب کو فنا حاصل ہونے والی ہے اور باقی رہنے والا تمہارے عظمت و بزرگی والے رب کا چہرہ ہے۔ (الرحمٰن: ۲۷-۲۶)

حال کی زبان میں فناء و بقاء کا مطلب یہ ہے کہ جہالت فناء ہو جاتی ہے اور علم باقی رہتا ہے۔ معصیت فنا ہو جاتی ہے اور اطاعت باقی رہتی ہے۔ جب بندہ اطاعت اور علم حاصل کر لیتا ہے تو بقائے ذکر کی وجہ سے غفلت فنا ہو جاتی ہے اور وہ ذکر سے باقی رہ جاتا ہے۔

۹- سلسلہ خفیفیہ: یہ گروہ ابو عبد اللہ محمد بن حنیف رحمۃ اللہ علیہ کا پیروکار ہے۔ آپ کے مسلک کی خوبی غیبت و حضور ہے۔ اپنے آپ سے غیبت ہو کر حضور حق کا نام غیبت وحضور کہلاتا ہے۔ غیبت حضوری حق کا راستہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ راہ حق کا

سب سے بڑا حجاب تو خود ہے جب تو اپنے آپ سے فنا ہو گیا تو تیرے وجود کی آفتیں فنا ہو جائیں گی غیبت میں حجاب کی وحشت ہوتی ہے اور حضور میں کشف کی راحت کسی نے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا تو آپ نے فرمایا بایزید کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ اور وہ کیا چیز ہے؟

۱۰۔ سلسلہ سیارہ: یہ گروہ حضرت ابو العباس سیار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے آپ کا عمومی موضوع جمع و تفرقہ تھا۔ اہل حساب کے نزدیک جمع و تفرقہ سے مراد کسی چیز کے اعداد کا جمع کرنا یا تفریق کرنا ہے۔ نحوی اس سے اسماء کا جمع کرنا اور ان کے معانی کا جدا کرنا مراد لیتے ہیں۔ فقہاء جمع سے قیاس اور تفرقہ سے نہیں مراد لیتے ہیں۔ اصولین کے نزدیک جمع سے مراد صفات ذات اور تفرقہ سے مراد صفات فعل ہیں۔

حلولیہ کے دو گروہ: حلولیہ کے دو گروہ میں ایک ابو سلیمان دمشقی کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے اور دوسرا گروہ فارس سے عقیدت رکھتا ہے۔ ہر دو مذاہب توحید اور تحقیق کے خلاف ہیں اس لئے ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

نفس کے بارے میں مشائخ کے اقوال

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اشد الحجاب رویة النفس وتدبیرھا

بندے کے لئے مشکل ترین حجاب نفس کی رویت اوراس کی مکاری ہے۔

اس لئے کہ نفس کی متابعت رضائے الٰہی کی مخالفت ہے' اورمخالف حق تمام حجابات کی بنیاد ہے۔

ابویزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

النفس صفة لا لسکن الا بالباطل

نفس ایک ایسی صفت ہے جس کی تسکین باطل کے سوانہیں ہوتی۔

اوروہ کبھی خدا کی راہ طے نہیں کرنے دیتا۔

محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ترید ان تعرف الحق مع بقاء نفسک ولا تعرف نفسھا فکیف تعرف غیرھا

تو اپنے نفس کو باقی رکھتے ہوئے خدا کی معرفت کا خواہش مند ہے حالانکہ تیرا نفس اپنی معرفت سے معذور ہے تو وہ اپنے غیر کی پہچان کیا کرے گا' یعنی اپنے باقی ہونے کی صورت میں خود اپنے آپ سے پردے میں ہے' جب وہ اپنے آپ سے بھی پردے میں ہے تو حق تعالیٰ کا مشاہدہ کس طرح کرسکے گا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اساس الکفر قیامک علی مرادنفسک

کفر کی بنیاد بندے کا نفس کی مراد پوری کرنا ہے۔

اس لئے کہ نفس کو اسلام کی لطافت سے کوئی سروکار نہیں، اس لئے وہ ہمیشہ اسلام سے اعراض کی کوشش میں رہتا ہے، وہ اسلام سے روگردان اور اس کا منکر ہوتا ہے اور منکر ہمیشہ بیگانہ ہوتا ہے۔

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

النفس خائنة مانعة و افضل الاعمال خلافها

نفس امانت کا خائن، اور مطلب رضا سے مانع ہے افضل ترین عمل اس کی مخالفت ہے۔

اس لئے کہ امانت میں خیانت بیگانگی ہے اور رضا کا ترک کرنا گمراہی ہے۔

اس بارے میں صوفیا کے ارشادات واقوال بے شمار ہیں، اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں اور وہ مجاہدہ نفس اور اس کی ریاضت کے بارے میں حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی حقیقت کا بیان ہے۔

مجاہدات نفس

ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: ۲۱-۶۹)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

المجاهد من جاهد نفسه فی اللہ

مجاہد وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنے نفس سے جہاد کیا۔ ایک دوسری جگہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر

ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا حضور! جہاد اکبر کیا چیز ہے؟ فرمایا:

الاوهی مجاهدة النفس

اچھی طرح سن لو! جہاد اکبر مجاہدہ نفس ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس کے مجاہدہ کو جہاد پر فضیلت دی' اس کی وجہ مجاہدہ نفس میں جہاد کی بہ نسبت زیادہ رنج و مشقت ہے' خواہشات کی مخالفت اور نفس کو مغلوب کرنا بہت عظیم کارنامہ ہے۔

واضح رہے کہ مجاہدہ نفس اور اس کے طریقے تمام ادیان و اقوام میں ظاہر' واضح اور لائق تعریف رہے ہیں' اور اہل طریقت کا تو یہ خصوصی موضوع ہے ویسے عام و خواص سبھی لوگوں نے اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ کہا ہے البتہ اس بارے میں امام مشائخ طریقت کے رموز و اقوال بہت زیادہ ہیں۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ تو اس بارے میں بہت غلو سے کام لیتے ہیں اور اس سلسلے میں آپ کے انتہائی مضبوط دلائل و اشارات ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی عادت بنالی تھی کہ پندرہ روز کے بعد کھانا کھاتے اور اس مختصر خوراک کے باوجود آپ نے طویل عمر گزاری۔ تمام محققین کے نزدیک مجاہدہ ثابت ہے اور مشاہدے کا ذریعہ ہے' حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ'

مجاہدے کو مشاہدے کا سبب قرار دیتے ہیں' اور اسے مقصود کے پانے میں ایک زبردست موثر قوت مانتے ہیں آپ دُنیا کی اس زندگی کو جو مجاہدے اور طلب میں گزرے اس حیات اخروی پر ترجیح دیتے ہیں جس کا مقصد مراد کا حصول ہے' اسی لئے فرماتے ہیں کہ سارا ثمرہ مجاہدے کا ہے' جو شخص دنیا میں خدمت کرے گا' اسے اس کے نتیجے میں آخرت میں قرب عطا ہو گا بغیر خدمت کے قرب حاصل نہیں ہو گا لہٰذا ضروری ہے کہ بندہ وصال حق کی اصل' ذریعہ اور سبب اختیار کرے اور وہ مجاہدہ ہے جتنی اسے توفیق میسر آئے۔

آپ کا کہنا ہے کہ:

المشاھدات مواربث المجاھدات

مشاہدات مجاہدات ہی کا نتیجہ اور ثمرہ ہوتے ہیں۔

دوسرے حضرات کا خیال ہے کہ مجاہدہ وصول حق کا سبب اور ذریعہ نہیں ہو سکتا' وہاں تک جس کی رسائی بھی ہوئی ہے محض فضل وعنایت سے ہوئی ہے فضل اور فعل یا عمل سے کیا واسطہ ہے؟ مجاہدات تہذیب نفس کے لئے ہیں نہ کہ حقیقت قرب کی خاطر' اس لئے کہ مجاہدے کی طرف رجوع کرنا بندے کا عمل ہے اور مشاہدے کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے لہٰذا یہ محال ہے کہ مجاہدہ مشاہدے کا سبب بن سکے' یا مشاہدہ مجاہدے کا نتیجہ قرار پائے۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: ۲۱-۶۹)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

جو مجاہدہ کرتا ہے وہ مشاہدہ پاتا ہے' نیز انبیائے کرام علیہم السلام کا آنا' شریعت کا قیام کتابوں کا نازل ہونا' اور تمام تکلیفی احکام کا تعلق بھی تو مجاہدے سے ہے' اگر مجاہدات مشاہدے کا سبب نہ ہوں' تو ان تمام کے احکامات باطل ہو جاتے ہیں' نیز دنیا و آخرت کے تمام احوال کا تعلق احکام اور علل کے ساتھ وابستہ ہے' اب جو شخص احکام سے علل و اسباب کی نفی کرتا ہے وہ شریعت اور رسوم سب کو اٹھا دیتا ہے' اس صورت میں نہ تو اصول میں احکام تکلیفی کا اثبات درست ہوگا اور نہ فروع میں طعام بھوک مٹانے یا کپڑا سردی کو دفع کرنے کا سبب بن سکے گا اس طرح تو ہر چیز بیکار اور تعطل کا شکار ہو جائے گی۔

پس افعال میں اسباب کی تلاش توحید اور اس کی نفی تعطیل ہے' اس کے دلائل واضح ہیں اور ان کا انکار مشاہدہ کا انکار اور کھلم کھلا کج بحثی ہے' آپ نے دیکھا نہیں' کہ سرکش گھوڑے کو سدھا کر جانوروں کے خصائل سے انسانی اوصاف میں لے آتے ہیں یہاں تک کہ اس کے اوصاف بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں وہ چابک زمین سے اٹھا کر مالک کو دیتا ہے اور گیند اچھالتا ہے اور اسی طرح کئی اور کام سرانجام دیتا ہے۔

اس طرح کم عمر عجمی بچہ ریاضت و کوشش سے عربی زبان سیکھ لیتا ہے گویا اس طرح اس کی طبعی زبان کو تبدیل کر دیا جاتا ہے' اسی طرح وحشی جانوروں کو بعض اوقات سدھا کر اتنا ہوشیار کر دیتے ہیں کہ جب کسی چیز پر انہیں چھوڑا جائے تو وہ چل پڑتے ہیں اور جب انہیں واپس بلایا جائے تو واپس آ جاتے ہیں اور قید کی پابندی اس کے لئے آزادی سے بھی زیادہ بہتر ہو جاتی ہے اور پلید کتے کو سکھا پڑھا کر اس مقام پر پہنچا دیتے ہیں کہ اس کا شکار کیا ہوا جانور حلال ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اگر انسان بھی

شکار کا مخصوص طریقہ سیکھے اور اس کی مشق کیے بغیر شکار کرے تو اس کا شکار حرام ہو جاتا ہے' اس طرح کی کئی مثالیں ہیں۔

معلوم ہوا کہ شریعت اور عادت کا سارا دارو مدار مجاہدہ و ریاضت پر ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول مقصود پانے' قرب حق حاصل کرنے' عافیت آخرت پانے اور معصوم ہونے کے باوجود' طویل فاقے' مسلسل روزے' اور شب بیداری کے مجاہدے کیے' یہاں تک کہ حکم آیا کہ۔

طٰهٰ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤى (طٰہٰ:۱۶-۲)

اے محبوب ہم نے یہ قرآن تم پر اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی تعمیر کے دوران خود اینٹیں اٹھا رہے تھے میں نے دیکھا کہ آپ کو اس میں دقت ہو رہی ہے میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اینٹیں مجھے دیجئے' اور آپ کے حصے کی ساری اینٹیں میں اٹھاؤں گا! آپ نے فرمایا' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ!

خذ غیرھا فانہ لا عیش الا عیش الآخرۃ

تم دوسری اینٹیں اٹھاؤ' عیش کا گھر تو آخرت ہے یہ دنیا محنت و مشقت کی جگہ ہے۔

حضرت حیان بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا! کہ آپ جہاد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں' انہوں نے فرمایا:

ابدا بنفسک فجاھدھا و ابدا بنفسک فاغزھا فانک ان قتلت

فاراً بعثک اللہ فاراً و ان قتلت مرائیا بعثک اللہ مرائیاً و ان قتلت صابراً محتسباً بعثک اللہ صابراً محتسباً۔

اپنے نفس سے مجاہدے کا آغاز کرو اور یہیں سے اپنی جنگ شروع کرو' اگر تو لڑائی سے بھاگتا ہوا مارا گیا تو اللہ تعالیٰ تجھے اسی حالت میں اٹھائے گا' اور اگر تو ریاکاری میں مارا گیا تو روز قیامت تیری بعثت بھی اسی طرح ہوگی اور اگر تم صبر و شکر کی حالت میں قتل ہوگئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں صابر و شاکر اٹھائے گا۔

پس جس طرح عبارت کی ساخت اور بناوٹ کا معانی پر اثر پڑتا ہے اسی طرح مجاہدات کی ترکیب و تالیف کو معانی کی حقیت میں دخل ہے۔ جس طرح عبارت اور اس کی ترتیب کے بغیر بیان درست نہیں ہوتا اسی طرح مجاہدے کے بغیر وصول حق تک رسائی نہیں ہوتی' اور جو اس کا دعویٰ کرتا ہے وہ غلط کہتا ہے اس لئے کہ جہان اور اس کے حادث ہونے کا اثبات اللہ تعالیٰ کی معرفت کی دلیل ہے' اور نفس کی معرفت اور اس کے مجاہدات اس کے وصال کی علامت ہیں۔

جو گروہ مجاہدے کو قرب کا سبب نہیں مانتا اس کی دلیل یہ ہے کہ آیت ذیل تفسیر کے اعتبار سے مقدم موخر ہے'

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:۲۱-۶۹)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے' یعنی اس کی تفسیر یوں ہوگی۔

وَالَّذِيْنَ هَدَيْنَا لَهُمْ سُبُلَنَا جَاهَدُوْا فِيْنَا

جن لوگوں کو ہم نے اپنا راستہ دکھایا ہے' وہ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لن ینجوا احدکم بعملہ

تم میں سے کوئی شخص صرف اپنے عمل کی بدولت نجات نہیں پائے گا۔

صحابہ کرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی؟

آپ نے فرمایا! ہاں میں بھی اپنے اعمال سے نجات نہیں پا سکتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔ پس مجاہدہ بندے کا فعل ہے اور یہ محال ہے کہ اس کا فعل اس کی نجات کا سبب بنے لہٰذا بندے کی نجات اور چھٹکارا مشیت ایزدی پر موقوف ہے نہ کہ مجاہدہ وریاضت پر' ارشاد خداوندی ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا (الانعام: ۱۲۵)

اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ (آل عمران: ۳-۲۶)

تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے اثبات میں سارے جہان کے افعال کی نفی کر دی ہے' اور اگر مجاہدہ وصال کی علت ہوتا' تو ابلیس کبھی مردود قرار نہ پاتا' اور اگر مجاہدے کا ترک کرنا مطرود و مردود ہونے کا باعث ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام کبھی مقبول و پسندیدہ نہ بنتے' لہٰذا یہ لطف و عنایت کی پیش دستی کا معاملہ ہے نہ کہ کثرت مجاہدہ و ریاضت کا! یہی وجہ ہے کہ اس راہ میں سب سے بڑھ کر مجاہدہ و ریاضت کرنے والا بھی بے خوف نہیں جس کے ساتھ لطف و کرم جتنا زیادہ ہے وہ اتنا ہی

مقرب بارگاہ ہے۔

ایک کلیسا میں زہد وعبادت میں مصروف رہ کر بھی حق سے دور ہے، مگر دوسرا خرابات کی گناہ آلود زندگی کے باوجود رحمت حق سے قریب ہے۔

سب سے افضل چیز ایمان ہے، وہ چھوٹا بچہ جو ابھی مکلّف نہیں ایمان کے حکم میں داخل ہے اور اسی طرح دیوانے بھی دائرہ ایمان میں شامل ہیں، لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عطیہ (ایمان) ہے جب وہ کسی مجاہدہ و ریاضت کا محتاج نہیں، تو اس سے کم تر درجے کی چیزیں کیونکر مجاہدے کا نتیجہ ہو سکتی ہیں۔

میں (علی بن عثمان الجلابی) کہتا ہوں کہ یہ بات الفاظ وعبارت کے اعتبار سے غلط اور معنی وحقیقت کے اعتبار سے صحیح ہے، اس لئے کہ کوئی کہتا ہے کہ۔

من طلب وجد

جو طلب کرتا ہے وہ پالیتا ہے۔

اور کوئی کہتا ہے کہ **من وجد طلب**

جو پالیتا ہے وہ طالب ہو جاتا ہے۔

گویا کسی کے نزدیک طلب کرنا پانے کا سبب اور کسی کے ہاں پانا طلب کرنے کا باعث ہے، ایک مجاہدے کو مشاہدے کا ذریعہ سمجھ رہا ہے تو دوسرا مجاہدے کے لئے پہلے مشاہدے کی شرط لگا رہا ہے۔ اس کی حقیت یہ ہے کہ مجاہدے میں مشاہدہ، اطاعت میں توفیق الٰہی میسر آنے کی وجہ سے ہے، اور یہ عطائے الٰہی ہے، پس جس طرح اطاعت و فرمانبرداری توفیق ایزدی کے بغیر محال ہے۔ اسی طرح توفیق کا حصول بھی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں، اور جس طرح مشاہدے بغیر مجاہدہ مشکل ہے اسی طرح مجاہدہ وریاضت کے بغیر مشاہدہ بھی محال ہے۔

لہٰذا جمال خداوندی کو ایک تجلی کی ضرورت ہے تاکہ وہ بندے کو مجاہدہ وریاضت پر ابھارے جب مشاہدے کے وجود کا سبب وہ تجلی قرار پائے گی تو مجاہدہ وریاضت پر ہدایت ربانی کو فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

رہی حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت کی یہ دلیل کہ جو مجاہدے کا منکر ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی آمد' آسمانی کتابوں' اور شریعتوں کا منکر قرار پاتا ہے' کیونکہ تکلیف (مکلّف کرنے) کا دارومدار مجاہدے پر ہے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے لئے بہتر یہ تھا کہ وہ تکلیف کا مدار حق تعالیٰ کی ہدایت کو قرار دیتے' مجاہدے دلیل کے اثبات کے لئے ہیں نہ کہ حقیقت وصل کے لئے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (الانعام: ۸-۱۱۱)

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اتارتے اور ان سے مردے باتیں کرتے اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھا لاتے' جب بھی وہ ایمان لانیوالے نہ تھے۔

اس لئے کہ ایمان کا سبب میری مشیت ہے نہ کہ ان کے مجاہدے اور دلائل کا دیکھنا ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ (البقرۃ: ۱-۶)

بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے والے نہیں۔

انبیائے کرام کی آمد اور شریعتوں کا ثبوت وصول کے اسباب ہیں۔ اس کی علت

نہیں' اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح احکام کے مکلف تھے جس طرح ابوجہل' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو عدل و بزرگی کو پہنچ گئے لیکن ابوجہل ان سے محروم رہ گیا' پس وصول کی علت میں عین وصول ہے نہ کہ طلب وصول' اگر طالب و مطلوب ایک ہوتے تو طالب کامران ہوتا اور جب کامران ہوتا...... تو طالب نہ رہتا' اس لئے کہ جو منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے' وہ آرام و راحت میں آجاتا ہے جب کہ طالب پر تو آرام و سکون حرام ہوتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من استوی یوماہ فھو مغبون

جس کے دو دن ایک جیسے گزرے وہ نقصان میں رہا۔

مناسب ہے کہ ہر روز پہلے روز سے بہتر ہو' اور یہ طالبان حق کا خصوصی امتیاز ہے'

آپ نے پھر ارشاد فرمایا:

استقیموا ولن تحصوا

استقامت اختیار کرو' مگر ایک حال پر نہ رہو۔

آپ نے مجاہدے کو سبب قرار دیا اور حجت کے اثبات کے لئے سبب کا پورا فرمایا اور مقام الوہیت کے وصول میں سبب کی نفی کر دی اور یہ جو کہتے ہیں کہ گھوڑے کو ریاضت اور مجاہدے کے ذریعے دوسری صفات میں تبدیل کر دیا جاتا ہے تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ دراصل گھوڑے میں ایک ایسی مخفی صفت چھپی ہوتی ہے' جس کے اظہار کا سبب مجاہدہ و ریاضت ہے جب تک ریاضت نہ ہوگی صفت ظاہر نہ ہوگی اور چونکہ گدھے میں یہ صفت سرے سے موجود ہی نہیں ہوتی اس لئے ہرگز گھوڑے کی

طرح نہیں ہوسکتا اور نہ جہد وکوشش سے گھوڑے کو گدھا بنایا جا سکتا ہے اور نہ ریاضت سے گدھے کو گھوڑا' کیونکہ یہ تو قلب حقیقت ہے اس لئے کوئی چیز جبلت اور حقیقت کو نہیں بدل سکتی۔ حضور حق میں اس کا اثبات کس طرح ہوسکتا ہے؟

حضرت شیخ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ پر مجاہدے کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ اس سے تھے' اور وہ مجاہدے کے دوران اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتے تھے اس طرح نہیں جس نے عمل کے بغیر صرف عبادت کو اپنا مذہب قرار دے لیا ہے مشکل ہے کہ تمام معاملات کی تعبیر الفاظ میں ہو سکے۔

الغرض بالاتفاق اہل طریقت کے ہاں مجاہدہ و ریاضت موجود ہے مگر مجاہدے کی حالت میں اس کی رویت اور اس پر دارومدار آفت سے خالی نہیں' پس جو مجاہدے کی نفی کرتا ہے اس کی مراد عین مجاہدہ نہیں بلکہ مجاہدے کے پندار کی نفی اور مقصود ہے یعنی حضور بارگاہ میں اپنے اعمال و افعال پر مغرور نہ ہونا' اس لئے کہ بندے کا فعل ہے' اور مشاہدہ عطیہ خداوندی' جب تک خدا کا عطیہ نہ ہوگا' بندے کا فعل بے حقیقت رہے گا۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم! تمہارا دل بھی اپنے آپ سے فارغ نہیں ہوا' جبھی تو اپنی آرائش و زیبائش میں لگے ہوئے ہو تمہاری نگاہ فضل خداوندی کی طرف نہیں' اسی لئے تو اپنے عمل کے بارے میں اتنی باتیں کرتے ہو' دوستوں کا مجاہدہ انعام خداوندی کا ظہور ہوتا ہے ان کے اپنے اختیار سے باہر ہوتا ہے ان کا مجاہدہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ اور اس کا سوز و گداز ہوتا ہے اور یہ سوز و گداز انعام خداوندی ہے' اور غافلوں کا مجاہدہ' ان کا اپنا فعل اور ان کے دائرہ اختیار میں ہوتا ہے ایسے لوگوں کو اس مجاہدہ میں سوائے تشویش و پراگندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے پس جہاں تک ممکن ہو اپنے عمل

اور فعل کا اظہار نہ کرو اور کسی حال میں بھی نفس کی پیروی نہ کرو اس لئے کہ ہستی کا وجود تمہارا حجاب ہے‘ ہوسکتا ہے کہ ایک فعل حجاب کا ذریعہ بنے مگر دوسرا فعل اسے دور کر دے‘ جب تو خود سراپا حجاب ہے تو جب تک کلی طور پر فنا نہ ہوگا‘ اس وقت تک دلائل بقا کیسے ہوگا؟

لان النفس کلب باغ وجلد الکلب لا یطھر الا بالدباغ

نفس ایک سرکش کتا ہے‘ اور کتے کا چمڑا دباغت کے بغیر پاک نہیں ہوتا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حسین ابن منصور رحمۃ اللہ کوفہ میں محمد بن حسن علوی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے‘ اتفاق سے ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی دنوں کوفہ آ نکلے انہیں حسین بن منصور کی موجودگی کا پتہ چلا تو ان کی خدمت میں آئے‘ حسین نے فرمایا‘ ابراہیم! طریقت کے چالیس سالہ تعلق میں آپ نے کس چیز میں کمال حاصل کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے توکل میں خاصی جدوجہد کی ہے۔

حسین ابن منصور نے فرمایا:

افنیت عمرک فی عمران باطنک فاین الغناء فی التوحید

یعنی توکل اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملے کا نام ہے اور باطن کی صفائی خدا تعالیٰ پر اعتماد کرنے کو کہتے ہیں‘ اگر کسی کی عمر باطن کی درستی میں صرف ہو جائے تو اس کو ایک عمر کی ضرورت ہوگی تاکہ اس میں ظاہر کی اصلاح کرے‘ اس طرح دونوں عمر ضائع ہوں گی مگر اس میں حق کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوگا۔

نفس کی مثالی صورتیں: حضرت ابوعلی سیاہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نفس کو دیکھا وہ میری ہم شکل تھا‘ کسی نے اس کو بالوں سے پکڑ کر میرے حوالے کر دیا‘ میں نے اسے ایک درخت سے باندھ کر اسے مار ڈالنے کا ارادہ کیا

اتنے میں وہ مجھے کہنے لگا ابو علی! غصہ نہ کرو میں اللہ کے لشکر میں سے ہوں تم مجھے ختم نہیں کر سکو گے!

محمد علیان نسوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے' (آپ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے کبار مصاحبین میں سے تھے) کہ شروع شروع میں جونہی میں نفس کی آفات اور اس کی کمین گاہوں پر مطلع ہوا میرے دل میں اس کے خلاف کینہ بھر گیا ایک دن لومڑی کے بچے کی طرح کوئی چیز میرے حلق سے برآمد ہوئی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی شناخت کرادی' میں سمجھ گیا کہ یہ میرا نفس ہے' میں نے اسے فوراً پاؤں سے لتاڑنا شروع کر دیا جونہی میں اس کو روندنے کے لئے پاؤں مارتا وہ بڑھ جاتا آخر میں نے اسے کہا اے نفس! ہر چیز تکلیف اور زخموں سے ہلاک ہوتی ہے مگر تو الٹا بڑھ رہا ہے؟

اس نے کہا اس لئے کہ میری پیدائش ہی الٹی ہے جن چیزوں سے اوروں کو تکلیف ہوتی ہے مجھے ان سے راحت ہوتی ہے اور جن چیزوں سے دوسروں کو راحت ہوتی ہے مجھے ان سے تکلیف ہوتی ہے۔

امام وقت شیخ ابو العباس اشقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایک روز میں گھر میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ ایک زرد رنگ کا کتا سو رہا ہے' میں نے سمجھا کہ محلے سے اس طرف گھس آیا ہوگا' میں نے اسے بھگانے کا ارادہ کیا ت' تو میرے دامن کے نیچے آ کر آ غائب ہو گیا۔

حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ جو آج کل قطب مدار ہیں اپنے ابتدائی حال کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے نفس کو سانپ کی شکل میں دیکھا۔

ایک درویش کا کہنا ہے کہ میں نے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھا' میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں غافلوں کے لئے باعث ہلاکت ہوں اس لئے کہ

میں انہیں برائی اور شر کی طرف بلاتا ہوں اور دوستوں کے لئے باعث نجات ہوں کیونکہ اگر میں ان کے ساتھ اپنے پر آفت وجود کے ساتھ نہ ہوتا تو وہ اپنی پاکبازی پر مغرور اور اپنے اعمال و افعال پر متکبر ہو جاتے۔ جب وہ اپنے دل کی پاکیزگی باطن کی آراستگی، نور ولایت، اور اطاعت پر اپنی استقامت دیکھتے ہیں تو ان میں خود بینی پیدا ہونے لگتی ہے پھر جب وہ مجھے اپنے دونوں پہلوؤں کے درمیان دیکھتے ہیں تو وہ ان سے تمام باتوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔

یہ حکایت اس بات کی دلیل ہے کہ نفس عین ہے صفت نہیں البتہ اس کی کچھ صفتیں ہیں جنہیں ہم ظاہر دیکھتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اعدی عدوک نفسک التی بین جنبک

تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے۔

جب نفس کی معرفت حاصل ہو گی تو جاننا چاہیے کہ اسے ریاضت و مجاہدے سے قابو میں تو لایا جا سکتا ہے مگر اس کی اصلیت اور حقیقت نابود نہیں کی جا سکتی اگر طالب اسے اچھی طرح پہچان لے تو وہ نفس کا حاکم بن جاتا ہے اور اسے اس کی موجودگی سے کوئی خطرہ نہیں رہتا اس لئے کہ

لان النفس کلب نباح وامساک الکلب بعد الریاضۃ مباح

نفس ایک بھونکنے والا کتا ہے اور سکھانے سدھانے کے بعد کتا رکھنا مباح ہے۔

پس مجاہدات سے نفس کے اوصاف ختم کیے جا سکتے ہیں، اس کی ذات نہیں۔

اخوف ما اخاف علی امتی اتباع الھوی وطول الامل

مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف خواہشات کی پیروی اور امیدوں کی درازی سے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ (الجاثیہ: ۴۵-۲۳)

بھلا دیکھوتو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرالیا۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہاں اِلٰهَهٗ هَوٰهُ سے مراد الہ معبود ہے یعنی افسوس ہے اس شخص پر جو حق تعالیٰ کے سوا خواہشات (ہوا) کو اپنا معبود بنا بیٹھا ہے اور رات دن وہ ہوا ہی کی پیروی میں کوشاں ہے۔

خواہشات نفسانی کی اقسام

تمام خواہشات دو اقسام پر مبنی ہیں' ایک خواہش لذت وشہوت' اور دوسری لوگوں میں عزت ومرتبے کی خواہش' جو لذتِ ہویٰ کا پیروکار ہے' اس کا ٹھکانہ خرابات ہوتا ہے' اور مخلوق اس کے فتنے سے بے خوف ہوتی ہے' اور جو لوگوں میں جاہ ومرتبے کا خواہش مند ہے' وہ گرجا گھروں اور مسجدوں میں بھی لوگوں کے لئے فتنے کا باعث ہوتا ہے' یہ شخص خود بھی گمراہ ہے اور لوگوں کو بھی گمراہی میں مبتلا کر رہا ہے ہم خواہش کی پیروی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

جس شخص کی خواہش ہر فعل پر مبنی ہے اور وہ اس کی اتباع پر راضی ہے' وہ اگرچہ تمہارے ساتھ مسجد میں کیوں نہ ہو خدا سے دور رہے گا' مگر جو شخص خواہش نفس سے آزاد اور اس کی متابعت سے منکر ہے' وہ چاہے کلیسا میں کیوں نہ ہو حق تعالیٰ سے قریب ہے۔

مجاہدہ نفس کا عجیب واقعہ: حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ میں نے سنا کہ روم میں ایک راہب رہبانیت کی خاطر ستر سال سے کلیسا میں گوشہ نشین ہے، میں نے کہا یہ عجیب بات ہے، رہبانیت کی شرط تو چالیس سال تک گوشہ نشینی ہے، یہ شخص کس مسلک پر ستر سال سے کلیسا میں پڑا ہوا ہے چنانچہ میں اس سے ملنے کے ارادہ سے اس کی طرف چل پڑا جب وہاں پہنچا تو اس نے کھڑکی کھولی اور مجھ سے کہا، ابراہیم مجھے علم ہے کہ تم کس لئے آئے ہو؟

میں یہاں ستر سال سے رہبانیت کی خاطر گوشہ نشین نہیں ہوں، بلکہ میرا ایک کتا ہے جو ہویٰ وحرص سے باؤلا ہو گیا ہے میں تو اس کی نگرانی کر رہا ہوں اور اس کے شر سے مخلوق کو بچائے ہوئے ہوں ورنہ میں راہب نہیں ہوں، میں نے اس کی یہ بات سنی تو میں نے کہا کہ الٰہی تو عین گمراہی میں بندے کو راہ صواب دکھانے اور اسے راہ ہدایت کا شرف عطا کرنے پر قادر ہے۔

اس کے بعد اس نے مجھے کہا ابراہیم! تم کب تک دوسرے لوگوں کی تلاش میں رہو گے جاؤ اپنے آپ کو تلاش کرو، اور جب اپنے آپ کو پالو تو پھر اپنی حفاظت کرو کیونکہ یہ خواہش (ہوا) ہر روز الوہیت کے تین سو ساٹھ لباس پہن کر بندے کو گمراہی کی طرف بلاتی ہے خلاصہ یہ کہ جب تک خواہشات کی نافرمانی بندے سے ظاہر نہیں ہوتی اس وقت تک شیطان کی اس کے دل و دماغ میں رسائی نہیں ہوسکتی اور جب انسان کا مایہ خواہشات کی صورت میں نمودار ہوتا ہے تو شیطان اس پر تسلط حاصل کر لیتا ہے اسے بناتا سجاتا ہے اور اس کے دل پر اپنی فطرت کے اثرات ڈالتا ہے، اسی مفہوم کا نام وسواس ہے، تو گویا ابتدا خود بندے کی اپنی خواہش نفس سے ہوئی اور ظلم یا برائی کی ابتدا کرنے والا اصل ظالم ہوتا ہے۔

جس وقت ابلیس نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ (ص:۸۲)

تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ فرما کر اسی مفہوم کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَان" (الحجر:۴۲)

بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔

پس درحقیقت شیطان خود بندے کا نفس اور اس کی خواہشات ہیں' اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من احد الا وقد غلبه الشيطان الا عمر فانه غلب شيطانه

ہر شخص پر اس کے شیطان کا غلبہ ہے یعنی اسی پر اس کی خواہشات کا تسلط ہے سوائے عمر کے کہ وہ اپنے شیطان یعنی اپنی خواہشات پر غالب ہے۔

پس خواہشات بنی آدم کا خمیر اور اس کی راحت جان ہیں' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

الهوى والشهوة معجونتان بطينة ابن آدم۔

خواہش اور شہوت بنی آدم کی خمیر میں گوندھی گئی ہے۔

خواہشات کا ترک بندے کو بے نیاز کرتا ہے' اور ان کا ارتکاب بے نیاز کو اسیر بنا دیتا ہے' چنانچہ زلیخا امیر تھی خواہش کے ارتکاب سے اسیر ہو گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواہشات کی پیروی نہ کی' اسیر تھے آزاد ہو گئے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ما الوصل؟ وصل کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

ترک ارتکاب الھوی۔ ترک ہوا۔

جو شخص وصال حق کی عزت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ نفسانی خواہشات کی مخالفت کرے' اس لئے کہ خواہشات نفسانی کی مخالفت سے بڑھ کر بندے کے لئے اور کوئی عبادت نہیں اور نفس کی مخالفت بندے کے لئے پہاڑ کو ناخن سے کھودنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

ایک صوفی نے حمام میں نہاتے ہوئے چاہا کہ اپنے عضو خاص کو کاٹ ڈالے۔ وہ اسی کو نفس کا نمائندہ سمجھا۔ بارگاہ کبریا سے ارشاد ہوا:

تو ہماری بادشاہی میں تصرف کرتا ہے؟ ہماری ساخت میں ایک عضو کو دوسرے عضو پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر تم نے اسے اپنے آپ سے جدا کیا تو میں اس کی بجائے تیرے ہر بال میں اس سے سو گنا زیادہ شہوت پیدا کر دوں گا۔

انسان بنیادی ساخت بدلنے پر قادر نہیں ہے' البتہ توفیق ایزدی' شیوہ تسلیم اور کوشش وکسب کے ذریعے وہ صفات میں تبدیلی کر سکتا ہے۔

جب حکم کی تسلیم پیدا ہو جاتی ہے' تو بندہ محفوظ ہو جاتا ہے' اور بندہ مجاہدے کی بہ نسبت حفاظت اور فنائے آفت کے ذریعے عصمت حق سے قریب ہوتا ہے' اس لئے کہ مکھی کو جھاڑو سے ہٹانا لاٹھی سے ہٹانے کی بہ نسبت آسان ہے پس حق تعالیٰ کی حفاظت تمام آفات نفس کا علاج' اور تمام بیماریوں کی شفا ہے بندہ کی حق تعالیٰ کے ساتھ کسی صفت میں بھی مشارکت نہیں ہے ماسوائے ان کے جس میں اس نے خود شریک فرمایا ہے اور اسی طرح اس کے ملک میں بھی تصرف جائز نہیں' جب تک بندے کی تقدیر میں عصمت حق نہ ہو وہ کسی چیز سے بھی اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا' اس

لئے کہ بندے کی اپنی کوشش تائید الٰہی سے بارآور ہوتی ہے اگر بندے کو حق تعالیٰ کی تائید حاصل نہ ہو تو اس کی کوشش بے کار ہے' اور اطاعت کی قوت ختم ہو جاتی ہے' بندے کی تمام کوششیں دو جگہ صورت پذیر ہوتی ہیں یا جدوجہد کوشش کے ذریعے تقدیر الٰہی کو بدل دے یا تدبیر کے مقابلے میں کوئی اور چیز حاصل کرے' اور یہ دونوں صورتیں جائز نہیں' یعنی کوشش سے تقدیر نہیں بدل سکتی کیونکہ کوئی کام بغیر تقدیر کے وجود میں نہیں آتا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے' طبیب آپ کی خدمت میں آیا' اور اس نے کہا پرہیز کیجئے آپ نے فرمایا کس چیز سے پرہیز کروں؟ اس چیز سے پرہیز کروں جو روزی میں میرے لئے مقرر ہے یا اس سے پرہیز کروں جو میرا نصیبہ ہی نہیں' اگر مقصد مجھے میری روزی سے پرہیز کرانا ہے تو یہ ممکن نہیں (کیونکہ ازل سے مقرر کردہ نصیب مل کر رہتا ہے) اور جو میری روزی نہیں اگر اس سے پرہیز کرانا مقصود ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے اس لئے کہ وہ مجھے مل ہی نہیں سکتی۔

لان المشاهد لا يجاهد

غریب نواز علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تین مکاشفات

ایسا ہوا کہ دس پندرہ روز تک دربار حضرت گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے قریب سے بغیر ایصال ثوا۔ ۔ کئے گزر جاتا۔ ایک روز اپنا محاسبہ کیا اور اپنے نفس سے پوچھا کہ تجھ میں کونسی چیز داخل ہوگئی ہے کہ تو فاتحہ خوانی سے گریزاں ہے۔ اسی حالت میں واپس ہوا اور پرا۔ ۔ دربار کے باہر جوتیوں کے قرب آ کر کھڑا ہوگیا۔ اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا کہ جو نفس پندرہ روز لاپرواہی اور غفلت میں گزار دے اس کی سزا یہ ہے کہ خاص تو خاص وہ غریب نواز کے عوام الناس کی جوتیوں میں سجدہ ریز ہو۔ فقیر

نے یہی کیا اور وہاں سے اٹھ کر دروازہ کی سیڑھیوں پر آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے مرشد حضرت سلطان العارفین باہو سلطان کی خدمت میں عرض کی سرکار آپ کا فرمان ہے کہ اگر کسی کا یقین کچا ہو تو کامل مرشد کا کام ہے کہ اسے پختہ کرے۔ سرکار مجھے داتا صاحب غریب نواز کا مقام دکھا دیں تا کہ میرا یقین کامل ہو جائے اور قلبی سکون نصیب ہو جائے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ داتا صاحب کا مزار کھل گیا ہے اور اس میں ایک متوسط آدمی کے قدوقامت کا قرآن مجید خاکی کاغذ پر لکھا ہوا کھلا پڑا ہے فقیر نے اسے پڑھنے کی کوشش کی تو کچھ سمجھ نہ آیا۔ دوبارہ عرض کی سرکار مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ داتا صاحب نے اپنی زندگی میں قرآن مجید بہت زیادہ پڑھ کر اس پر عمل کیا ہے اور آپ کے وصال کے بعد آپ کے مزار پر قرآن مجید کی اتنی تلاوت کی گئی ہے کہ داتا صاحب کا وجود تو وجود آپ کے مزار کے قرب و جوار کی مٹی بھی قرآن مجید ہو چکی ہے یہ ہے غریب نواز علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا باطن میں مقام۔

علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے حجاب اکبر کا دور ہونا

حجاب تین قسم کے ہیں۔

(۱) حجاب علم (۲) حجاب جہالت (۳) حجاب کبروانا۔

(۱) علم کے حجاب کو اکبر حجاب کہا جاتا ہے اور یہ کسی ولی اللہ کی مجلس اختیار کرنے سے دور ہوتا ہے۔

(۲) جہالت کا حجاب فقیر کی کیمیاء اثر نگاہ سے دور ہوتا ہے۔

(۳) کبروانا کا حجاب شیطانی حجاب ہے جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی دور ہو سکتا ہے۔

فقیر نے جب غنیۃ الطالبین جو سید عبدالقادر جیلانی کی تصنیف بتائی جاتی ہے کا مطالعہ کیا، تو سید عبدالقادر جیلانی کی ذات کے متعلق ایک علمی حجاب واقع ہو گیا کہ غوث الاعظم کی اتنی بڑی شان بیان کی جاتی ہے اور یہ کتاب تو محض رسمی مسائل پر مبنی ہے۔ شریعت کے ابتدائی مسائل بیان کرنا تو علماء کا کام ہے جب کہ فقیر تو شریعت کے انتہا کی خبر دینے والا ہوتا ہے۔ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شاید اسی قسم کا حجاب واقع ہو چکا تھا اور آپ نے غنیۃ الطالبین کو سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ماننے سے انکار کر دیا تھا اور بہت سے صاحب علم اہل بصیرت اس کا انکار کر چکے ہیں۔ فقیر ہمہ وقت اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کے مدنظر اس حجاب کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کیا کرتا۔

کوئی خاص دن تھا کہ فقیر داتا دربار پر حاضری دینے کیلئے حاضر ہوا۔ منتظمین بار بار اعلان کر رہے تھے کہ اگر کوئی عالم موجود ہو سٹیج پر تشریف لے آئے۔ لیکن شاید علماء اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے اس لئے کوئی عالم سٹیج پر نہ آیا بالآخر فقیر نے سٹیج سیکرٹری سے عرض کی کہ مجھے چند منٹ دیں۔ چونکہ اس وقت میری داڑھی نہ تھی اس لئے وہ سمجھا کہ شاید میں نعت پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا صرف دس منٹ مل سکتے ہیں۔ فقیر نے ''لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ'' ''ہم نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ رکھ دیا ہے کے موضوع پر تقریر شروع کی اور ٹھیک دس منٹ بعد منتظمین سے مخاطب ہو کر کہا بس جناب دس منٹ ختم ہوئے عوام نے شور مچا دیا کہ نہیں کلام جاری رکھیں۔ منتظمین نے بھی اجازت دے دی اس طرح تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی اور خاموشی سے دوسرے دروازہ سے نکل کر دربار پر سلام کیا اور کسی

سے ملے جلے بغیر گھر کی راہ لی۔

دوسرے دن انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ میں ایک کام کے سلسلہ میں جانے کا اتفاق ہوا ایک برآمدہ سے گزر رہا تھا کہ ایک چپڑاسی نے آواز دی کہ صاحب بلا رہے ہیں۔ جب میں کمرہ میں گیا تو سید راس مسعود صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈیل انڈسٹریز بڑے اخلاق اور تپاک سے اٹھ کر ملے چند منٹ کی گفتگو میں انہوں نے فرمایا۔ کل آپ نے داتا صاحب دربار پر کمال کی تقریر کی میں آپ کو ڈھونڈتا رہا مگر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی اور یہ بھی کہا کیا آپ نے سید عبدالقادر جیلانی کی کتاب فیوض یزدانی جس کا ترجمہ عاشق الٰہی صاحب مدرس اول دیوبند نے کیا ہے پڑھی ہے۔ میرے انکار پر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ میں کتاب لا رکھوں گا' آپ کسی روز آ کر لے جائیں لیکن مجھے سخت بے چینی پیدا ہو گئی آپ سے اجازت لے کر اپنا کام چھوڑ چھاڑ کر رکشہ لے کر انارکلی پہنچ گیا وہاں ایک کتابوں کی دوکان ہوتی تھی وہاں پر مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی نمبر۲ کی مطبوعہ کتاب موجود تھی۔ پہلا ہی صفحہ پڑھا تھا کہ معلوم ہوا گویا کہ خدا تعالیٰ خود ہی غوث الاعظم کی زبان سے کلام فرما رہا ہے۔ پس اس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور داتا صاحب کی توجہ سے غوث الاعظم کی شان کے متعلق ہر قسم کے حجابات رفع ہو گئے۔

غریب نواز علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تیسرا مکاشفہ

فقیر کی عادت ہے کہ دربار حضرت سلطان باہو کی طرف سفر کرتے ہوئے لاہور سے فیصل آباد تک لا الہ کے استغراق' فیصل آباد سے جھنگ تک الا اللہ میں مستغرق ہو کر اور جھنگ سے دربار تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں گم ہو کر طے کرتا ہے اور واپسی پر بھی اسی ترتیب کو مدنظر رکھتا ہوں۔ سال ۲۰۰۱ء

میں فقیر جھنگ سے فیصل آباد کا سفر طے کر رہا تھا اور الا اللہ میں گم تھا۔ اچانک داتا دربار مزار پاک کھل گیا اور غریب نواز اپنی قبرِ منورہ سے باہر تشریف لے آئے۔ فقیر بھی آپ کے ہمراہ آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا آپ نئی مسجد میں پشت بقبلہ اپنے مزار مبارک کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ وہاں پر بیس بائیس کے قریب اولیاء عظام تشریف فرما تھے فقیر نے غریب نواز کی خدمت میں عرض کی حضور یہ جو باہر ڈھول ڈھمکا اور بھنگڑا ڈال رہے ہیں ان کے کیا احوال ہیں۔ آپ نے فرمایا جس طرح دنیا دارالامتحان ہے ہمارے مزارات بھی امتحان گاہ ہیں۔ جو کوئی جس قسم کی نیت لے کر آتا ہے وہی کچھ لے کر جاتا ہے جو کوئی اس قسم کی خرافات لے کر آتا ہے جہنم خرید کر جاتا ہے اگر کوئی اللہ کا نام لینے آتا ہے ہم اس کو دے کر بھیجتے ہیں۔

فقیر نے دوسری بار عرض کی سرکار آپ نے زندگی بھر دولت سے پیار نہیں کیا اب یہ اتنے چڑھاوے اور نذرانے؟ آپ نے فرمایا: نہ تو ہم نے زندگی میں دولت طلب کی اور نہ ہی اب اس کے طلبگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے لنگر کا اہتمام کر رکھا ہے جس سے ہزاروں لوگ روٹی کھا رہے ہیں۔ فقیر خاموش ہو گیا اور آپ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سید مہر علی شاہ گولڑوی اور دیگر اولیاء عظام سے باری باری ہم کلام ہوئے صابر پیا وہاں موجود نہ تھے نہ ہی کوئی قادری' نقشبندی سہروردی فقیر موجود تھا۔ اس روز فقیر کو معلوم ہوا کہ آپ چشتیہ سلسلہ کے قبلہ و کعبہ ہیں اسی لئے آپ کے مزار پر قوالی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جب کہ آپ کا روحانی فیض سب کیلئے جاری و ساری ہے۔

چوتھا مکاشفہ

فقیر امسال ماہ دسمبر 2001ء پندرھویں روزہ کی شب داتا صاحب غریب نواز کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے سرخ رنگ کی ایک ریشمی دستار منگوائی اور بابا فرید گنج شکر کو حکم دے کر میرے سر پر بندھوائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مرقد منورہ پر انوار ذات کی بارش کرے آمین۔ اس طرح چشتی صابری سلسلہ کا فیض عطا کیا۔

سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

(۴۶۰ھ تا ۵۶۰ھ تا حال)

آپ کا نام عبدالقادر لقب محی الدین کنیت ابو محمد ہے۔ آپ غوث الاعظم پیر دستگیر اور گیارھویں والے پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے ظاہری تعلیم بغداد میں احمد بن مظفر ابو الغالب رضی اللہ عنہ سے علم حدیث اور ابو ذکریا تبریزی سے علم ادب کی تکمیل کی۔ اسی طرح ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے سلوک طریقت کی بیعت کی آپ کو روحانی فیض چھ واسطوں سے پہنچا۔

اوّل اویسی، فیض روحانی نسبت سے اپنے والد سید ابو صالح سے حاصل ہوا جو حسن مثنیٰ کی اولاد گیارھویں پشت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ اس طرح آپ حسنی سید ہیں۔

دوم: فیض آپ کو اپنی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ جو فاطمہؓ ثانی ہیں سے حاصل ہوا جو چودھویں پشت میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ اس طرح عبدالقادر جیلانی حسنی والحسینی سید ہیں۔

سوم: فیض آپ کو اپنے مرشد و مربی ابو سعید مخزومی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے سلسلہ بسلسلہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اور علی شیر خدا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا۔

چہارم: فیض آپ کو زہد و ریاضت کی وجہ سے حاصل ہوا۔ آپ نے مدت مدید تک قائم اللیل اور صائم الدہر کی زندگی گزاری۔ مجاہدات کئے آپ عراق کے صحرا میں ذکر اللہ کیلئے نکل جاتے پیاس کی شدت اور گرمی کی حدت سے بے ہوش ہو کر گر جاتے۔ لوگ آپ کو فوت شدہ جان کر جب غسل دیتے تو ٹھنڈا پانی لگنے سے آپ کو ہوش آ جاتی۔

پنجم فیض: آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیر خدا سے براہ راست پہنچا۔ آپ کو مخلوق خدا کو تعلیم و تلقین کا حکم دیا گیا۔ آپ عجمی تھے عربی زبان میں کلام کرنے سے ہچکچائے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار اور علی المرتضی نے ادب حضور کی وجہ سے چھ بار آپ کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا جس سے آپ کی زبان پر علم و نور باطنی اسرار کے دریا بہنے لگے۔ آپ کا اسم مبارک عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ نے قادریہ سلسلہ کی بنیاد رکھی۔ آپ قادری بہر قدرت قادر کا مصداق ہیں۔

ششم: فیض آپ کو حسن عسکری رضی اللہ عنہ گیارھویں امام سے پہنچا۔ تیسری صدی میں اپنی وفات کے وقت آپ نے وصیت فرمائی کہ میرے بزرگوں کے جملہ تبرکات جو مجھ تک پہنچے ہیں۔ حسنی الحسینی سید عبدالقادر کو پہنچا دیئے جائیں۔ جو پانچویں صدی میں اہل البیت کی باطنی وراثت کے مالک ہوں گے۔ اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شروع ہو کر امامین کریمین کا فیض بھی آپ تک پہنچ گیا۔

آپ غوث الاعظم ہیں: جب کوئی پکارنے والا یا غوث الاعظم شیئاً للہ کہہ کر آپ کو پکارتا ہے تو آپ ظاہری جسم، قلبی جسم، روحی جسم، سری جسم یا نوری جسم کے ساتھ حاضر ہو کر اس کی امداد کرتے ہیں۔ چونکہ آپ سب اولیاء سے پہلے امداد کیلئے پہنچتے ہیں اس لئے آپ غوث الاعظم ہیں آپ پیر دستگیر ہیں۔ آپ اپنی دنیاوی زندگی میں

روزانہ تین ہزار طالب علموں کو توجہ سے وحدت میں کامل کر دیتے اور دو ہزار طالبوں کی دستگیری کر کے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر دیتے۔آپ گیارھویں والے پیر ہیں۔ کیونکہ آپ ہر چاند کی گیارھویں رات کو ختم القرآن کا اہتمام کرتے اور حاضرین میں شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی۔ چاند کی گیارھویں تاریخ کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

چالیس سال کے استغفار کے بعد جب آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو دن دسواں اور رات گیارھویں تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو جب طوفان نوح سے نجات ملی تو دن دسواں اور رات گیارھویں تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نار نمرود میں ڈالا گیا اور وہ آگ بحکم الٰہی گل وگلزار میں تبدیل ہوئی تو دن دسواں رات گیارھویں تھی۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو جب عذاب الٰہی سے نجات حاصل ہوئی تو دن دسواں اور رات گیارھویں تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے رہائی اور مصر کی بادشاہی نصیب ہوئی تو دن دسواں اور رات گیارھویں تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو غلامی سے نجات ملی فرعون مع قوم غرق دریائے نیل ہوا دن دسواں رات گیارھویں تھی۔

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی بخشی گئی اور توبہ قبول ہوئی دن دسواں رات گیارھویں تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دشمنوں سے نجات بخشی اور پھانسی سے بچالیا دن دسواں رات گیارھویں تھی۔

حضرت امام حسین اور آپ کے ۲۷ رفقاء کو میدان کربلا میں شہادت نصیب ہوئی دن دسواں رات گیارھویں تھی۔

جب قیامت برپا ہو گی دن دسواں اور رات گیارھویں ہو گی۔ دسویں دن اور گیارھویں رات کو ختم کا اہتمام کرنا ہم قادریوں کا طریقہ ہے جو کوئی اس روز ختم کا اہتمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات بخش کر اس کے رزق میں فراخی پیدا کر دیتا ہے۔ اس غلط فہمی کو دل سے نکال دینا چاہیے کہ شاید یہ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے نام کی نیاز ہے۔ واضع رہے کہ یہ ختم تو اللہ تعالیٰ کے نام کا ہے۔ جس کا خصوصی ثواب اور ایصال غوث الاعظم کی روح پر فتوح کیلئے کیا جاتا ہے اور اول سے آخر تک ہر چیز پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ ناپاک وہی کھانا ہوتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ یا کسی قربانی کو بسم اللہ' اللہ اکبر کی بھی بجائے کسی غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ **وما توفیقی الا باللہ**

غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا

اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْاَعْلٰی لَا تَغْرُبُ

پہلے سب سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ ہمیشہ نصف النہار پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہ ہو گا آپ کے اس اعلان کے بعد آپ سے قبل ہر سلسلہ کے اولیاء اللہ کی قبور سے فیض کا سلسلہ تو جاری رہا۔ لیکن سلسلہ بیعت مکمل طور پر بند ہو گیا۔ آپ نے گزشتہ صفحات میں ۱۲ سلاسل کا ذکر پڑھا۔ ان بزرگوں کی قبروں سے تو فیض جاری ہے مگر اس اعلان کے بعد ان کا سلسلہ بیعت مکمل طور پر بند ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ غریب نواز داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے اس اعلان سے صرف ستر سال پہلے ہو گزرے ہیں۔ آپ کا مزار

منور فیض عام کا منظر پیش کر رہا ہے۔ لیکن جنیدی نسبت میں آپ کا سلسلہ بیعت بند ہو چکا ہے۔

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا اعلان فرمایا ؎

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

میرے قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہیں

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو براق اور رف رف جیسی سواریاں آپ کے پابہ رکاب تھیں جو ایک قدم اٹھاتیں تو زمین و آسمان کی وسعتوں کو طے کر لیتیں۔ جبرائیل امین سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئے اور عرض کی۔

؎ اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلیٰ بسوزد پرم

اثنائے سفر میں جملہ پیغمبران عظام سے ملاقات ہوئی۔ ایک مقام پر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نوری روح نے اپنا سر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں دھر دیا۔ جس پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بصد ناز اپنا قدم غوث الاعظم کی گردن پر رکھ دیا اور فرمایا میرا قدم تمہاری گردن پر ہے اور تمہارا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہو گا۔ جب کوئی طالب اپنے مرشد کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر دست بیعت کرتا ہے تو سلسلہ بسلسلہ اس بیعت کی نسبت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کی جاتی ہے اسی طرح جس ولی اللہ کی گردن پر غوث الاعظم قدم رکھتے ہیں درحقیقت وہ قدم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تصور کیا جاتا ہے۔ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو مخاطب کر کے فرمایا جو مرید میری گردن پر غوث الاعظم کا قدم خیال نہیں کرتا۔ وہ مجھے ولی اللہ ہی نہیں سمجھتا ہو گا۔ جب "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ" کا اعلان ہوا تو معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک غار میں

اللہ اللہ کر رہے تھے۔ یہ اعلان سن کر آپ نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی اور عرض کی حضور آپ کا قدم لوگوں کی گردن پر اور میری آنکھوں کی دونوں پتلیوں پر۔ پس غوث الاعظم کے قدم کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نعم البدل سمجھ کر اولیاء اللہ اس کی طلب میں رہا کرتے ہیں۔ فقیر نہایت گنہگار روسیاہ ہے۔ لیکن غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے نہایت کریمانہ انداز سے اپنے دونوں قدم اس مسکین کی گردن پر رکھ دیئے ہیں۔ آیئے سیدنا غوث الاعظم کی منقبت چشتیہ سلسلہ کے بانی معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ، ہندوستان میں سہروردی سلسلہ کے بانی غوث بہاء الحق ملتانی اور نقشبندیہ سلسلہ کے سرخیل مجدد الف ثانیؒ کی زبان سے سنتے ہیں۔

منقبت شاہ جیلان

از خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا
سلطان ولایت قطب علی حیران زجلالت ارض و سما
در شرع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاری
بر عرش معلیٰ سیاری اے واقف راز او ادنیٰ
در صدق ہمہ صدیقؓ وشی در عدل و عدالت چوں عمریؓ
اے کان صیاء عثمان منش مانند علی با جود و سخاء
گردار مسیح بجردہ رواں، دادی تو بدین محمد جان
ہمہ عالم محی الدین گویاں، برحسن کمالت گشتہ نظر
در بزم نبی عالی شانی، ستار عیوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانی اے معدن جود و فضل و عطا

تا پائے نبی شد تاج سرت، تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں درپیش درت، استادہ چو پیش شاہ گدا
وصف تو چہ گوئم اے ہمہ جاں، محبوب خدا مقصود جہان
اسرار حقیقت بر تو عیاں، ازروز ازل تا روز جزا
معین ؒ کہ غلام نام تو شد، دریوزہ گرا کرام تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد، دارد طلب تسلیم و رضاء

ہندوستان میں سہروردی سلسلہ کے بانی حضرت غوث بہاؤ الدین ذکریا ملتانی خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کی مدح میں ایک منقبت تحریر کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

شفیع امت سرور بود آن شاہ جیلانیؒ
تعالیٰ اللہ چہ ہا قدرت خدائش کرد ارزانی
سکندر میکند دعویٰ کہ ہستم چاکر آں شاہ
ترا زیبد ترا زیبد کلاہ داری و سلطانی
گدا سازی اگر خواہی بیکدم شاہا نرا
گدایاں را دہی شاہی بیک لحظہ بآسانی
گدائے درگہت خاقان حضرت قیصر
چہ عالی شان سلطانی الا اے غوث ربانی
بایں حشمت بایں عظمت بایں شوکت بایں قدرت
نبوداست نخواہد بود الحق مثل تو ثانی
چہ ناسوتی چہ ملکوتی، چہ جبروتی چہ لاھوتی
ہمہ در زیر پائے تو چہ عالیشان سلطانی

حقیقت از تو روشن شد طریقت از تو گلشن شد
شعر شرع راما زہے خورشید نورانی
زباغ اصفیاء سروے زبزم مصطفیٰ شمع
علی راقرۃ العینی بدیں محبوب سبحانی
دلا گشتی مرید او بہ بین لطف مزید او
چہ اوصاف حمیدہ و گاہ و بے گاہ مے خوانی
زبان راشت و شوباید آبِ جنت الکوثر
وزآن پس نام محی الدین بیائی برزباں رانی
بزرگ وخورد و مرد و زن مریدت شد ہمہ عالم
خطا پوشی عطا بخشی و دین بخشی جہان بانی
تو شاہ اولیاء و اولیاء محتاج درگاہت
مشائخ راسزد بر درگہت از فخر دربانی
مطیع حکم تو دیوان ملائک چوں پری بندہ
شہنشاہ شہنشاہان امام انس روحانی
چہ عبدالقادری قدرت چناں داری بیک لحظہ
برآری آشکارا از کرم حاجات پنہانی
بد نیا در عدن بخشی بعقبیٰ جنت الماوی
برحمت بحر الطافی بشفقت کان احسانی
ملازا دستگیری تو معاذا دلپذیری تو
بلطف خود رہائی دہ زگرداب پریشانی
جگر ریشم درون خستہ دل اندر لطف توبستہ

تو ہم از غایت احسان دوا بخشی و درمانی
ترا چوں من ہزاراں بند ہا ہستند در عالم
مرا جز آستانت پھر گر رانی و گرشوانی
ندارم اندریں عالم بجز درد وغم و شدت
خلاصی دہ ازیں محنت کہ دارم صد پریشانی
منم سائل بجز تو نیست غمخوارم کہ گیرد دست
نظر رحمت کنی برمن توئی مختار سبحانی
قفائی بندۂ عاجز فتادہ برسر کویت
عجب نبود اگر ایں ذرہ را خورشید گردانی
سگ درگاہ میراں شو جو خواہی قرب ربانی
کہ برشیراں شرف دار سگ درگاہ جیلانیؒ

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند جو سلسلہ نقشبندیہ کے بانی ہیں کی ایک رباعی آج بھی دربار غوث الاعظم پر لکھی ہوئی دیکھی جا سکتی ہے۔

پادشاہ، ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

امام ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں ”قطبیت کا مرتبہ اہل بیت اور معروف ائمہ کے بعد کسی کو اصالتاً یعنی اصلی اور حقیقی طور پر نہیں ملا۔ بلکہ ان کے بعد ہر ایک قطب بطور نیابت قطبیت کا کام کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے باز اشہب یعنی سفید باز

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مسعود ظاہر فرمایا اور آپ کو اصلی اور حقیقی قطبیت کا اہل پایا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قطبیت اصالتاً اور حقیقتاً عطا ہوئی اور اب جو شخص آپ کے بعد قطب بنے گا وہ آپ کا نائب بن کر قطبیت کا کام کرے گا۔ یہاں تک کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہو جائے گا تب قطبیت کا مرتبہ اصالتاً انہیں تفویض ہوگا۔ جیسا کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہ فرماتے ہیں تمام متقدمین اولیاء کاملین کے سورج غروب ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارا آفتاب عالمتاب ابدالآباد تک فلک افلاک پر تاباں اور درخشاں رہے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وصل اور وصال کے دو طریقے اور دو راستے ہیں۔ ایک نبوت کا طریقہ اور راستہ ہے۔ اس طریق سے اصلی طور پر واصل اور موصل محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور یہ سلسلہ حضرت خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہوا اور دوسرا طریقہ ولایت کا ہے۔ اس طریقہ میں واسطے سے واصل اور موصل ہوتے ہیں۔ اور یہ گروہ اقطاب' اوتاد' ابدال' نجباء وغیرہ اور عالم اولیاء پر مشتمل ہے۔ اس طریقے اور راستے کا واحد وسیلہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی ہے اور یہ منصب عالی آپ کی ذات گرامی سے متعلق ہے اور اس مقام میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک حضرت امیر کرم کے سر پر ہے اور حضرت فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم اس مقام میں حضرت امیر کرم اللہ کے ساتھ شامل اور مشترک ہیں اور میرا خیال ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی روح مبارک روز ازل میں وجود عنصری کے اندر آنے سے پہلے بھی اس مقام میں قائم اور ملازم تھی اور جس شخص کو فیض حاصل ہوا۔ آپ کی ذات گرامی سے ہوا کیونکہ اس مقام کے دائرے کا مرکز آپ کی ذات گرامی سے متعلق اور منسوب ہے اور جب سید علی کرم

اللہ وجہہ کا دور ختم ہوا یہ عالی منصب حسین رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد یازدہ اماموں کو بالترتیب ملتا رہا ہے۔ ہر ولی اور ہر شیخ کو اس زمانے کے امام کے واسطے سے فیض حاصل ہوتا رہا ہے اور وہی امام ان کا ملجا و ماوا ہوا ہے۔ جب حضرت سلطان الاولیاء و برہان الاصفیاء غوث الارض والسماء اور غوث جن و انس حضرت سید محی الدین ابی محمد حضرت شیخ عبدالقادر الجیلی سرۃ العزیز کا دور اور زمانہ آیا تو یہ منصب عالی اصالتاً آپ رضی اللہ عنہ کو تفویض اور موصول ہوا۔ پس حضرت مذکور کے بعد اور کسی کو یہ عالی مرتبہ اصالتاً حاصل نہیں ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ کا فیض جملہ اقطاب' اوتاد' ابدال' نجباء اور دیگر اولیاء کو آپ ہی کے واسطے سے ملتا رہا ہے اور ملتا رہے گا گیا آپ کے زمانے میں اور کیا آپ کے زمانے کے بعد ابد الآباد تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ "اقلت شموس الاولین" متذکرہ شعر میں اسی جانب اشارہ ہے۔

سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اندازِ کلام کا نمونہ

نفس کے متعلق ارشاد ہوا

نزول تقدیر کے وقت حق تعالیٰ شانہ پر اعتراض کرنا موت ہے دین کی۔ موت ہے توحید کی موت ہے توکل و اخلاص کی۔ ایمان والا قلب کیوں۔ کس طرح اور بلکہ کہنا نہیں جانتا اس کا قول تو "ہاں" ہے۔ (وہ تقدیری حکم کی موافقت کرتا ہے۔ چوں چراں کے ساتھ رائے زنی نہیں کرتا) نفس تو مکمل طور پر مخالفت اور نزاع ہی کرتا ہے۔ پس جو شخص اس کی درستی چاہتا ہے۔ اس کو اس قدر مجاہدہ میں ڈالے کہ اس کے شر سے امن میں آ جائے۔ نفس تو شر ہی شر ہے۔ مگر جب اسے مجاہدہ (کی آگ میں جلایا جاتا ہے) تو مطمئنہ بن کر خیر ہی خیر ہو جاتا ہے اور تمام طاعتوں کے بجالانے اور معصیتوں کو چھوڑ دینے میں موافقت کرنے لگتا ہے۔ پس اس وقت ارشا ہوتا ہے

''اے نفس مطمئنہ اپنے ربّ کی طرف رجوع کر لے۔ تو اس سے خوش وہ تجھ پر راضی''
اب اس کا جوش صحیح ہو جاتا ہے اور اس کا شر زائل ہو جاتا ہے اور اب وہ مخلوقات میں سے کسی شے کے ساتھ لگاؤ نہیں رکھتا اور اس کا نسب اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ صحیح ہو جاتا ہے۔ بے شک آپ علیہ السلام اپنے نفس سے باہر نکل گئے اور بلا خواہش نفس باقی رہ گئے۔ (جب آپ کو نار نمرودی میں ڈالا گیا) تو آپ کا قلب (مطمئن) اور پر سکون تھا۔ آپ کے پاس طرح طرح کی مخلوق آئی اور انہوں نے آپ کی مدد کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ لیکن آپ فرما رہے تھے کہ ''مجھے تمہاری مدد درکار نہیں ہے۔ جب وہ میرے حال سے واقف ہے تو پھر مجھے سوال کی بھی حاجت نہیں۔ جب تسلیم اور توکل درست ہو گیا تو آگ کو حکم ہوا۔ اے آگ ابراہیم علیہ السلام کے لئے سلامتی کی حد تک ٹھنڈی ہو جا۔ جو شخص حق تعالیٰ کے ساتھ اس کی قدر پر راضی ہو کر صبر اختیار کرتا ہے۔ اس کے لئے دنیا میں خدا تعالیٰ اللہ عزوجل کی بے شمار مدد ہے اور آخرت میں بے شمار نعمت (اس کی منتظر ہے)

صاحبو! اللہ کے ہو جاؤ جیسا کہ نیک بندے اس کے ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تمہارا ہو جائے۔ انہوں نے اپنا مقسوم تقویٰ اور پرہیزگاری کے ہاتھ سے لیا تھا۔ پھر وہ آخرت کے طالب بنے انہوں نے اپنے نفسوں کا کہنا نہ مانا۔ اپنے رب عزوجل کی اطاعت کی پہلے اپنے آپ کو نصیحت کی پھر دوسروں کے ناصح بنے۔ صاحبزادہ! اول اپنے نفس کو نصیحت کر۔ اس کے بعد دوسرے کے نفس کو نصیحت کرنا خاص اپنے نفس کی اصلاح اپنے اوپر لازم کر لے اور جب تک تیرے اندر کچھ بھی اصلاح کی ضرورت باقی ہے تو دوسروں کی طرف مت جھک۔ تجھ پر افسوس ہے کہ خود ڈوب رہا ہے۔ پھر دوسرے کو کیوں کر بچائے گا تو خود اندھا ہے دوسرے کو کیسے راہ دکھائے گا۔ جب خود گم راہ ہے دوسروں کی دستگیری کیسے کرے گا۔ کسی ڈوبنے والے کو

دریا سے وہی نکال سکتا ہے جو خود خوب تیرنا جانتا ہو۔ راستہ وہی دکھا سکتا ہے جو خود بینا ہو لوگوں کو اللہ تعالیٰ تک وہی پہنچا سکتا ہے جو اس کی معرفت حاصل کر چکا ہو۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اے ابن آدم میری طرف سے تو خیر تیری جانب اترتی ہے اور تیری طرف سے شر میری جانب چڑھتا ہے۔ افسوس تجھ پر تیرا دعویٰ تو یہ ہے کہ تو اللہ کا بندہ ہے اور اطاعت کرتا ہے اس کے ماسوئی کی اگر تو واقعی اس کا بندہ ہوتا تو اسی کے لئے عداوت کرتا اور اسی کیلئے محبت۔ سچا مومن اپنے نفس اپنے شیطان اور اپنی خواہش کی پیروی نہیں کیا کرتا' وہ شیطان کو جانتا ہی نہیں اس کی اطاعت تو کیا کرے گا وہ دنیا کی پرواہ نہیں کرتا اس کے سامنے ذلیل تو کیا ہوگا بلکہ وہ تو خود دنیا کو ذلیل جانتا اور آخرت کا طالب بنتا ہے اور جب آخرت حاصل ہو جاتی ہے تو اس کو بھی چھوڑ دیتا اور اپنے مولیٰ عزوجل سے متصل ہو جاتا ہے کہ اپنے تمام اوقات میں خالص اسی کی عبادت کرتا رہتا ہے۔

عام لوگوں کی بربادی لغزشوں سے ہے۔ زاہدوں کی بربادی خواہشات نفس سے ہے ابدال کی ہلاکت خلوت میں خطرات سے ہے اور صدیقین کی تباہی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ادھر ادھر توجہ کرنے سے ہے۔

صاحبزادہ نفس اور خواہش کو اپنے سے دور کر لے مقدس لوگوں کے قدموں کی خاک بن جا تاکہ تجھے حیات عطا کی جائے۔

صوفیاء کے سلاسل
جو ہندوستان میں پھیلے اور مشہور ہوئے

(۱) چشتیہ سلسلہ

(۲) سہروردی سلسلہ

(۳) قادری سلسلہ

(۴) نقشبندی سلسلہ

چشتیہ سلسلہ

ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کے بانی حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان ہارونی کے خلیفہ ہیں اور آپ کا سلسلہ نسبت یہ ہے۔

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت شیخ حاجی شریف زندلی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی مرید حضرت خواجہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت خواجہ احمد چشتی مرید خواجہ ابو ہیرہ بصری مرید خواجہ ابو حذیفہ مرغنی مرید خواجہ سلطان ابراہیم ادھم مرید خواجہ فضیل بن عیاض مرید خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ مرید خواجہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت علی المرتضٰی خلیفہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سہروردی سلسلہ

ہندوستان میں سہروردی سلسلہ کے بانی حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی ہمعصر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور آپ کا سلسلہ نسبت یہ ہے۔

حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سہروردی مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی مرید

حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مرید

حضرت شیخ ابوعبداللہ مرید حضرت شیخ اسود احمد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ممتاز علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ مرید

حضرت خواجہ حبیب عجمی مرید حضرت خواجہ حسن بصری مرید

حضرت علی المرتضیٰ خلیفہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نقشبندی سلسلہ

خواجہ بہاء الحق والدین المعروف خواجہ نقشبند کے خلفاء محمد باقی باللہ اور امیر بوعلی سے نقشبندی سلسلہ ہندوستان میں پھیلا اس کی بہت سی شاخیں ہیں۔ جن میں سب سے مشہور شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی کا مجددی سلسلہ ہے خواجہ بہاء الحق سے اوپر سلسلہ کی نسبت یہ ہے۔

سید بہاء الحق والدین خواجہ نقشبند مرید سید کلال مرید خواجہ محمد باباسماسی مرید

حضرت عزیزان مرید خواجہ علی راقیتی مرید خواجہ محمود فتوی مرید خواجہ عارف ریوگری مرید خواجہ عبدالرحمان مجدوانی مرید شیخ دوست مرید شیخ ابو القاسم گرگانی مرید شیخ ابوعثمان مغربی مرید الوعلی کاتب مرید ابوعلی رود باری مرید سید الطائفہ جنید بغدادی مرید سری سقطی مرید معروف کرخی مرید امام علی بن موسیٰ رضا۔

معروف کرخی رضی اللہ عنہ کو ایک اور نسبت بھی حاصل ہے۔ ابو داؤد طائی مرید حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ مرید حسن بصری قدس سرہ العزیز مرید علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔

ایک دوسری نسبت اس طرح ہے ابو الحسن خرقانی نے بایزید بسطامی کی روح سے اور بایزید بسطامی نے امام جعفر صادق کی روح سے روحانیت حاصل کی۔ امام جعفر صادق نے اپنے آباؤ اجداد کے انوار کی وراثت کے علاوہ اپنے نانا حضرت قاسم سے بھی براہ راست فیض حاصل کیا۔ حضرت امام جعفر والصادق کی والدہ ام فروہ رحمۃ اللہ علیہا' امام باقر رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت قاسم کی بیٹی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی ہیں۔ اسی نسبت سے نقشبندی اپنا سلسلہ بیعت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک لے جاتے ہیں۔ اس طرح نقشبندی ایک واسطہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دوسرے واسطہ سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نسبت روحانی رکھتے ہیں۔

باسمہٖ تعالیٰ

اشغال سلسلہ چشتیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید چشتی کہلاتے ہیں۔ جو خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے امام الاولیاء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت روحانی رکھتے ہیں اور سلسلہ بسلسلہ ایک دوسرے کے ہاتھوں پر بیعت کرتے ہیں۔ چشتیہ سلسلہ میں چند قسم کے اعمال کی تلقین کی جاتی ہے۔

اوّل زہد اختیار کرنا: طالب کو چاہیے کہ کم کھائے، کم سوئے، کم کلام کرے، دن کو روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے۔ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۶ سال تک دن کو صوم اور رات کو قیام کا اہتمام کیا۔ سحری اور افطار پیلو کے پھل ابال کر بغیر نمک مرچ کے کی جاتی۔ تاکہ تزکیہ نفسی ہو جائے۔

دوم ذکر جلی اور خفی کیا جاتا ہے تاکہ تصفیہ قلبی حاصل ہو جائے: خواجگان کا کہنا ہے کہ دل بائیں طرف چھاتی کے نیچے دو انگل پر ودیعت کیا گیا ہے۔ اس کی شکل چلغوزہ کی ہے۔ دل کے دو دروازے ہیں۔ ایک اوپر کی طرف اور ایک نیچے کی طرف۔ اوپر والا دروازہ ذکر جلی سے اور نیچے والا ذکر خفی سے کھلتا ہے۔

ذکر جلی: کرتے وقت چار زانو بیٹھ کر رگ کیماس کو پکڑ لے یعنی داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس سے ملحقہ انگلی کو بائیں ہاتھ سے دبالے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے لفظ لا کو ناف سے نکالے اور داہنے کندھے تک کھینچے معبودان باطل کی نفی کرے الہ دماغ

کی جھلی (ام الدماغ) سے نکالے۔ گویا اس نے غیر اللہ کی محبت اپنے اندر سے نکال کر پس پشت پھینک دی۔ اب دوسرا سانس لے اور الا اللہ کو دل میں سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کرے اور اس پر مداومت اختیار کرے۔

ذکر خفی یعنی پاس انفاس: طالب کو چاہئے کہ پاس انفاس کا ارادہ کرے اپنے سانسوں کی نگرانی اور حفاظت کرے۔ جب سانس خارج ہو تو کہے لا الہ گویا وہ خدا کے سوا ہر چیز کی محبت اپنے دل سے نکال رہا ہے جب سانس اندر کھینچے تو کہے الا اللہ گویا وہ اپنے دل میں اللہ کی محبت داخل کر رہا ہے۔

تیسرا عمل مراقبہ: مشائخ چشتیہ کا کہنا ہے کہ جو شخص راہِ سلوک میں ذکر کے نور سے منور ہو جائے تو اسے مراقبہ کروایا جائے۔ مراقبہ رقیب سے مشتق ہے رقیب کے معنی محافظ اور نگران کے ہوتے ہیں۔ مراقبہ اس لئے کہتے ہیں کہ سالک اس کے ذریعے اپنے دل کی حفاظت اور نگرانی کرتا ہے۔ مراقبہ کے وقت اللہ حاضری' اللہ ناظری' اللہ شاہدی' اللہ معی کا دل میں خیال رکھے یا زبانی ذکر کرتا رہے۔

چوتھا عمل چلہ کشی: جو طالب چلہ کشی کا ارادہ کرے۔ اسے چاہئے کہ ہمیشہ روزہ رکھے۔ رات کو ہمیشہ قیام کرے۔ کھانا' پینا' بولنا اور لوگوں سے میل ملاقات کم کر دے اور سوتے جاگتے باوضو رہے۔ دل ہمیشہ مرشد کے ساتھ لگائے۔ غفلت کو اپنے اوپر حرام قرار دے لے۔ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ معکوس کیا۔ صابر کلیر رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ سال تک کچھ کھائے پئے بغیر گزار دیئے۔

تصور شیخ: چشتیہ سلسلہ میں تصور شیخ کی تلقین کی جاتی ہے۔ یعنی مرشد کے ظاہری جسم مختلف اعضاء کا اپنے وجود پر اثبات کرنا۔ ایسا کرنے سے طالب کو کسی ورد' وظیفہ' چلہ کشی کی ضرورت نہیں رہتی۔ طالب کے وجود سے مرشد کی ہمت موثرہ اور روحانی فیض ظاہر ہونے لگتا ہے۔ لیکن اگر مرشد ناقص ہو تو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ تصور

شیخ کی ایسی مشقیں محض بت پرستی ہے۔ کامل اور ناقص شیخ کے تصور کا فرق چند ہی روز میں واضح ہو جاتا ہے۔

سماع: جیسا کہ ہم نے دیکھا چشتیہ سلسلہ میں زہد و ریاضت بہت زیادہ کروائی جاتی ہے۔ جس سے جسم کمزور اور وجود میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ روح بھی پژمردہ ہو جائے۔ پس ایسے طالبوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ سماع کا اہتمام کریں تا کہ روح کو فرحت اور بالیدگی نصیب ہو۔

کشف القبور اور صاحب مزار سے فیض حاصل کرنا: جب طالب کسی مزار پر جائے تو دو رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد انا فتحنا پڑھے۔ پھر قبر کی بائیں جانب قبر کی طرف منہ اور پشت بقبلہ بیٹھے۔ پہلے چند بار سورہ ملک پڑھے پھر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھے اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھ کر صاحب قبر کو ایصال کرے اور قبر کے قریب ہو کر اکیس بار یا رب یا رب پڑھے اس کے بعد چند بار یا روح کہے اور ہر بار آسمان میں ضرب کرے اور پھر یا روح الروح کی ضرب اپنے دل پر لگائے یہاں تک کہ دل میں بسط اور نور کی کیفیت محسوس کرے اور اپنے دل میں صاحب مزار کی طرف سے فیض کا انتظار کرے۔

صلواۃ معکوس اور صلواۃ کن فیکون: مشکلات اور مہمات کے حل کے لئے یہ نفلی نمازیں مشائخ چشتیہ ادا کرتے ہیں۔

مشائخ نقشبندیہ کے اشغال

نقشبندی سلسلہ کے پیشوا خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ہندوستان میں یہ سلسلہ دو ذریعوں سے پھیلا۔

۱-خواجہ محمد باقی باللہ کے ذریعے

۲-امیر ابو علی کے ذریعے

خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فیض حاصل کیا خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی روح سے خواجہ محمد بابا سماسی اور خلیفہ امیر سید کلال سے۔ خواجہ محمد بابا سماسی نے خواجہ عزیزان سے۔ شیخ ابو علی فارمدی نے خواجہ ابوالحسن خرقانی سے اور خرقانی نے باطنی اور روحانی فیض حضرت بایزید بسطامی کی روح سے حاصل کیا اور شیخ ابویزید رحمۃ اللہ علیہ بسطامی نے روحانی فیض حاصل کیا سید امام جعفر والصادق کی روح سے۔ امام جعفر والصادق نے اجازت اور خلافت کا فیضان دو طریقوں سے حاصل کیا۔

۱-ایک تو ان کے آباؤ اجداد کا طریقہ اور سلسلہ ہے۔

۲- دوسرے طریقہ کا فیضان آپ نے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ جنہوں نے یہ فیض ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اس طرح نقشبندی سلسلہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دونوں صحابہ سے نسبت کی جاتی ہے۔

ایک دوسرے واسطہ سے نقشبندی اپنی نسبت سید الطائفہ جنید بغدادی سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے ابوداؤد و طائی رحمۃ اللہ علیہ سے حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور رسول خدا تک بیان کرتے ہیں۔

مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک وصول الی اللہ کے چند طریقے اور اصول ہیں

مشائخ نقشبندیہ کے ہاں وصول الی اللہ کے تین راستے ہیں۔

۱-صحبت شیخ۔ ۲- ذکر۔ ۳- مراقبہ۔

وصول الی اللہ کے لئے دو قسم کی سیر کی جاتی ہے۔

۱- سیر الی اللہ۔ ۲- سیر فی اللہ۔

حبس دم سے ذکر: حبس دم کر کے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر گنتی میں طاق عدد کی رعایت سے کرے۔ جب اکیس بار ہو جائے تو سانس لے کر دوبارہ ذکر شروع کرے۔ اس طرح وجود بشریہ کی نفی اور جذبہ الٰہیہ کے تصرفات ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

حبس دم سے ذکر کا دوسرا طریقہ: چاہئے کہ زبان کو تالو سے لگائے لب کو لب سے اور دانتوں سے دانتوں کو ملا کر سانس روکے۔ کلمہ طیبہ کے حرف لا کو ناف سے دماغ کی طرف لے جائے۔ الہ کو دائیں کندھے کی طرف کھینچے اور الا اللہ کو بائیں کندھے پر گھما کر دل پر شدت سے ضرب کرے اور محمد رسول اللہ کو سینہ کے درمیان ضرب کرے۔ ایک بار یا تین بار طاق گنتی سے یہ ذکر کرے اور ذکر کے بعد کہے یا اللہ تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا مجھے مطلوب ہے۔ ذکر اتنا خفی ہو کہ قریب بیٹھے شخص کو بھی معلوم نہ ہو۔

بعض اکابرین نے کلمہ طیبہ کے معنی کے متعلق فرمایا ہے کہ

۱-مبتدی سالک لا الہ سے لا معبود الا اللہ کا تصور کرے۔

۲-متوسط سالک لا مقصود الا اللہ کو سامنے رکھے۔

۳-منتہی سالک لا موجود الا اللہ کو مطمع نظر بنائے۔

سیر فی اللہ: جب سالک سیر الی اللہ طے کر لے تو سیر فی اللہ میں قدم رکھے یہاں لا موجود الا اللہ کا تصور کفر خیال کیا جاتا ہے۔ اس مقام پر ذکر میں ہیشگی کے لئے انتہائی جدوجہد اور کوشس کرنی چاہئے۔ ذکر کسی بھی صورت کسی بھی حال میں ترک نہ کیا جائے۔ کھڑے' بیٹھے' سوتے' باتیں کرتے الغرض کسی بھی وقت ذکر سے غافل نہ رہے تاکہ جمعیت خاطر حاصل ہو جائے۔

مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک وصول الی اللہ کا دوسرا طریقہ

توجہ مراقبہ پر مبنی ہے۔

اللہ کو ایک نور بسیط کی صورت تصور کرے۔ جس نے تمام موجدات علمیہ اور غیبیہ کو احاطہ کر رکھا ہے۔ پھر اسے اپنی بصیرت کے سامنے لائے اور اس تصور کے ساتھ دل کی طرف متوجہ ہو تا کہ معنی مقصود ظاہر ہو جائیں۔ مراقبہ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے قلب صنوبری کا مراقبہ کرے اور اس میں کوئی خطرہ نہ آنے دے۔ یہاں تک کہ اسے اپنے قلب حقیقی کا ربط آسان ہو جائے۔ دوسرے راستوں کے مقابلہ میں مراقبہ کا راستہ جذبہ الٰہیہ کا قریب ترین راستہ ہے۔ مراقبہ کے ذریعہ ملکوت میں تصرف کرنا۔ لوگوں کے دلوں کی باتیں معلوم کر لینا دوسرے کو نظر سے عطا کر دینا یا اس کے باطن کو روشن کر دینا ایسی تمام باتیں ممکن ہیں۔

وصول الی اللہ کا تیسرا طریقہ مرشد سے رابطہ ہے

ایسا مرشد جسے مقام مشاہدہ حاصل ہے اور وہ تجلیات ذاتیہ سے بہرہ ور ہے۔ اگر ایسے بزرگ کی صحبت میسر آ جائے اور صحبت کے اثرات محسوس ہوں تو شیخ کی

صحبت میں مداومت اختیار کرنا چاہئے۔ شیخ کی صورت کا تصور کر کے قلب کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اس طرح فنا کی منزل حاصل ہو جاتی ہے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانیؒ کے گیارہ کلمات قدسیہ

۱- یاد کرد: ذکر زبانی ہو یا قلبی سالک ہمیشہ ذکر میں مشغول ہے۔

۲- بازگشت: جب ذاکر ذکر قلبی سے فارغ ہو تو کہے۔ الٰھی انت مقصودی و رضائک مطلوبی.

۳- نگاہ داشت: مراقبہ سے دل کے خطرات کی نگہبانی کرے۔

۴- یادداشت: ذوق کے حوالہ سے ہمیشہ حضور مع الحق کی کیفیت حاصل ہو۔

۵- ہوش دردم: کوئی دم ذکر سے غافل نہ ہو۔

۶- سفر در وطن: اپنی ذات میں بری صفات کو ترک کر کے اچھی صفات کی طرف عروج کرے۔

۷- نظر برقدم: سالک نظر ہمیشہ اپنے قدموں پر رکھے تا کہ توجہ منتشر نہ ہو۔

۸- خلوت در انجمن: سالک ظاہراً مخلوق کے ساتھ باطن خالق کے ساتھ رہے۔

۹- وقوف زبانی: اپنے وقت کا محاسبہ کرے۔ اگر یاد اللہ اور نیک کاموں میں گذرا ہو تو شکر ادا کرے اور اگر برے اعمال میں گذرا ہو تو استغفار کرے۔

۱۰- وقوف عددی: ذکر قلبی میں گنتی اور طاق اعداد کا لحاظ رکھے۔

۱۱- وقوف قلبی: اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور قلب حاصل کرے تا کہ دل کو غیر سے کوئی غرض نہ ہو۔

شیخ عبدالاحد لکھتے ہیں کہ پانچ لطائف انسانی یہ ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی اور

اخفیٰ ۔ یہ عالم امر ہیں۔ان کا مقام فوق العرش ہے۔اسے لامکان اور عالم ارواح بھی کہتے ہیں۔قلب سینہ کے بائیں طرف پستان کے دو انگل نیچے ہے۔روح کو اس کے مقابل دائیں طرف رکھا گیا ہے۔لطیفہ سر قلب کے اوپر کی جانب اور لطیفہ خفی روح سے اوپر کی جانب ہے اور لطیفہ اخفیٰ سینہ کے عین درمیان روح اور اخفی کے درمیان ودیعت فرمایا گیا ہے۔ان میں سے ہر ہر لطیفے کی ولایت ایک نہ ایک اولوالعزم پیغمبر کے زیر قدم ہے۔

ولایت قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور لطیفہ قلب کے نور کا رنگ زرد ہے۔

ولایت روح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور لطیفہ روح کے نور کا رنگ سرخ ہے۔

ولایت سر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور لطیفہ سر کے نور کا رنگ سفید ہے۔

ولایت خفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور لطیفہ خفی کے نور کا رنگ سیاہ ہے۔

ولایت اخفیٰ حضرت خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے اور لطیفہ اخفیٰ کے نور کا رنگ سبز ہے۔

نفس خبیثہ کا تعلق عالم خلق سے ہے۔اس کا محل دماغ ہے۔وہ بالذات شرارت و خباثت سے متصف ہے۔اس نے اپنے آپ کو لطیفہ نفیسہ بنا کر تمام اعضاء و لطائف پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔شیطان سے مل کر تمام لطائف و اجزاء کو بری عادات و خصائل سے داغدار کر دیا ہے۔جب نفس پاک وصاف ہو جاتا ہے تو ولایت کا مرتبہ عظیم مشاہدہ اور مقام رضا سے مشرف ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ قلبی، روحی

سری، خفی، اخفیٰ طے کرنے کے بعد نقشبندی حضرات نفسی کی اصلاح کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا کہ فناء کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت وجود ظلمانی طبیعی سے فنا اور دوسری صورت وجود نورانی روحانی سے فناء۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لئے نور وظلمات کے ستر ہزار حجابات ہیں۔

نقشبندیہ سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ایک الگ اور منفرد مقام ہے۔ پہلے آپ وحدت الوجود کے قائل تھے بعد ازاں وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا۔ جس کا تفصیلی ذکر آئندہ صفحات میں کیا جا رہا ہے۔

نقشبندی صوفیاء قلب اور روح، سر، خفی اور اخفیٰ کی باطنی قوت سے توجہ کر کے سالک کے دل کو حرکت میں لے آتے ہیں۔ بعض کی بیماری سلب کر لیتے ہیں، بعض کو ذکر عطا کر دیتے ہیں۔

اشغال سلسلہ سہروردیہ

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے مرید حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکریا ملتان شریف نے ہندوستان میں سلسلہ سہروردیہ کی بنیاد رکھی۔ اس سلسلہ کے مشائخ صوفیاء اپنے تمام اوقات کو تقسیم کر کے اعمال بجالاتے ہیں۔

خرقہ: مرشد اپنے مرید کو خرقہ عطا کرتا ہے۔ خرقہ کی بیعت کی سند حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تک مسلسل ہے۔

صبح صادق کے اوراد: صبح صادق طلوع ہو تو شہادت کی تجدید کرتے ہیں۔ اس کے بعد صبح کی دو رکعت سنت ادا کرے۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ پڑھے۔ اس کے بعد کم از کم ایک سو بار سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللهَ پڑھے۔

پھر جس قدر ممکن ہو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور سنت و فرض کے درمیان دعا ماثورہ پڑھے۔

اس کے بعد فرض نماز باجماعت پڑھے۔ فرضوں کے اپنے معمول کے ورد اوراد وظائف پڑھے۔ بعد ازاں لا الہ اِلَّا اللہ کا ذکر کرے۔

سر کو ناف پر جھکائے یہی طہور نفس کی جگہ ہے اور وہاں سے لا الہ نکالے اور دائیں کندھے پر لائے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اعتراف کرے اور اِلَّا اللہ کی ضرب پوری ہمت و قوت سے قلب صنوبری پر مارے۔ تاکہ آتش ذکر کی حرارت دل کو پہنچے اور دل پر واقع چربی پگھل جائے۔ اس چربی کے جلنے اور پگھلنے کی ایک

مخصوص بو ہے۔ اس آگ کے پیچھے ایک نور ہے۔ اس نار اور نور کا اثر گاڑھے خون پر ہوتا ہے۔ جو حیات حیوانی کا سرچشمہ ہے۔

حاضر کرنا: ذاکر کو چاہئے کہ نفس یعنی سانس کو دل پر حاضر کرے اور اِلَّا اللّٰہ کا ایک دائرہ بنائے جو قلب کو محیط کرے۔ اس میں نفی کے مقابلہ میں اثبات کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔

مبتدی لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ سے مراد لا معبود الا اللّٰہ کی نیت کرے۔

متوسط لا مطلوب الا اللّٰہ یا لا مقصود الا اللّٰہ کی نیت کرے۔

مخلوق کی محبت دور کرنے کے لئے لا محبوب الا اللّٰہ دھیان میں رکھے۔ کشف وکرامات کے اظہار سے پرہیز کرے۔

بعض صوفیاء جس دم سے سانس کو دل پر حاضر کر کے باقاعدہ گنتی کرتے ہیں۔ یہ ہندو جوگیوں کا طریقہ ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

مذکورہ مراقبہ: جب سورج چڑھ جائے تو سالک کو چاہئے کہ ذکر کو چھوڑ کر مذکور کا مراقبہ کرے اور تصور کرے کہ اللّٰہ تعالیٰ کی نظر میری ذات کے ذرّے ذرّے کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس طرح سالک حق تعالیٰ کے قرب کا ادراک حاصل کرے۔

تلاوت قرآن مجید: بعد ازاں دو رکعت اشراق پڑھے۔ ذکر کرے اور دعا مانگ کر قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ یوں سمجھے کہ گویا اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہے۔ یا اللّٰہ اپنا کلام خود بول رہا ہے۔ قرآن مجید کی قرأت انتہائی حضوری قلب' صفائے باطن' ادب واحترام اور خشوع وانکساری کے ساتھ کرے۔ ایک یا دو پارے تلاوت کرے۔ اس سلسلہ میں چلہ کشی بھی کی جاتی ہے اور تمام نماز چاشت اور دیگر نمازیں پڑھتا رہے اور ذکر اور ورد وظائف بھی کرتا رہے۔

چلہ کشی: سالک کو مسجد میں بیٹھ کر جملہ وظائف' ذکر اذکار' مراقبہ اور تلاوت قرآن مجید کا چلہ بھی کروایا جاتا ہے۔

سلسلہ قادریہ کے اشغال

ہندوستان میں قادریہ سلسلہ میں تین واسطوں سے پھیلا۔

سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے آپ کے پوتے پڑپوتے نسل درنسل ہندوستان میں تشریف لائے اور قادریہ سلسلہ کی بنیاد رکھی۔ دہلی میں پیر عبدالرحمٰن قادری جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ بغداد الجدید میں حبیب شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ بٹالہ شریف میں سید فاضل شاہ گیلانی۔ اوچ شریف میں سید عبداللہ شاہ گیلانی۔ خوشاب میں احمد شاہ محمود شاہ گیلانی۔ کلر کہار میں گیلانی بہت مشہور ومعروف بزرگ ہوگزرے ہیں۔

محی الدین ابن عربی نے قادریہ سلسلہ میں وحدت الوجود کی بنیاد رکھی۔

قادری سلسلہ دواقسام کا ہے۔

۱- زاہدی قادری۔

۲- سروری قادری۔

زاہدی قادری: طریقہ آٹھ قسم کے اعمال پر مشتمل ہے۔

اوّل کلمہ طیبہ کا ذکر جہر

دوم نفی اثبات پاس انفاس اور اللہ ھو کا ذکر

سوم مراقبہ

چہارم تصور شیخ

پنجم سماع

ششم دیگر ورد وظائف اوراد تلاوت قرآن

ہفتم دعائے سیفی اور قصیدہ غوثیہ کا ورد اور چلہ

زاہدی قادری طریقہ میں شیخ محی الدین ابن عربی نے وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا کہ سب اللہ ہی اللہ ہے۔ ماسوئ اللہ کچھ نہیں یہ دنیا زائل ہو جانے والا سایہ ہے یعنی آدمی ہی اللہ ہے۔ اس کا تفصیلی جائزہ آئندہ لیا جا رہا ہے۔

قادر قلندر

سروری قادری وہ ہے جس کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دست بیعت فرما کر یا اس کی دستگیری کر کے غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرما دیں اور قلندر وہ ہے جو فنا فی علی رضی اللہ عنہ ہونا چاہتا ہو۔ جسے علی رضی اللہ عنہ دست بیعت کر کے یا اس کی دستگیری کر کے سید عبدالقادر جیلی الحسنی والحسینی کے سپرد فرما دیں۔

کہا جاتا ہے کہ دنیا میں اڑھائی قلندر سید شرف بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پت' حضرت عثمان مروندی المعروف شہباز قلندر سیہون شریف اور رابعہ بصری رضی اللہ عنہا عورت ہونے کے ناطے نصف قلندر ہے۔ فقیر کے نزدیک رابعہ بصری قلندر نہ تھیں۔ قلندر مستی میں ہوتا ہے۔ اس پر ظاہری شریعت کی پابندی ساقط ہو جاتی ہے جبکہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا ہر رات ایک ہزار نفل ادا کرتیں۔ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اُس وقت تک جمعۃ المبارک کا خطبہ شروع نہ کرتے جب تک رابعہ بصری نماز جمعہ کے لئے مسجد میں تشریف نہ لے آتیں۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا میں ہاتھیوں کی خوراک چیونٹیوں کے آگے کیسے ڈال سکتا ہوں۔

پانی پت (ہندوستان) میں سید شرف بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں۔ پاکستان میں عثمان مروندی المعروف شہباز قلندر سیہون شریف سندھ میں اور لال

بادشاہ قلندر مری سوراسی شریف میں ہو گذرے ہیں۔ حضرت بوعلی قلندر نے فنا فی علی رضی اللہ عنہ کا تصور بارہ سال تک دریا کے پانی میں کھڑا ہو کر کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کو دست بیعت کر کے غوث الاعظم کے سپرد کیا۔ اس طرح آپ قادری قلندر کہلائے' جب تصور کی ریاضت میں بارہ سال گزر گئے تو بارگاہ کبریا سے ارشاد ہوا: اے شرف تو کیا چاہتا ہے؟ عرض کیا :علی کر دیجئے' جواب ملا یہ نہیں ہو سکتا۔ دو سال اور گذر گئے پھر پوچھا گیا کیا چاہتا ہے؟ حکم ہوا علی تو نہیں ہو سکتے البتہ بوئے علی تم سے آیا کرے گی۔ اسی لئے بوعلی قلندر مشہور ہوئے۔

آپ کے ایک خادم کو گورنر پانی پت کے ایک سپاہی نے کوڑا مار دیا۔ جب آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے ایک ٹھیکری پر کوئلے سے یہ حکم لکھ کر دہلی کے شہنشاہ کو بھجوا دیا۔

باز خواں ایں حاکم بد گو تیرے
ورنہ بخشم ملک تو باد دیگرے

جب بادشاہ کو یہ حکم نامہ ملا تو ننگے پاؤں پانی پت کی طرف بھاگ کھڑا ہوا اور بار بار یہ کہہ رہا تھا۔ سرکار میں نے ظالم گورنر کو تبدیل کر دیا۔ بادشاہ کی فوجیں بعد ازاں اُس سے آملیں۔

قلندروں پر مستی کے عالم میں احکامِ شریعت ساقط ہو جاتے ہیں اور کچھ باز پرس نہیں ہوتی۔ لیکن آپ احکامِ شریعت کا بہت ادب و احترام کرتے تھے۔ آپ تین سال تک استغراقی کیفیت میں ایک درخت کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے رہے آپ کی داڑھی اور مونچھیں بہت بڑھ گئیں۔ کوئی شخص ڈر کی وجہ سے آپ کے پاس نہ آتا۔ پانی پت کے قاضی ثناء اللہ جو اپنے وقت کے بڑے جید عالم ہو گزرے ہیں۔ آپ کے پاس آئے اور یہ کہا قلندر پاک شریعت کے نام پر آپ کی داڑھی اور

مونچھیں درست کر رہا ہوں۔ آپ نے مطلق آنکھیں نہیں کھولیں۔ اور نہ ہی ہوں ہاں کیا۔ ساکت پڑے رہے۔ جب قاضی صاحب آپ کی داڑھی شریعت کے مطابق سنوار کر چلے گئے تو آپ نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیر کر دیکھا اور کہا کیسی مبارک مونچھیں اور داڑھی ہے جن پر شریعت کی راہ میں قینچی چلائی گئی اور کئی روز تک اسی بات کو دہراتے رہے۔

حضرت عثمان مروندی المعروف شہباز قلندر

شہباز قلندر نے فنا فی علی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ غلامی اختیار کی ہے۔

ع قلندرم مستم بندۂ مولا علی ہستم

آپ نے اپنے کان میں مولا علی کی غلامی کا حلقہ پہنا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو دست بیعت کر کے غوث الاعظم کے سپرد کیا۔ آپ کو شہباز قلندر کا خطاب دیا اور آپ قادر قلندر کے مرتبہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔

سید لال شاہ قلندر سوراہی شریف والے

اولاد علی کے علاوہ کوئی دوسرا قلندر نہیں ہوا۔ سید لال شاہ قلندر مری میں ہوئے ہیں۔ آپ فنا فی ذات علی کی بجائے اسم علی کے حروف میں فناء تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ رانا ٹاؤن مرید کے چک نمبر 40 میں عبدالرشید مستانہ جو میرا دوست تھا' کا مزار ہے۔ اُس نے مجھے بتایا تھا کہ لال بادشاہ نے ایک لقمہ روٹی اپنے منہ میں چبا کر مجھے کھلایا تھا۔ بس اُسی لقمہ کی مستی آج تک چڑھی ہوئی ہے۔ جو شخص بھی آپ کے پاس آتا آپ اس کے باطنی حالات سے آگاہ ہو کر اسی قسم کا کلام شروع کر دیتے اور بعض لوگوں کو گالیاں بھی دیتے۔ ظاہری زندگی میں تو فقیر نے آپ کی زیارت نہیں کی۔ البتہ جب آپ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے چند سال قبل گیا تو آپ تین دن رات ہر وقت میرے ساتھ رہے۔

آج کل کے زمانہ میں جو شخص شریعت کا تارک ہونا چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو قادر قلندر کہنے لگتا ہے اور بعض نفسانی لوگ قلندر کے نام ڈھول کی تھاپ پر دھمال ڈال لینا ہی دین کی معراج خیال کرتے ہیں۔

متعصب ہندوؤں نے بعض ایسے محاورے اُردو میں داخل کردیے ہیں جو کھلی کھلی اسلام کی تضحیک ہے۔لیکن ہم بلاشعور بے دریغ ان محاوروں کو استعمال کررہے ہیں۔ اہل علم لوگوں کے لئے لمحہ فکر یہ ہے کہ وہ ایسی باتوں کی نشاندہی کرکے اُردو لٹریچر سے اُنکو خارج کیا جائے۔

جنید نہ جنید گل ...... ' ریچھ نچانے والے کو قلندر کہتے ہیں حالانکہ وہ مچھندر ہیں' قلندر نہیں۔آنتوں کا قل ھو اللہ پڑھنا کیسی غلط بات ہے۔حجام کو خلیفہ کہہ کر خلافت کی تضحیک اُڑائی جاتی ہے۔

سروری قادری سلسلہ
حق باھو سلطان رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱۳۹ تا ۱۲۰۲ ہجری)

قادری سلسلہ میں دوسرا طریقہ سروری قادری ہے: ہندوستان میں اس سلسلہ کے بانی حضرت سلطان باھُوولد محمد بازید رحمۃ اللہ علیہ قوم اعوان ساکن قرب و جوار قلعہ شورکوٹ حال ضلع جھنگ ہیں۔ تصوف میں رام اور رحیم کو معاذ اللہ ایک کہنے اور مغلیہ حکومت کی سطح پر دین الٰہی دین اکبری کی پذیرائی کرنے والوں کے خلاف مجدد الف ثانی ” نے جہاد کیا۔ احیائے شریعت کی خاطر شریعت پر زور دیا۔ باغ شریعت میں جو بھی جھاڑ جھنکار اور کانٹے پیدا ہو گئے تھے ان کو جڑ سے اکھاڑ کر مسلمانوں کو شریعت کی راہ پر ڈال دیا۔ یہ شریعت کی ابتدائی ٹریننگ کی طرف رجوع تھا جبکہ سلطان العارفین باھو سلطان نے شریعت کی بنیاد پر فقر کی عمارت تعمیر کی اور بتا دیا کہ شریعت ہی ابتداء ہے اور شریعت ہی انتہاء۔

ہر مراتب از شریعت یافتم
پیشوائے خود شریعت ساختم

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت کی اتباع میں زندگی بھر ایک مستحب تک ترک نہیں کیا اور صوفیاء کے ایسے انتہائی عقائد یا اقوال جن سے شرک کی بو آتی ہے کو اس انداز میں بیان کیا ہے کہ ہر حال میں شریعت کو ہی مدنظر رکھا ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سُبۡحَانِیۡ مَا اَعۡظَمَ شَانِی“ میری ذات پاک ہے اور میری شان سب سے بلند ہے کے مقابلہ میں رسالہ روحی شریف میں ارشاد ہوا۔ ”درمہد ناز سبحانی ما اعظم شانی“ اللہ کی شان سب سے بلند ہے ہم اس کے ناز سبحانی کے پنگھوڑے جھولنے والے ہیں۔ اسی طرح منصور کے نعرہ ”انا الحق“ میں ہی حق ہوں کے جواب میں فرمایا: ”من الحق بالحق“ حق کی جانب سے حق دوسری جگہ

ارشاد ہوا۔ ''تو نمی دانی کہ باھو باخدا است'' کیا تو نہیں جانتا کہ باھو باخدا ہے۔
ایک اور مقام پر آپ نے اپنے آپ کو مع ھو فرمایا۔
اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحدت کے مقام میں
انت انا و انا انت کہا۔ تو میں ہے اور میں تو ہوں۔
تو عین ما ھستی ما عین تو ھستیم تو میری عین ہے اور میں تیری عین ہوں۔
در حقیقت حقیقت مائی (مقام) حقیقت میں تو میری حقیقت ہے۔
در معرفت یار مائی (مقام) معرفت میں تو میرا یار ہے۔
در ھو صیر ورت سر یا ھو ھستی (مقام) ھو میں تو یا ھو کا سر اور معشوق ھو ہے۔
مقامِ فنا فی الرسول میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان العارفین کو مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر الزمانی کا خطاب دیا۔
سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک وسیلہ حضرت علی علیہ السلام میں۔
آپ کے مرشد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے کھلی آنکھوں ظاہری وجود سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰ
فرزند خود خواند است مارا مصطفیٰ

آپ فرماتے ہیں کہ جب مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ''خُذْ بِیَدِی'' میرے ہاتھ پکڑو فرمایا اور میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اسم ذات اور کلمہ طیبہ تلقین فرما کر مجھ پر توجہ فرمائی۔ تو زمین و آسمان کا ایک ایک ذرہ مجھ پر روشن ہو گیا۔ مرشد ہو تو ایسا ہو۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے توجہ دی تو

وجود میں صدق و صفاء مکمل ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی توجہ سے عدل اور محاسبہ نفسی کی انتہاء ہو گئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے توجہ دی تو حیا اور سخا تکمیل پذیر ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ نے توجہ دی تو علم، شجاعت، فقر اور حلم میں فنا فی علی رضی اللہ عنہ کا مقام حاصل ہو گیا۔ پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر اپنے گھر فاطمہ زہرہ سلام اللہ علیہا کے پاس لے گئے اور فرمایا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہ یہ میرا نوری حضوری فرزند باھو ہے۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا یہ میرا بھی بیٹا ہے اور ایک پیالہ نوری دودھ سے لبریز آپ کو دیا جس کے پینے سے سلطان العارفین نور علی نور سے بھرپور اور مسرور ہو گئے۔ گھر میں حسنین کریمین بھی موجود تھے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر دونوں شہزادوں کی قدم بوسی کی اور ان کی غلامی اختیار کی تو انہوں نے فقر کا تاج آپ کے سر پر رکھ دیا۔

خاپائم از حسین ؓ و از حسن ؓ
معرفت گشت است بر من انجمن

گھر سے باہر تشریف لا کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان العارفین کو سیدنا غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا اور فرمایا باھو کا مرشد تو میں ہوں۔ مرید یہ آپ کا ہے۔ قادری سلسلہ میں سروری قادری سلسلہ کا بانی ہے۔ پس سروری قادری اس کو کہتے ہیں جسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دست بیعت فرما کر تعلیم و تلقین فرمائیں۔ کبائر صحابہ کی نظر سے اسے فیضان حاصل ہو۔

فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہا اسے اپنے بیٹا قرار دیں۔

حسنین کریمین اسے تاج فقر پہنائیں۔

اور قادری سلسلہ میں فیضان قادری کا وارث ہو۔

یہ سلطان العارفین کا مقام ہے۔ اب سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں جو بھی آپ کا طالب مرید ہوتا ہے اور آپ کے سلک سلوک پر عمل کرتا ہے اسے سروری قادری طالب کہتے ہیں۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی بجائے فقر فخر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے۔ آپ نے تیس سال تک مرشد کامل کی تلاش کی۔ اپنے لئے نہیں۔ صرف مرشد کے معیار کی تصدیق کے لئے لیکن آپ کو کوئی مرشد ایسا نہ ملا' مل بھی کیسے سکتا تھا۔ جبکہ آپ کے مرشد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ایسا مرشد کہاں ملتا۔ غلط فہمی سے لوگوں نے آپ کو پیر عبدالرحمان دہلوی قادری کا مرید ہونا بیان کرنا شروع کر دیا ہے۔ جو کسی حوالہ سے بھی درست نہیں ہے۔ آپ دہلی ضرور تشریف لے گئے اور پیر عبدالرحمان سے ملاقات بھی کی لیکن پیر عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی کے پوتے اور قادری سلسلہ میں ایک بہت بڑے بزرگ ہو گزرے ہیں لیکن سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں آپ کا مقام ایسا نہیں ہے کہ آپ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کو دست بیعت کرتے۔ یہ غلط فہمی حامد سلطان مدظلہ العالی کی کتاب مناقب سلطانی سے پیدا ہو گئی ہے۔ جس میں آپ نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اور پیر عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات میں پیر صاحب کو مرشد کامل کہا ہے۔ حالانکہ اس سے مراد صرف مرد کامل ہے اسی کتاب میں دوسری جگہ حامد سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا کھلی آنکھوں اسی وجود کے ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دست بیعت ہونا بیان کیا ہے۔ پس اب اس غلط فہمی کو رفع کر دینا چاہئے کہ آپ نے پیر عبدالرحمان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دست بیعت کیا تھا۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک طالب حق کی تلاش میں بھی

سرگرداں رہے تاکہ اس کو فقر عطا کر کے اپنی گردن سے دوسروں تک پہنچانے کے حکم کا بوجھ اتار سکیں مگر افسوس آپ کو ایسا طالب بھی نہ ملا جو فقرائے مہاجرین مکہ کی طرح اپنا مال جان اولاد راہ خدا میں خرچ کر کے اللہ و رسول کا طالب ہوتا۔ اس لئے آپ نے ایک صد چالیس کتابیں فقر فخر محمدی کے موضوع پر فارسی زبان میں تحریر کیں۔ ۱۰۳۹ھ تا ۱۱۰۲ھ کا درمیانی زمانہ اورنگ زیب عالم گیر کا عہد حکومت تھا۔ یہ ایک صد چالیس کتابیں درحقیقت ایک سو چالیس مقامات فقر ہیں۔ جس سے ہر کتاب میں مزید اسباق دراسباق موجود ہیں۔ ابیات باھوتو ہر مذہب وملت کے لوگ سنتے اور عشق الٰہی میں اپنے سر کو دھنتے ہیں۔ جب کوئی ایک طالب نہیں ملا تو یہ کتابیں طالبوں کے لئے مرشد کامل کا کام دیتی ہیں تاکہ ہر طالب اپنی استعداد کے مطابق اس لامحدود علم کے بحر بے کراں سے اپنی پیاس بجھالے اور نور کے اس سرچشمہ سے اپنی استعداد کے مطابق حصہ حاصل کر لے۔ فرمایا جو کوئی اس کتاب سے دینی و دنیاوی خزانوں کا تصرف حاصل نہیں کرتا اس کے زوال کا وبال اس کی اپنی گردن پر ہے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی چند کتابوں سے اخذ اقتباسات پیش ہیں۔

نور الہدیٰ خورد

ریاضت

ریاضت کی دو اقسام ہیں۔

ایک فنائے نفس کے لئے۔ دوسری ریاضت نام و ناموس۔ رجوعات خلق۔ نفسانی خواہشات زلف وخال کی مستی۔ حسن وعشق کی قیل وقال۔ سرود سماع۔ دیوانہ ہو کر سروپا سے ننگے رہنا۔ داڑھی منڈوانا۔ (چاروں ابرو چٹ کروانا) آہیں بھرنا۔

رونا۔ کپڑے پھاڑ ڈالنا۔ ادھر ادھر بھاگتے پھرنا۔ شراب پینا اور نماز کو ترک کر دینا۔ یہ سب خام مرشد اور (ناتمام) طالب کی نشانیاں ہیں۔

طالب کی صفات

اوّل حافظ قرآن۔ دوم فضیلت تمام۔ سوم حوصلہ وسیع۔ چہارم ہر علم سے باخبر۔ پنجم صاحب دانش آثار۔ وگرنہ ہزاروں جاہلوں کو ایک ہی نظر سے دیوانہ کر دینا کون سا مشکل اور دشوار ہے۔

علم

علم کو اگر نفس کی پیروی کے لئے پڑھا جائے تو وہ سانپ بن کر ڈس لیتا ہے اور اگر روح کی تجلی کے لئے حاصل کیا جائے تو یار بن جاتا ہے۔ عالم وہی ہے جو حق کو بحق پہنچا دے اور باطل کو باطل کر دے علم رفیق انیس ہے اور بے علم زاہد ابلیس ہے۔ علم مونس جان ہے۔ زاہد بے علم شیطان ہے۔ اللہ کی راہ کو نہ علم سے تعلق ہے نہ جہالت سے۔ وہ محض محبت خاص باخلاص ہے۔ جیسا کہ اصحابِ کہف کا کتا۔ اگر یہ راہ علم سے حاصل ہوتی تو بلعم باعور کو حاصل ہوتی۔ اگر اطاعت و بندگی سے ہوتی تو ابلیس لعنتی نہ ٹھہرایا جاتا۔

فقیر چھ اقسام کے ہوتے ہیں۔

اوّل فقیر توفیقی۔ دوم فقیر طریقی۔ سوم فقیر تحقیقی۔ چہارم فقیر زندیقی۔ پنجم فقیر تفریقی۔ ششم فقیر حقیقی۔

قلبی ذکر

جان لینا چاہئے کہ اکثر لوگ خود کو قلبی ذاکر کہتے ہیں اور دل کی جنبش کو قلب جانتے ہیں وہ سانس کو روک کر (حبس دم) سے دل کو اوپر نیچے کھینچتے ہیں اور اس کو حبس کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں کیونکہ یہ حبس نہیں (فعل) عبث ہے۔ اگر چہ اس

(عمل) سے قلب جنبش کرنے لگے۔ سب اعضاء ہر رگ و مو۔ گوشت پوست۔ مغز و استخواں۔ ذکر اللہ جہر کرنے لگیں۔ تب بھی اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ اس کو قلبی ذکر نہیں کہہ سکتے۔ یہ تو ذکر کی گرمی سے تپ لرزہ (کی لرزش) وجود میں پیدا ہو گئی ہے۔ اگرچہ یہ حرکت دائمی ہو جب تک مشاہدہ نہ ہو (ذکر قلبی) ناتمام ہے۔

مومن کے دل میں دس باغ ہوتے ہیں۔

اوّل باغ توحید۔ دوم باغ شریعت۔ سوم باغ صبر۔ چہارم باغ توکل۔ پنجم باغ ذکر۔ ششم باغ فکر۔ ہفتم باغ معرفت۔ ہشتم باغ مذکور۔ نہم باغ قرب حضور۔ دہم باغ وصال۔ طالب اللہ کو چاہئے کہ صبح شام اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور باغ میں جو کانٹے نظر آئیں ان کو دور کرتا رہے۔ یہ کانٹے کفر و بدعت، غفلت، جہل، حرص، حسد، کبر، بخل، ریا کے ہیں ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے تاکہ طالب کا نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جائے۔

غرق تین قسم کا ہے۔

ایک غرق وصال ہے۔ جو فانوس خیال کی مثل ہوتا ہے۔

دوم غرق بعین جمال ہے۔

سوم غرق فنافی اللہ پیوستہ ذات لازوال ہوتا ہے۔

صاحب قلب روٹی تو اس جہان کی کھاتا ہے مگر کام اُس جہان کا کرتا ہے۔

بعض فقیر تارک دنیا حصول دنیا کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مجھے دنیا کے دام و درم لی ں۔ ہے اور میرے پاس جو بھی نقد و جنس مال متاع ہے۔ یتیموں، مسکینوں، بیوہ عورتوں اور مستحق مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہ سب مکر و فریب اور شیطانی حیلہ ہے۔

فقیر کے تین قدم

فقیر پہلا قدم ازل سے اٹھا کر دنیا پر رکھ دیتا ہے۔

فقیر دوسرا قدم دنیا سے اٹھا کر عقبیٰ پر رکھ دیتا ہے۔

فقیر تیسرا قدم عقبیٰ سے اٹھا کر دیدار پروردگار انوار تجلیات ذات میں مشغول ہو جاتا ہے۔

فقیری سید۔ قریشی کے عرف سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ یہ عرفان ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔

تین مشکل ترین کام

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین کام بہت مشکل ہیں۔

اوّل ذکر الٰہ جو ہر حال میں جاری ہے۔

دوم مومن بھائی سے صلح کرنا۔

سوم نفاق نفس کے خلاف عمل کرنا۔

نفس

جان لو! کہ نفس گناہ کے وقت کافر۔ شہوت کے وقت چوپایہ۔ سیری کے وقت فرعون بھوک کے وقت دیوانہ کتا بن جاتا ہے۔ اسی طرح عارفوں کے نفس کی بھی چار خصلتیں ہیں۔ گناہ کے وقت باخبر۔ بھوک کے وقت باصبر۔ سیری کے وقت باسخا۔ شہوت کے وقت باشعور رہتا ہے۔

اگر گناہ کے وقت نفس کو کہا جائے کہ خدا تعالیٰ حاضر ناظر ہے۔ اس سے خوف کھا اگر کہیں تو پیغمبر صاحب کی شفاعت سے محروم نہ رہ جائے۔ اسے جان کنی سے ڈرایا جائے۔ تلخی عذاب قبر سوال جواب نکیرین کی سختی۔ دوزخ کی آگ۔ اعمال نامہ کی حقیقت پل صراط۔ جنت کی نعمات دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کی نوید بھی سنائی

جائے تو بھی وہ گناہ سے باز نہیں آتا۔

امیر الکونین

اولی الامر کون؟

اولی الامر فقیر ہے۔ اگر بادشاہ چاہے اور عمر بھر کوشش بھی کرتا رہے کہ فقیر ولی اللہ کی ملاقات کرے۔ تو فقیر کی مرضی ہے کہ وہ اسے ملے یا نہ ملے لیکن اگر فقیر ولی اللہ بادشاہ سے ملاقات کرنا چاہے تو وہ قربِ الٰہ کی توجہ سے بادشاہ کو جذب اور توجہ سے اس طرح کھینچتا ہے کہ بادشاہ ننگے پاؤں عاجزی کے ساتھ حلقہ بگوش غلام کی مانند بھاگتا ہوا حاضر ہو جاتا ہے۔ پس بادشاہ فقیر ولی اللہ کی قید میں ہوتا ہے۔ اس لئے وہی اولی الامر ہے۔

جس کسی کو فنا فی اللہ اور قرب اللہ سے مقام لی مع اللہ حاصل ہے۔ اس کو عمل جوارح ذکر فکر ورد وظائف کی طرف رخ کرنا گناہ ہے۔

فقیر

فقیر بقا باللہ ذات کو کہتے ہیں۔ جو اس کی ذات میں خود کو حیات کر لیتا ہے۔ اپنے اوپر اثبات ذات کر کے غیر اللہ سے نجات پا لیتا ہے تو اس کے لئے ممات و حیات ایک ہو جاتی ہے۔

کامل و ناقص سلک سلوک

سلک سلوک کامل و سلک سلوک ناقص۔ کامل سلک سلوک میں قبض بسط۔ سکر صحو۔ ذکر فکر مراقبہ مکاشفہ بعیان نظر نگاہ ہوتا ہے۔ اس سلک سلوک کی ابتداء و انتہاء ایک ہی ہے یعنی قرب اللہ سے حضوری مشاہدہ۔ یہ معرفت وصال کی بنیاد ہے اور جو سلک سلوک ان صفات سے موصوف نہ ہو وہ ناقص ہے اور جو ریاضت امراء بادشاہ

کو مسخر کرنے کے لئے کی جاتی ہے اور جس میں ریاضت کا رنج و تکلیف شامل ہوتی ہے۔ ایسے لوگ گمراہی کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔

صاحب کن صاحب سخن

الست مع اللہ پیوست صاحب کن ہوتا ہے۔ جبکہ صاحب سلک سلوک صاحب سخن ہوتا ہے۔

عین العارفین

علم الیقین ابتدا محض علم مجوب۔ عین الیقین متوسط تجلیات نور اللہ مقام مجذوب حق الیقین منتہی از تصور تصرف اسم اللہ حق بحق غرق مقام محبوب۔ مخلوق سے دلداری۔ نفس اور اپنی ذات سے بیزاری۔ الانس باللہ والمتوحش من غیر اللہ (غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ)

ہرچہ خوانی از اسم اللہ بخواں
اسم اللہ باتو ماند جاوداں

ہر کہ کلمہ را با حقیقت یازدہ مقام خواند و در تفکر کلمہ در آید۔ کلمہ آں راچناں پاک کند کہ در وجود او ہیچ گناہ نماند۔

درویش کے لئے لازم ہے کہ کھانا حاضر الوقت ہو کر کھائے۔ کیونکہ اعمال کا بیج انسانی زمین قالب میں لقمہ ہی ہے۔ اگر غفلت سے بیج بوئے گا تو وجود میں غفلت ہی پیدا ہوگی۔ خواہ لقمہ حلال ہی کیوں نہ ہو۔ عقلمند بن۔ جب کسی کو دولت حاصل ہو جاتی ہے تو شہوت عقل کی خدمت گار ہو جاتی ہے اور جب وہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو اس کی عقل شہوت کی قیدی ہو جاتی ہے۔ تن پروروں کے لئے معدہ طعام کا مقام ہے۔ جو کچھ وہ کھاتا ہے اگر وجہ حلال سے ہے تو بندگی کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اگر مشتبہ ہے تو راہ حق اس پر پوشیدہ ہو جاتی ہے اور اگر حرام ہے تو اس سے گناہ پیدا

ہونے لگتے ہیں۔

صاحب دانش عقل کلی اس کو حاصل ہے جو آفات نفس کی پہچان کرتا ہے آفات نفس کی شناخت کر کے خلاف نفس (عمل) کرتا ہے اور خلاف نفس (محض) اللہ تعالیٰ کی خاطر تقویٰ اختیار کرنا ہے۔

قولہ تعالیٰ: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ○ (الحجرات: ۲۶-۱۳) بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہی ہے جو تقویٰ میں بڑھ کر ہے۔

اور تقویٰ کی بنیاد یہ ہے کہ اپنے نفس کو خواہشات سے روک لے اور جو نفس خواہشات سے رُک جاتا ہے۔ مطلق مطمئنہ ہو کر اس کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔

جو کوئی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات نہیں جانتا اور ممات کہتا ہے۔ وہ سست دین کذاب ہے ہے کیونکہ جو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ بے دین اور بے یقین ہے۔ وہ منافق تابع شیطان لعین ہے۔

زندگی برائے معرفت مولیٰ و بندگی ہے اور زندگی بے معرفت مولیٰ شرمندگی ہے۔

ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ روزہ رکھنا روٹی کا صرفہ ہے اور نماز نفل ادا کرہ بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ حج پر جانا جہان کی سیر کرنا ہے اور دل کو ہاتھ میں لانا مردوں کا کام ہے۔ وہ اہل زندیق ہیں۔ وہ راہ باطن، معرفت الٰہی اور درویشوں کے مراتب اور ذکر دل سے بے خبر ہیں۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ روزہ رکھنا جان کی پاکیزگی ہے۔ نماز نفل ادا کرنا خوشنودی رحمٰن ہے اور حج پر جانا سلامتی ایمان ہے اور جو کوئی عبادت سے منع کرتا ہے وہ شیطان ہے۔ دل کو ہاتھ میں لانا خاموں کا کام ہے اور کشف و کرامات سے مخلوق میں شہرت حاصل کرنا ناتماموں کا کام ہے۔ اپنے آپ سے فانی ہو کر عین بعین غرق مع اللہ ہونا مردوں

کا کام ہے۔ کیونکہ سالہا سال کی بندگی سے ایک دم کے لئے غرق وصال ہونا بہتر ہے۔

ذکر دو قسم کا ہے۔ ذکر با مذکور و ذکر فنا فی اللہ بغرق حضور۔

تقویٰ بھی دو قسم کا ہے۔ ظاہری تقویٰ۔ باطنی تقویٰ۔ ظاہری تقویٰ تو ریاضت ہے جس سے عوام میں شہرت مشہوری اور غوغا ہو جاتا ہے۔ باطنی تقویٰ سوزش دل۔ آتش ذکر سے جان کباب۔ مخلوق کے نزدیک عاجز احوال خراب اور خالق کے نزدیک غرق بحق حضور بے حجاب۔

جان لو! کہ نفس شہوت کے وقت دیوانہ مثل چوپایہ حیوان ہے۔ نفس غلبہ کے وقت شر شیطان ہے۔ بھوک کے وقت نفس درندہ بے اختیار حیران ہے۔ نفس سیر ہو کر فرعون دوران ہے۔ نفس بوقت سخاوت بخیل مثل قارون نافرمان ہے۔

کلید التوحید خورد

یہ کتاب مریدان صادق۔ تصدیق کے طالبوں۔ تحقیق کے عارفوں۔ اللہ تعالیٰ سے واصل رفیقوں۔ علمائے باتوفیق اور واحدانیت کے بحر عمیق میں غرق فنا فی اللہ فقیروں کے لئے کسوٹی ہے۔

حاضرات

جو مرشد ایک دم ایک قدم پر حاضرات کھول کر مشاہدہ نہ کرا دے وہ ناقص اور ناکمل مرشد ہے۔ اگرچہ وہ ریاضت میں ہے راز سے بے خبر ہے۔ اگرچہ مجاہدہ میں ہے مشاہدہ سے بے خبر ہے۔ اگرچہ دعوت میں ہے زند قلب سے بے خبر ہے۔ اگرچہ کشف میں ہے کشاف سے بے خبر ہے۔ اگرچہ کرامت میں ہے مگر کرم سے بے خبر ہے۔ بلکہ مقربین کے نزدیک گناہ کے درجہ میں ہے۔

وصال

وصال کی دو اقسام ہیں۔

ایک وصال وہ ہے جس میں تجلیات سے الہام ہوتا ہے۔

دوسرا وصال وہ ہے جس میں طالب تجلیات الٰہی میں غرق رہتا ہے۔

شیطان کی چوبیس بانگیں

۱- سرود۔ ۲- حسن پرستی۔ ۳- ہوائے نفسانی۔ ۴- شراب نوشی۔ ۵- بدعت۔ ۶- ترک نماز۔ ۷- طنبورہ رباب اور دیگر گانے بجانے کا سامان۔ ۸- ترک جماعت۔ ۹- غفلت۔ ۱۰- کبر و تکبر۔ ۱۱- حرص۔ ۱۲- انا۔ ۱۳- حسد۔ ۱۴- عجب خود بینی۔ ۱۵- نفاق (منافقت) ۱۶- غیبت۔ ۱۷- ریاکاری۔ ۱۸- کفر۔ ۱۹- جہل۔ ۲۰- کذب۔ ۲۱- بدظنی۔ ۲۲- نظر بد۔ ۲۳- افعال بد۔ ۲۴- طمع

یہ چوبیس بانگیں روز اوّل شیطان نے دی تھیں۔ دنیا میں جو کوئی ان بانگوں کو سن کر ان پر عمل کرتا ہے۔ وہ شیطان کی ذریت میں داخل ہو جاتا ہے۔

خاموشی

خاموشی مومنوں کا تاج ہے۔ اللہ رب العالمین کی رضامندی ہے۔ خاموشی عبادت کی کنجی ہے۔ جنت کا مقام اور اللہ کی رحمت ہے۔ شیطان سے بچنے کا طریقہ ہے۔ خاموشی انسان کی بہتری اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ خاموشی لوگوں سے نجات کا ذریعہ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ ہے۔ خاموشی توحید کے نور میں گم ہو جانے کا نام ہے۔ حضوری کے مشاہدہ میں غرق رہنے والے کو لاھوتی خاموشی والا کہتے ہیں۔ خاموشی دراصل جسم و جان کو چھوڑ کر لامکان میں غرق ہو جانے کا نام ہے اور جو خاموشی محض زبان بندی ہو وہ مخلوق کو اپنی طرف بلانے کے لئے ریاکاری اور مکاری ہے۔ ایسی خاموشی شیطان کا مکر اور نفس امارہ کا فریب

ہے۔

اولیاء ولی کی جمع ہے۔ ولی اللہ اسے کہتے ہیں جو چار قسم کی ظلمات سے نکلے۔

۱-ظلمات خلق ۔۲-ظلمات دنیا۔۳-ظلمات نفس۔۴-ظلمات شیطان

اور ان چار نوروں میں آئے۔

۱-نور علم ۔۲-نور ذکر۔۳-نور الہام۔۴-نور معرفت یا قرب حضور

موت

واضح رہے کہ طالب کے تمام مطالب خصوصی موت میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ انبیاء اولیاء اللہ کی مجلس کی محبت اور مشاہدے کی معرفت موت میں ہے۔ غرق فی اللہ ذات کی ملاقات۔ دیدار مولیٰ اور قرب حضوری کا معراج بھی موت میں ہے۔ جب تک طالب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ۝ کے مراتب حاصل نہیں کرتا۔ وہ محرم اسرار نہیں ہوتا۔

مراتب

مرتبے چار ہیں۔ اوّل فنا، دوم فناء فی الفناء، سوم بقاء، چہارم بقا بالبقاء۔

مجالستہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تجلیات

تجلی کی دو اقسام ہیں۔۱-نوری تجلی۔۲- ناری تجلی۔

نوری تجلی: نور اللہ، نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نور قلب، نور روح، نور ملائکہ یا نور خا کی اہل اسلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ جس سے اسے جمعیت قلبی، ترک دنیا، توکل،

صبر و شکر، ذوق و شوق، قناعت، توفیق الٰہی، طاعت و عبادت، ذکر و فکر، عشق و محبت، فنا و بقاء، غرق و استغراق، معرفت الٰہی، شریعت کا ظاہری و باطنی علم حاصل ہوتا ہے۔

ناری تجلی: اس سے نارنفس، غصہ و غضب عداوت و کینہ پیدا ہوتا ہے اور نار شیطانی سے حرص طمع، حب دنیا معصیت و گناہ پیدا ہو جاتا ہے۔ انائے فرعون اس کی طرف رخ کر لیتی ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ وہ نیکی بدی کی تمیز نہیں کر سکتا۔

وحدت کے تین نظریات

۱- ہمہ اواست۔

۲- ہمہ از اواست۔

۳- ہمہ اواست در مغز و پوست۔

ہمہ اوست کا دوسرا نام وحدت الوجود ہے۔ جس کے خالق شیخ اکبر محی الدین محمد ابن علی ہاشمی اندلسی دمشقی ہیں۔ جنہوں نے اپنے مکاشفات کی بنیاد پر وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا۔ اس نظریہ وحدت پر تفصیلی گفتگو سے پہلے بہتر ہو گا کہ وحدت کے دوسرے نظریات پر بھی نظر ڈال لی جائے جو شیخ اکبر سے پہلے موجود تھے۔

سینٹ آگینٹن کا نظریۂ وحدت: ازمنۂ وسطیٰ میں سینٹ آگینٹن وحدت الوجود کا قائل نظر آتا ہے۔ اس کے نزدیک وحدت کے لئے کثرت کا ہونا ضروری ہے۔ وہ ساری کائنات میں حسن دیکھتا ہے۔ تضاد و تخالف بھی کائنات کا حسن قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ حسن و قبح لازم و ملزوم ہیں۔

افلاطون کا نظریہ عالم مثال: یونانی فلاسفر افلاطون کا عقیدہ ہے کہ زمان و مکان کی حدود سے باہر ازلی غیر فانی تصورات یا امثال کی دنیا موجود ہے اور دنیا کے تمام مظاہر و حوادث انہی ازلی نمونوں کے ناقص پرتو ہیں۔ یہ نظریہ تصوف کے مسلکوں کا

نقطہ آغاز ہیں جس سے حقیقت ومجاز اور عالم مثال کی بحث کا آغاز ہوا۔

فلاطینوس کا نظریہ وحدت اور اشراقیت: فلاطینوس مصری ۲۰۴ء جو اشراقیت کا بانی ہے، کا خیال ہے کہ خدا اور مادہ دونوں حقیقی وجود رکھتے ہیں۔ مادہ خدا نہیں مگر خدا کی ذات سے نکلا ہے یعنی مادے میں الوہیت موجود ہے۔ جب ہستیِ الٰہی کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلک پڑتا ہے۔ تو کائنات وجود میں آتی ہے۔ ہستی کی غایت پھر اسی الوہیت اور نفس کلی کا مل ہو جانا ہے۔ خدا سے ہستی کا جو صدور ہوا اس کی تین منزلیں ہیں۔

۱- روحانیت۔ ۲- حیوانیت (حسیت) ۳- جسمانیت۔

اسی طرح دوبارہ خدا میں حلول کر جانے کی بھی تین منزلیں ہیں۔

۱- حیوانیت یا حسی ادراک۔ ۲- عقل یا استدلال۔ ۳- روحانیت یا عارفانہ وجدان۔

منزل ''کبریاء'' تک پہنچنے کے لئے بھی وجدان کی تین راہیں ہیں۔

۱- فنون لطیفہ (موسیقی) ۲- عشق۔ ۳- فلسفہ (یعنی صوفیاء کی راہ معرفت)

اہل فن حقیقت الٰہیہ کو مادی مظاہر میں دیکھتے ہیں۔ عاشق انسانی صورت میں اور فلسفی (یعنی صوفیاء) حقیقت کو عین حقیقت میں دیکھتے ہیں جسے معرفت کہا جاتا ہے جس کی کلید وجدان ہے۔

شیخ اکبر محی الدین عربی کا نظریۂ وحدت الوجود: شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی الہاشمی الاندلسی الدمشقی (۱۷ رمضان ۵۶۹ھ تا ۲۲ ربیع الثانی ۶۳۸ھ۔ ۶۹ سال) نے اسامی تصوف میں نظریہ وحدت الوجود پیش کیا۔ مسلمان مفکرین اور صوفیاء نے یونانی فلسفہ اور علم الکلام سے متاثر ہو کر اسلامی تعلیمات، نظریات اور عقائد کو قدیم فلسفیانہ نظریات سے ہم آہنگ کر کے اسے مسلمان بنانے کی کوشش کی۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل سے علم الکلام کے زور پر اسلامی حقائق کو ثابت کرنے کی کوشش

کی جبکہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے مکاشفات کے ذریعے تصوف میں وحدت الوجود کی بنیاد رکھی۔ جس سے مراد ''ہمہ اوست'' ہے۔ یعنی جو کچھ بھی موجودات ہے وہ اللہ کا ہی ہونا ہے۔ اللہ نے وحدت سے کثرت میں نزول فرمایا اور مختلف تنزلات سے گزر کر عالم ناسوت میں ظاہر ہوا۔ ہم جو کچھ بھی دیکھتے ہیں وہ ایک وہمی صورت ہے ایک ظل ہے۔ ایک عکس ہے آئینہ میں۔ حقیقت میں یہ سب اللہ ہی ہے۔ برف۔ پانی کا قطرہ۔ حباب اور لہر اگرچہ نام اور صورتوں سے علیحدہ نظر آتے ہیں۔ لیکن در حقیقت پانی ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ اسی طرح موجودات موت کے بعد اپنے اصل مبداء (خدا) میں مل جاتے ہیں۔

اس نظریہ وحدت نے تصوف کی دنیا میں پانچ صدیوں تک مطلق العنان بادشاہ بن کر حکومت کی۔ شیخ کے نظریہ کی تائید و شرح میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی گئیں۔ معترضین نے خاموش رہنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ اس نظریہ کا علماء اور مشائخ پر اتنا گہرا اثر تھا کہ وہ قرآن وحدیث کی تاویل کر لیتے تھے لیکن شیخ کے کلام میں کوئی تبدیلی کرنا ''صوفی ازم'' کا گناہ عظیم خیال کرتے تھے۔

شیخ کے نظریہ وحدت الوجود کو تقویت پہنچانے کے لئے صوفیاء نے دو چیزوں کو پیش کیا۔

۱- قرآن مجید کی آیات متشابہات جس سے وحدت کا جواز پیش کیا گیا۔

۲ - صوفیانہ حال میں اکابرین صوفیاء کے نعرہ ہائے مستانہ جسے بطور ثبوت وحدت الوجود پیش کیا گیا۔

آیات محکمات و آیات متشابہات: قولہ تعالیٰ: هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکمات ہیں (اور) وہی اصل کتاب

ہیں اور بعض متشابہات ہیں۔ (آل عمران:۳-۷)

آیات محکمات: یہ احکام کی آیات ہیں جن کی پابندی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے احکام، نکاح، طلاق، وراثت، وصیت کے قوانین، معاشی، معاشرتی اور مدنی ضابطے، صلح و جنگ کے اصول، سود، شراب خوری، جنسی برائیوں کی حرمت، حدود اللہ کی نگہہ داری۔

آیات متشابہات: قولہ تعالیٰ: فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ "فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ج وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ o

(آل عمران:۳-۷)

"تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور ان آیات کی مراد اصلی کا پتہ لگائیں۔ حالانکہ مراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے۔ یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت عقلمند ہی قبول کرتے ہیں۔"

بعض صوفیاء قرآن مجید کے حروف مقطعات کو ہی آیات متشابہات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حروف مقطعات حروف ہیں آیات نہیں اور ان حروف کے معانی سے وہ وحدت الوجود کا جواز ڈھونڈتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو اپنی ذات کا ایک تصور دینے کے لئے اپنی ذات کو انسان میں موجود صفات سے مشابہت دی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق اس کا تصور حقیقی، یقینی اور کامل ہو جائے۔ لیکن صوفیاء کی ایک جماعت نے ان آیات متشابہات سے غلطی کھا کر بندے کو ہی اللہ کا دوسرا روپ سمجھ لیا ہے۔ اسی لئے ہمیں آیات متشابہات میں

زیادہ کرید اور غور و فکر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ اس طرح غلطی کھانے سے گمراہ ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اب ہم چند آیات متشابہات پیش کر کے ان کے اصل معانی واضح کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ. (الحجر:۱۴-۲۹) ہم نے (آدم) میں اپنی روح پھونک دی۔ سے یہ سمجھ لیا گیا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی بندے کے وجود میں داخل ہو گیا۔ حالانکہ اپنی روح سے مراد اپنی ملکیت روح ہے نہ کہ اپنی ذاتی روح۔

سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ قلب' روح' سر سب مخلوق ہے۔ کافروں کی روح کافر۔ مومنوں کی روح مومن اور منافقوں کی روح منافق ہوتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔

بندہ دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی۔ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ. وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو سمیع و بصیر کہا ہے۔ انسان سننے کے لئے کانوں اور دیکھنے کے لئے آنکھوں کا محتاج ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کانوں اور آنکھوں کی احتیاج سے پاک ہے۔ صوفیاء نے سمجھ لیا کہ شاید اللہ تعالیٰ بھی مثل آدم دیکھتا سنتا ہے۔ شاید بندہ ہی اللہ ہے۔

قولہ تعالیٰ: خَلَقۡتُ بِيَدَىَّ. میں نے اس (آدم) کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ ہم ہاتھوں کی اہمیت اور افادیت سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ اس طرح ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قوت کا اندازہ ہوتا ہے حالانکہ اللہ رب العزت کسی کام کو کرنے کے لئے ہاتھوں کے محتاج نہیں وہ جب لہ کا ارادہ کرتا ہے تو کُنۡ فَيَكُوۡن کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور ابد تک جاری رہتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ. (الفتح:۲۶-۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے اوپر میرا ہاتھ ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکومت کا تصور دینے کے لئے عرش اور کرسی کا ذکر فرمایا وحدت الوجودی صوفیاء نے جب ان آیات متشابہات کا مطالعہ کیا اور..........

حدیث قدسی: جب میرا بندہ نفلی عبادت سے میرا قرب چاہتا ہے تو میں اس کی زبان بن جاتا ہوں۔ اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں۔ اس کے کان بن جاتا ہوں۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں ...... پر نظر ڈالی تو یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اللہ ہی بندے کے روپ میں موجود ہے۔ اس حدیث پاک کا جائزہ ہم آئندہ صفحات میں لیں گے۔

یقین کے پانچ مراتب ہیں۔

۱-علم الیقین ۔۲-عین الیقین ۔۳-حق الیقین ۴-مرأۃ الیقین ۔

۵- مخ الیقین ۔

شیخ اکبر نے جب وحدت الوجود کا تصور کثرت سے کیا تو عین الیقین کے مقام پر مکاشفات میں انہوں نے ہر چیز کو خدا ہی کی صورت میں دیکھا۔

قولہ تعالیٰ: فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ. (البقرہ:۱-۱۱۵) تم جس طرف بھی منہ پھیرو گے' ادھر اللہ ہی کا چہرہ پاؤ گے۔ اس قسم کے بکثرت مکاشفات سے شیخ اکبر نے ایک ہی نتیجہ اخذ کیا کہ ہر چیز خدا ہی کی ایک صورت ہے جو وحدت سے کثرت میں آ کر مختلف ناموں سے جانی جاتی ہے اور کائنات عالم میں موجود مختلف اشیاء کی کوئی حقیقت نہیں۔ جب کوئی شخص کسی خاص رنگ کی عینک سبز یا سرخ پہن لیتا ہے تو اسے ہر طرف وہی رنگ نظر آنے لگتا ہے۔ یہ اس کی اپنی حالت ہوتی ہے۔ رنگ تو اس کا اپنا ہوتا ہے لیکن وہ کائنات کو ایک خاص رنگ میں رنگا ہوا سمجھنے لگتا ہے۔ یہی حال شیخ اکبر کے مشاہدات کا ہے۔ آپ نے تصور وحدت الوجود کی کثرت کے نتیجہ میں عین الیقین کے مکاشفات میں خدا اور کائنات کو ایک ہی جانا۔

وحدت الوجود کے نظریہ کی تائید میں کائنات عالم کو چھ یوم میں بنانے کو چھ

ادوار میں نور احدیت کا نزول قرار دیا۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ ہی درجہ بدرجہ ہر شے میں وحدت سے کثرت میں ظاہر ہوا۔ ان تنزلات کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

مرتبہ اول	مرتبہ دوم	مرتبہ سوم	مرتبہ چہارم	مرتبہ پنجم	مرتبہ ششم	مرتبہ ہفتم
ذات	تنزل صفات	تنزل اسماء	تنزل افعال	تنزل آثار	تنزل اعیان	تنزل حضرت انسان
تعین احدیت	تعین وحدت	تعین عقلیت	تعین روح	تعین خیال	تعین جسم	تعین انسان
مقام ہاہوت	مقام یاہوت	مقام لاہوت	مقام جبروت	مقام ملکوت	مقام ناسوت	مقام [illegible]
مراتب الٰہیہ			مراتب کونیہ			مرتبہ جامعہ
ظہورات علمی			ظہورات عینی			

[illegible]

یاد رہے کہ آفتاب ذات نے جب افق وحدت سے ظہور کثرت کی طرف جلوہ فرمایا تو نور ذات سے سات مختلف ذاتی صفات کی شعاعیں نمودار ہوئیں۔ یعنی صفت حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر اور کلام اور اسی کے مطابق سات مذکورہ بالا مراتب اور سات تعینات قائم ہوئے۔

<u>وحدت الوجود کے نظریہ پر ایمان لانے سے:</u>

۱- بندے اور خدا کو ایک ماننا پڑتا ہے۔

۲- حفظ مراتب کا فقدان ہے۔ جو قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔

۳- جب بندہ ہی خدا ہے تو پھر عبادت کس کی کرے۔ یہ بے عملی کا سبق دیتا ہے۔

۴- کائنات عالم اور حیات بنی آدم کو ایک ظل سمجھنے سے آدمی کا زندگی کی جدوجہد میں حصہ لینا بے معنی ہو جاتا ہے۔

۵- حساب کتاب، [illegible]، دوزخ، جنت کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

۶- وحدت الوجود کے مکاشفات میں گم ہو کر طالب انانیت میں گرفتار ہو کر خدائی دعویٰ کرنے لگتا ہے۔ اس کی منزل عین الیقین پر ہی رک جاتی ہے۔

۷- چور اور کوتوال ایک ہوں تو محاسبہ کیسا؟

شیخ اکبر کی بیس کے قریب کتابیں مشہور ہیں جن میں سے فتوحات مکیہ جو چار بڑی جلدوں میں ہے اور نقش النصوص کی شرح مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے جس کا نام نقد النصوص ہے۔ فصوص الحکم کو بھی شہرت عام حاصل ہوئی ہے۔ شیخ اکبر کا سلسلہ بیعت ۱۶ واسطوں سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ شیخ اکبر ابوالسعود شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں جو محی الدین عبدالقادر گیلانی الحسنی الحسینی المعروف غوث الاعظم کے خلیفہ ہیں۔ اس نسبت قادریہ کی وجہ سے قادری سلسلہ کے فقیروں میں وحدت الوجود کا نظریہ پروان چڑھ کر جوان ہوا لیکن مقام حیرت ہے کہ سیدنا غوث الاعظم نے اپنی کسی کتاب میں یا اپنی تعلیمات میں ''وحدت الوجود'' کی تعلیم و تلقین نہیں فرمائی۔ عربی میں فصوص الحکم کی مشہور شرح نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ۔ فارسی شرح نعمت اللہ شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اردو ترجموں میں مولانا عبدالقدیر صدیقی صاحب کا ترجمہ سب سے اعلیٰ ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ شیخ جب ایک دفعہ ایک مسئلے کو جامع مانع اور قیود و شرائط لگا کر بیان کر دیتے ہیں تو طالب پر اعتماد کرتے ہیں کہ وہ اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور بار بار شرائط و قیود نہیں لگاتے۔ مثلاً ایک دفعہ لکھ دیا کہ موجود بالذات خدا کے سوا کوئی نہیں۔ سب ماسویٰ اللہ موجود بالعرض ہیں۔ پھر لکھ دیں گے کہ خدا کے سوا کوئی نہیں۔ یعنی بالذات کوئی نہیں۔ اس کے معنی ہرگز یہ نہیں کہ حقائق اشیاء باطل ہیں۔ عبد و رب میں کوئی فرق نہیں۔

اور آیت هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید:۵۷-۳) کا ترجمہ کرتے ہوئے وجہ اعتبار بیان کرتے ہیں۔ مثلاً وہ اوّل ہے بلحاظ احدیت ذات اور آخر ہے باعتبار واحدیت و اسماء و صفات کے۔ وہ ظاہر ہے بلحاظ آثار کے اور باطن ہے بلحاظ کنہ و حقیقت کے۔ مولانا مزید لکھتے ہیں کہ شیخ نے بھی آیات قرآنی سے اعتبارات پیدا کئے ہیں۔ وہ تفسیر قرآن شریف نہیں ہیں۔ تفسیر سمجھنا اور شیخ سے لڑنا ظلم

ہے ظلم۔

شیخ اکبر کے نظریۂ وحدت الوجود نے فارسی اور اردو شاعری پر بہت زیادہ اثرات مرتب کئے۔ صوفی شعراء نے وحدت الوجود کے موضوع پر دفتر کے دفتر، دیوان کے دیوان تحریر کئے ہیں۔ ابھی بہت سا کلام غیر مطبوعہ حالت میں لوگوں کے پاس موجود ہے۔ دیوان قادری تو لوگوں کو زبانی یاد ہے۔

ہمہ از اوست
وحدتُ الشہود

شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۹۷۱ھ عہد اکبر میں پیدا ہوئے۔ طریقہ نقشبندیہ میں خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ شیخ نے اپنے مکتوبات میں مجدد الف ثانی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ سب سے پہلے عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو اس لقب سے پکارا۔ پہلے آپ وحدت الوجود اور ظلیت کے قائل تھے۔ لیکن بعد ازاں ان نظریات کا شدت سے انکار کیا بلکہ ان کا بطلان کیا۔ آپ نے اپنے استدلال کی بنیاد کلامیہ یا فلسفیانہ رنگ کی بجائے اپنے کشف وشہود پر رکھی۔ شیخ کے زمانہ میں حکومت خود بے دین تھی۔ اکبر نے دین الٰہی کو سرکاری مذہب قرار دے دیا تھا۔ سلام مسنون کی بجائے اللہ اکبر جل جلالہ کہتے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی بجائے لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ کہتے۔ دربار میں سجدہ کی طرز پر فرشی سلام کا رواج دیا گیا۔ بادشاہ جھروکہ میں بیٹھ کر عوام و خاص کو درشن دیتا۔ گویا کہ وہ دیوتا تھا۔ صوفیاء میں قوالی کے نام پر نفس پروری کا سامان کیا جا رہا تھا۔ ہندو جوگیوں اور مسلمان صوفیاء میں اس بات پر اتفاق ہو گیا تھا کہ رام اور رحیم ایک ہی ہے۔ یہی رنگ دارا شکوہ کے مجمع البحرین میں، جو کافی عرصہ بعد لکھی گئی، جھلکتا

ہے۔ صوفی نفسی وجود کو ہی تصوف کی معراج سمجھتے تھے جو رہبانیت ہی کی ایک شکل تھی۔ متصوفین سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پرواہ تھے۔ وہ شریعت اور معرفت کو دو علیحدہ علیحدہ شعبے خیال کرتے۔ سکر، مستی، نشہ کو جو عشق الٰہی یا تجلی الٰہی سے مغلوب کر دیتا۔ جس میں صوفی اپنے اختیار اور عقل سے علم سے دست کش ہو جاتا، کو صحو پر، جس میں سالک مغلوب نہیں ہوتا، اعلیٰ خیال کیا جاتا۔ اکبر کی وفات کے بعد جہانگیر تخت پر بیٹھا اور اس نے شیخ ''کو قید کر دیا۔ شیخ'' نے دین میں رواج پانے والی بدعات اور صوفیاء کے عقائد بد کے خلاف احتجاج اور جہاد کیا۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا اور صوفیاء کو بتایا کہ نبوت اور ولایت کا فرق محض درجات کا فرق نہیں بلکہ نوعیت کا فرق ہے۔ نبوت کی ہر حال میں اتباع لازم ہے جبکہ ولایت کی اتباع لازم نہیں۔ ولایت کسبی ہے جو فضل ایزدی سے ہر شخص حاصل کر سکتا ہے جبکہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوتی۔

شیخ کے نزدیک روحانی ترقی ایک سیر ہے جو خدا تک لے جاتی ہے۔ اس کے تین مدارج ہیں:

۱- <u>سیر الی اللہ</u>: یہ وہ مقام ہے جس میں سالک اسماء وشیون الٰہی کے اظلال کی سیر کرتا ہے۔

۲- <u>سیر فی اللہ</u>: پہلے مقام سے عروج کر کے سالک یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ ذات الٰہی کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

۳- <u>سیر عن اللہ</u>: اس مقام پر رجعت ہو کر وہ اللہ کے مشاہدہ سے واپس پلٹ آتا ہے اور عبودیت کو ہی اپنی منزل بنا لیتا ہے۔ عام انسان کی طرح وہ فرائض کی بجا آوری میں منہمک ہو جاتا ہے۔ شریعت پر عمل کرتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی طرح اپنی ساری طاقت اصلاح خلق پر صرف کر دیتا ہے۔

اس طرح شیخ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کائنات کی ہر شے اللہ نہیں ہے بلکہ منجانب اللہ ہے اور اس کی ذات شہادت دے رہی ہے کہ اللہ ایک ہی ہے۔ اس نظریہ کو شیخ وحدت الشہود کہتے ہیں جس میں تمام منازل سلوک سے گزر کر سالک مقام عبدیت کو ہی تمام مقامات سے بالاتر سمجھ لیتا ہے۔

صوفیاء یہ کہتے ہیں کہ مکاشفہ سے خدا کا شہود حاصل ہوتا ہے۔ شیخ اسے محض فریب کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے قوائے عقلیہ اور کشفیہ کی دسترس سے بہت ہی بالاتر ہے۔ شیخ کے نزدیک تصوف صرف تزکیہ اخلاق میں مدد دیتا ہے۔ شیخ صفات کو عین ذات نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں صفات زاید علی الذات ہیں۔ کشف سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ شہود ہی شہود ہے حقیقت نہیں۔ ان کے نزدیک صفات ظل ذات ہیں اور عالم ظل صفات ہے۔ وہ تعینات اور تنزلات نہیں کہتے کیونکہ اس میں غیبت کا احتمال ہے۔

صفت تکوین تخلیق عالم کی موجب ہے۔ عالم اس کا ظل یعنی معلول ہے تجلی نہیں۔ یہ صفابت علی الذات ہیں اس لئے کہ ذات کاملہ انہیں بتدریج وجود میں لاتی ہے تاکہ تخلیق عالم فرمائے۔ وہ غنی العالمین ہے۔

شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام ایسے اسماء و صفات سے جو ہمارے ادراک میں آ سکیں' بالاتر ہے۔ وہ تمام شیون و اعتبارات' ظہور و بطون۔ بروز سے تمام موصول و مفصول سے۔ مشاہدات و مکاشفات سے بلکہ تمام محسوس و معقول سے اور تمام موہوم و متخیل سے ماوراء ہے۔

ھو سبحانہ وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء۔ راہ کشف سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ شہود ہی شہود ہے حقیقت نہیں۔ خدا کا شہود ہو ہی نہیں سکتا۔ پس ایمان بالغیب کے بغیر چارہ نہیں۔ لہٰذا یہی تصور اور ایمان کافی ہے کہ خدا خالق ہے۔

زمینوں آسمانوں کا' پہاڑوں سمندروں کا' نباتات و جمادات کا' انسان کا خالق بھی وہی ہے۔ وہ معبود ہے اور بندہ عابد ہے۔ وہ خالق ہے اور باقی ہر شے مخلوق ہے۔ وہی تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لایا۔ تمام نعمتیں اسی کی عطا کی ہوئی ہیں۔ وہی فریادرس اور تکلیفوں کو رفع کرنے والا ہے۔ وہی رب رزاق' رحمٰن' رحیم ہے۔ وہ ستار ہے جو گناہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ وہی حلیم ہے جو خطاؤں پر مؤاخذہ کرنے میں جلدی نہیں کرتا۔ وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ ہر شے پر محیط ہے۔ ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہے۔ حیات' علم' قدرت' ارادہ' سمع بصر اور کلام اس کی صفات ہیں۔ اس کی صفات بھی اس کی ذات کی طرح بے چون و بے چگون ہیں۔ شیخ کا مذہب ہے کہ صفات عین ذات نہیں بلکہ زاید علی الذات ہیں۔

شیخ کے نزدیک تزکیہ سے نفس مطمئنہ اور مقام عبدیت کا حصول ہی تخلیق انسانی کا مقصود ہے اور یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب انسان ماسویٰ اللہ کی گرفتاری سے پوری طرح آزاد ہو جائے۔

شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محبت الٰہی مقصود بالذات نہیں بلکہ وہ ماسویٰ اللہ سے قطع علائق کرنے اور مقام عبدیت پر فائز ہونے کا ایک ذریعہ ہے اور معرفت کے معنی فقط یہ ہیں کہ وہ جان لے کہ وہ اللہ کو نہیں جان سکتا۔

وحدت کے یہ دونوں نظریات افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ شیخ اکبر نے وحدت الوجود میں بندے کو ہی خدا قرار دے دیا اور شیخ مجدد نے اپنے مکاشفات کے تجربات جاہل صوفیاء کے ملحدانہ نظریات اور اکبر کے دین الٰہی سے متاثر ہو کر ہمہ از اوست کا نظریہ وحدت پیش کیا۔ تصوف کا مکمل طور پر انکار تو نہ کیا لیکن اسے صرف تزکیۂ نفس تک محدود کر دیا۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے نظریۂ وحدت کی تکمیل

کی اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین کی اور اس کی بنیاد چار چیزوں پر رکھی۔

۱- شریعت محمدی کی مکمل اتباع۔

۲- ذکر فکر اور تصور اسم اللہ۔

۳- الہام- حضوریٔ حق- دیدار الٰہی۔

۴- باخدا ہونا اور حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرنا۔

اس سلک سلوک کو ہمہ اوست در مغز و پوست کا نام دیا۔

فیضانِ نوری محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

۱- ارواح انبیاء سے اللہ تعالیٰ نے میثاق النبیین لیا کہ جب محمد رسول اللہ کا دین دنیا میں بھیجوں تو آپ خود بھی اس پر ایمان لائیں اور اس دین کی تبلیغ بھی کریں پس آدم علیہ السلام کی نسل سے ایک لاکھ اسی ہزار کے قریب انبیاء مبعوث فرمائے۔ میثاق النبیین کے روز ارواح انبیاء علیہم السلام پر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ ہوا جس سے فیضان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث جملہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت ملی۔ آخر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حکم ہوا۔ قولہ تعالیٰ: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ. (المائدہ:۶-۳) آج کے دن ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو (جو جملہ انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمایا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مکمل کر دیا۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کے نور سے سادات پیدا ہوئے۔ ان میں سے جن ارواح پر نور مبین کا جلوہ ہوا انہیں امام کا منصب عطا ہوا۔ اس نور کے مظہر بارہ امام ہیں۔

۳- صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ میں سے ہر صحابی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

ایک یا دونوروں سے متصف ہوا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نور صدق وصفاء کی وجہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہلائے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ صفت عدل اور محاسبۂ نفسی میں فناء کے باعث فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہلائے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوروں نور حیاء اور نور سخاء میں فناء کی وجہ سے ذوالنورین رضی اللہ عنہ (حیاء اور سخاء کے دو نوروں والے) کہلائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نور علم میں فناء کے باعث باب العلم، شجاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا کے باعث حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور سخاوت کی وجہ سے صاحب جود وکرم کہلائے۔

۴- ہفت ارواح فقراء۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ. کا مظہر بن کر آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال قبل شجر مرأۃ الیقین پر پیدا ہوئیں۔

۵- غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قدم کل اولیاء کی گردن پر بطور مہر ثبت کیا گیا۔

۶- حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ولایت سے اولیاء عظام کو نوازا گیا اور درجہ بدرجہ ساجدین، راکعین، صابرین، واصلین وغیرہ کو نور ولایت عطا کیا گیا۔

تنبیہہ: اگر تم لوگ قانون خداوندی کی پیروی نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس بات پر بھی قادر ہے کہ تمہاری جگہ کوئی دوسری امت لے آئے۔

ہمہ اوست در مغز و پوست

وحدت المقصود

o لَا مَعْبُوْدَ. اِلَّا هُوْ o لَا مَوْجُوْدَ. اِلَّا هُوْ o لَا مَقْصُوْدَ. اِلَّا هُوْ

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے ہمہ اوست اور ہمہ از اوست کے دونوں

نظریات وحدت کے بعد وحدت کا ایک تکمیلی نظریہ پیش کیا ہے۔ وحدت الوجود کے نظریہ کو اگر علم الیقین کہیں تو وحدت الشہود کا نام عین الیقین رکھنا مناسب ہوگا جبکہ وحدت المقصود حق الیقین کا نظریہ ہے۔ ہم سلطان العارفین کے نظریہ وحدت ''ہمہ اوست در مغز و پوست'' کا موازنہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے نظریات سے کرتے ہیں۔

سلطان العارفین ہمہ اوست یعنی وحدت الوجود کے قائل نہیں ہیں۔

وحدت الوجود میں بندہ ہی کو خدا کہا جاتا ہے جبکہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کو خالق اور بنی آدم اور دیگر ہر شے کو مخلوق سمجھتے ہیں۔

۱۔ تو نمی دانی کہ باھو رحمۃ اللہ علیہ با خداست!

کیا تو نہیں جانتا کہ باھو رحمۃ اللہ علیہ با خدا ہے۔ (خدا کے ساتھ ہے۔خدا نہیں)

۲۔ اگر بائے بشریت حائل نبودے، باھو عین یاھو بودے!

اگر بشریت کی با درمیان میں حائل نہ ہوتی تو باھو عین یاھو ہوتا۔

<u>روح مخلوق ہے</u>: وحدت الوجود میں، قولہ تعالیٰ: وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ. ہم نے آدم علیہ السلام میں اپنی روح پھونک دی۔ گویا آدم میں اللہ کی روح ہے اس لئے وہ خدا کا دوسرا روپ ہے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس، قلب، روح اور سر سب مخلوق ہیں۔ کافر کی روح کافر، منافق کی روح منافق اور مومن کی روح مومن ہوتی ہے۔

روح کی چند اقسام قرآن مجید میں بیان ہوئی ہیں۔

<u>۱۔ اوّل۔ روح نفخی</u>: قولہ تعالیٰ: وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ. (الحجر:۱۴-۲۹) ہم نے

آدم میں نفخ روح کر دی۔ یہ حیوانی روح دنیاوی حیات کی ضامن ہے جس کا دارومدار دم اور خون پر ہے۔ ہر دو میں سے اگر کسی ایک کا رشتہ بھی وجود سے منقطع کر دیا جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔

۲- دوم- روح مددی: قولہ تعالیٰ: وَكَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ. (المجادلہ: ۲۸-۲۲) ہم نے ان کے دلوں میں ایمان ثبت کر دیا ہے اور اس میں روح داخل کر کے مدد دے دی ہے۔ جب روح مددی قلبی لطیف وجود میں داخل ہو جاتی ہے تو طالب کو دائمی حیات، روشن ضمیری اور الہام نصیب ہو جاتا ہے۔

۳- سوم- روح امری: قولہ تعالیٰ: قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي...... (بنی اسرائیل) فرما دیجئے کہ روح امر ربی ہے۔ سلطان العارفین آیت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ. (النساء: ۵-۵۹) اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں، ان کی۔ کی شرح کرتے ہوئے امیر الکونین میں فرماتے ہیں کہ اولوالامر فقیر کو کہتے ہیں۔ اگر ایسا فقیر تصور و جذب سے بادشاہ کو بھی کھینچے تو وہ ننگے پاؤں بھاگتا ہوا فقیر کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہے اس لئے بادشاہ اولی الامر نہیں۔ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہ کبریاء سے خطاب ہوا۔ میرے نزدیک فقیر وہ نہیں ہے جو کچھ بھی نہ ہو۔ بلکہ فقیر وہ ہے کہ جس کام کو بھی کہے ہو جا وہ بامر الٰہی زود یا بدیر ضرور ہو جاتا ہے۔ جس فقیر کو روح امری نصیب ہو جاتی ہے وہ صاحب امر ہو جاتا ہے۔ جس کام کو کہتا ہے کہ اللہ کے حکم سے ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔

۴- چہارم- روح قدسی: قولہ تعالیٰ: وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (البقرہ: ۳-۲۵۳) ہم نے اسے روح القدس سے مدد دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ روح قدسی حاصل تھی اسی لئے آپ کو روح اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ جسے روح قدسی حاصل ہوتی ہے اسے

باذن اللہ کی قوت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں باذن اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ باذن اللہ اندھوں کو بینائی بخشتا ہوں۔ باذن اللہ کوڑھیوں اور بیماروں کو شفاء بخشتا ہوں۔ جس کسی کو روح قدسی کی یہ قوت علم لدنی سے حاصل ہوتی ہے اس کا ہر کام باذن اللہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے باذن اللہ کشتی کو توڑ ڈالا' بچے کو مار ڈالا اور دیوار یتامیٰ تعمیر کر دی جس کا ذکر سورۂ کہف میں موجود ہے۔

معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فارسی دیوان میں فرماتے ہیں کہ مجھے بھی روح قدسی حاصل ہے اور مجھ سے بھی ویسے ہی کام سرانجام ہو رہے ہیں جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وقوع پذیر ہوتے تھے۔ آج بھی فقراء کو اسم اللہ ذات کے تصور کی قوت سے وہی قدسی روحی قوت حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ جملہ امور پر عین عیسیٰ روح اللہ کی طرح باذن اللہ کہنے پر قادر ہو جاتے ہیں۔

۵- پنجم- <u>روح الامین</u>: یہ روح صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔ روح الامین حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی کہتے ہیں۔ روح الامین سے مراد امانتوں کا بوجھ اٹھانے والی روح ہے۔ جس نے اسم اللہ ذات اور قرآن مجید کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے حالانکہ اس بار امانت کو اٹھانے سے آسمانوں' زمین اور پہاڑوں نے بھی انکار کر دیا تھا۔ قولہ تعالیٰ: **لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ**۔ (الحشر: ۲۸-۲۱) اگر ہم اس قرآن کو پہاڑوں پر نازل کر دیتے تو آپ دیکھتے کہ (اسم اللہ کی برداشت کے بوجھ) اور خوف اللہ سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

روح الامین **تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ** کی مصداق ہوتی ہے۔ ایسے شخص کی زبان اللہ کی زبان اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور اس کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہوتا ہے جیسا کہ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

وحدت الوجود میں موت، نفی اور ظل کا تصور موجود ہے۔ اس لئے نفی کا عمل ہی کمال کا عمل تصور کیا جاتا ہے کہ مکمل طور پر اپنی نفی کر دو۔ مرنے سے پہلے مر جاؤ اور جدوجہد زندگی چھوڑ دو۔ بے عملی (رہبانیت سے مشابہ) زندگی اختیار کر لو۔ موت کا یہ تصور ارسطو کے تصور موت سے اخذ شدہ نظر آتا ہے۔ جسے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ زندہ قوموں کے لئے افیون اور ارسطو کو راہب دیرینہ کا لقب دیتے ہیں۔

اسلام میں اس قسم کے نظریۂ موت کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام ایک زندہ قوم کا نام ہے جو زندگی کی جدوجہد میں سب سے بڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ مساکین اور ناداروں کے حقوق دلوانے اور اللہ کا قانون نافذ کرنے کے لئے جہاد کرتی ہے۔ من حیث القوم مسلمان دوسری امتوں کے اعمال کے شاہد اور نگران بنائے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے موت سے حیات اور ظلمات سے نور اور رات سے دن کو پیدا فرمایا۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک **موتوا قبل ان تموتوا** سے مراد حیات دنیوی میں ہی جان کنی۔ معنوی موت۔ نکیرین کے سوال و جواب۔ پل صراط۔ میزان۔ حساب کتاب طے کر کے جنت میں داخل ہو کر دیدار الٰہی سے مشرف ہونا ہے۔

جس طرح ایک دانہ زمین میں بویا جاتا ہے اور بظاہر موت کا مزہ چکھ کر سات سو دانے لے کر دوبارہ حیات نو حاصل کر لیتا ہے۔ اسی طرح فقیر نفی سے اثبات اور عبودیت سے ربوبیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ سلطان الفقراء اثباتی نظریہ حیات کی تعلیم دیتے ہیں۔

میں شہباز کراں پروازاں وچ دریا کرم دے ھو

زبان جو میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ھو

نعرہ انا الحق: سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے نعرہ لگانے والے ابھی خام ہوتے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا ہے' نعرہ نہیں لگایا۔ علی کرم اللہ وجہہ نے بھی مقام فقر میں دعویٰ کیا ہے' نعرہ نہیں لگایا۔ ہفت سلطان الفقراء پر پلک جھپکنے میں ستر ہزار جلوے انوار ذات کے جو نور ربوبیت کی اس تجلی سے جو کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ہوئی جس سے آپ بے ہوش ہو گئے' ستر ہزار گنا قوی ہوتے ہیں لیکن نہ تو وہ نعرہ مارتے ہیں اور نہ ہاؤ ہو کرتے ہیں بلکہ **هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ** اور لائیے...... پکارتے ہیں۔

دریا وحدت دا نوش چاء کیتا اجے وی جی پیاسا ہو

تنزلات ستہ: وحدت الوجود کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود نزول فرما کر چھ ادوار میں زمین و آسمان کائنات عالم کی صورت میں ظاہر ہوا۔ قولہ تعالیٰ:

''ہم نے زمین و آسمان کو چھ یوم میں پیدا فرمایا۔ چونکہ تخلیق کائنات کے دوران وقت کا تعین کرنے کے لئے سورج چاند موجود نہ تھے' اس لئے مفسرین حضرات عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک ایک یوم ہمارے ایک ہزار سال پر محیط ہے۔ بہرحال ایک یوم سے مراد ایک دور ہے جس کا اندازہ اللہ و رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پہلے دو یوم میں زمین کی تخلیق ہوئی اور زمین' روئیدگی' حیوانات کی پیدائش اور رہائش کے قابل ہو گئی تھی۔

پھر اللہ تعالیٰ آسمانوں کی تکمیل کے لئے متوجہ ہوئے۔ مادہ' دھوئیں' گیس کی شکل میں فضا میں موجود تھا اور جیسا کہ سائنس دانوں نے مشاہدہ کیا ہے۔ سیارے اور ستارے ایٹمی توانائی کی حرارت سے پیدا ہونے لگے اور کہکشاں بنتے گئے۔ جسے کُنْ فَیَکُوْنَ کہتے ہیں۔ بعد ازاں ملائکہ' جنات عالم ارواح کو پیدا فرمایا اور آخر میں حضرت آدم علیہ السلام مٹی' پانی' آگ' ہوا کے خلاصہ سے پیدا فرمائے گئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہمارے جد امجد آدم علیہ السلام سے پہلے پندرہ ہزار آدم اس زمین پر گزر چکے ہیں۔ ہم بنی آدم جس آدم کی اولاد ہیں وہ آدم عقل مند اللہ کے رسول اور گناہ وعفو سے آگاہ تھے۔

سلطان العارفین تنزلات ستہ کے قائل نہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ. سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور تخلیق فرمایا۔ معلوم ہوا کہ نور اللہ ذاتی نور ہے اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تخلیقی نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کل کائنات کا ظہور ہوا۔ رسالہ روحی شریف میں فرمایا۔ نور احمدی نے جب وحدت کے حجلہ سے کثرت کے مظاہرہ کا ارادہ فرمایا تو اپنے حسن کا جلوہ مصفیٰ کیا۔ اس جلوہ سے نور احمدی پیدا فرمایا۔ سات ارواح فقراء باصفاء' فنا فی اللہ' بقا باللہ محو خیال ذات ہمہ مغز بے پوست' آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال پہلے بحر جمال میں غرق' شجر مراۃ الیقین پر پیدا ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ ارواح سلطان الفقراء بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ارواح ہیں۔ بذاتہ اللہ کا نزول نہیں۔ پس آدم اللہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کا مظہر اور اس کے نور ذاتی اور اسمائے صفاتی کا آئینہ ہے جس میں ذات اپنی ذات وصفات کا ملاحظہ کرتی ہے۔

تو خود ایک تجلی ہے۔ دوسری تجلی تلاش نہ کر

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں الحاد' بے دینی اور بدعت کا زور تھا۔ ایک طرف صوفیاء' ہندو جوگیوں سے میل جول کے نتیجہ میں ایک صلح کن تصوف کو پروان چڑھا رہے تھے جس سے بہت سی ہندووانہ رسم ورواج اور بدعات مسلمانوں میں رائج ہوگئی تھیں۔ دوسری طرف جلال الدین اکبر' دین الٰہی کے نام سے دین اسلام کی بیخ کنی کے درپے تھا۔ ایسے وقت اور حالات میں جب شیخ نے وحدت

الوجود کے مکاشفات کا عملی پہلو دیکھا تو ان پر ظاہر ہوا کہ کشف سے اللہ تعالیٰ کی پہچان نہیں ہو سکتی اور یہ کہ مکاشفات کی انتہا سے شہود تک پہنچنا ممکن نہیں۔ اس لئے آپ نے باطنی اشتغال کو چھوڑ کر ظاہری عبودیت' شریعت' احیائے سنت اور خدمت خلق کو اپنا شعار بنا لیا۔ جس طرح ایک حکیم بیمار کو پرہیزی کھانا استعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے اور مرغن غذا کھانے پینے سے روک دیتا ہے۔ آپ نے باطنی اشغال سے پرہیز اور بطور دوا سنت کی پیروی کو ملت اسلامیہ کی بیماری کا علاج قرار دیا اور اسی کی تلقین اپنے مریدوں کو فرمائی۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر مرتبہ شریعت سے ہی پایا ہم نے
پیشوا اپنا شریعت کو بنایا ہم نے

آپ فرماتے ہیں کہ شریعت ظاہری اور معرفت اسرار الٰہی باطنی عارف الٰہی کے دو پروبال ہیں۔ ہمہ اوست در مغز و پوست (وحدت المقصود) یہی ہے۔

توحید

توحید کی کئی اقسام ہیں۔

۱-توحید قال۔ ۲-توحید اعمال۔ ۳-توحید افعال۔ ۴-توحید احوال۔

۵-توحید وصال۔

وحدت الوجود کی توحید میں ہر شخص شامل ہے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان کیونکہ وجود تو سب کا ایک ہی جیسی وحدت رکھتا ہے لیکن وحدت المقصود مسلمانوں میں سے بھی صرف انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو اسے حاصل کر لیتے ہیں۔ کائنات عالم میں ھو ہی موجود ہے اور ھو ہی ہمارا مقصود ہے۔ جو شخص دریائے وحدت ژرف نور ھو

میں غوطہ کھا لیتا ہے اور نور توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ وہی حقیقی مواحد اور اہل توحید ہے۔

اگر راہ باطن میں معرفت الٰہی میں اسم اللہ کے حروف کے درمیان تجلیات نور اللہ کا مشاہدہ نہ ہوتا۔ مجلس خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتی اور ملاقات مصافحہ انبیاء اولیاء اللہ، درویش، فقیر، غوث وقطب عارف باللہ کو نہ ہوتا۔ تمثیل، دلیل، توبہ، وہم، خیال، قرب، وصال، علم لدنی، (براہ راست احکام الٰہی اور راہنمائی) فتوحات غیبی، جواب باصواب نہ ہوتا۔ غرق فنا فی اللہ، بقا باللہ، معرفت مولیٰ صحیح نہ ہوتی تو باطنی راہ چلنے والے تمام لوگ گمراہ اور کافر ہو جاتے۔

وحدت المقصود میں لاتعین ذات۔ نور اسم اللہ ذات اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات کو ہر شے میں جاری و ساری دیکھا جاتا ہے۔ اس وحدت میں تنزلات ذات کی بجائے تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔ سورج کی شعاع اس کی تجلی ہے۔ لیکن شعاعوں کو سورج نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ سورج باقی رہتا ہے اور شعاعیں اپنے وقت پر ختم ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح نور احدیت سے نور احمدیت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور اٹھارہ ہزار مخلوق کل عالم کا ظہور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔

قولہ تعالیٰ: لَقَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ. (المائدہ:۶-۱۵)

الحدیث: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِیْ.

الحدیث: لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ.

اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کرتے تو کائنات کو ہی پیدا نہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کو میرے ہی نور سے پیدا فرمایا۔ پس چھ یوم چھ ادوار میں تجلیات سے کل عالم کل مخلوقات کو پیدا کیا۔

جب لاتعین ذات نے اپنے اظہار کا ارادہ فرمایا تو پہلے جلوۂ نور ذاتی کا ہوا۔ قُلْ

ھُوَ اللہُ اَحَد''. دوسرا جلوہ نور تخلیقی کا ہوا۔ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ.

اس لاتعین ذات کا مظہر لا الہ.

اسم اللہ ذات کا مظہر الا اللہ اور

اسم احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا مظہر محمد رسول اللہ.

اس طرح کلمہ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہِ ظاہر ہوا۔

اب یہی نور ہر مخلوق کا بنیادی جوہر ہے۔

قرآن مجید کے شروع میں الم میں ''لام'' لاتعین ذات۔ ''الف'' اسم اللہ اور ''میم'' نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہے۔

سائنس کی آنکھوں سے ایک ذرّے کا معائنہ کریں تو اس میں نیوٹران' پروٹان اور الیکٹران نظر آتے ہیں۔ نیوٹران (نیوٹرل) لاتعین ذات کا مظہر' پروٹان اور الیکٹران بالترتیب نور اللہ اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر ہیں۔

ایک بیج ہی کو لیں۔ اس میں بھی تین چیزیں ہوتی ہیں۔

پلومیول (مرکزہ) لاتعین ذات کا مظہر۔ مونو کارٹ نور احدیت کا مظہر اور ڈائی کارٹ نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہے۔

پودے میں خلیہ جس مادے سے بنتا ہے اسے پروٹو پلازم کہتے ہیں۔ وہ بھی تین اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ نیوکلئس (مرکزہ) لاتعین ذات کا مظہر' خلوی جھلی نور احدی کا مظہر اور سائیٹو پلازم اسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا مظہر ہے۔

ایک انڈے کے اندر جھانکیں۔ اس میں ایک مرکزہ ہے جسے ایمبریو کہتے ہیں جو لاتعین ذات کا مظہر ہے۔ سفید مواد نور اسم ذات اور زرد مواد نور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح اسماء میں بھی ۳ حرفی وحدت موجود ہے۔ ملک' جان' انس' شمس' قمر

نجم، آب، خاک، نار، باد، حجر، شجر، کوہ، دمن، مادہ میں بھی یہ وحدت موجود ہے۔ گیس، مائع، ٹھوس، پس خالق و معبود کا یہ ازلی ابدی تعلق ہر جگہ ہر شے میں موجود ہے۔

وحدت الوجود کو ہم یکسر موقوف نہیں کر سکتے لیکن اس کی تکمیل ہمہ اواست در مغز و پوست کا مصداق بننے سے ہی ہوتی ہے۔

آدم کو خدا مت کہو آدم خدا نہیں
لیکن خدا کے نور سے آدم جدا نہیں

ہمہ اواست در مغز و پوست (وحدت المقصود) کے تین درجات ہیں:

۱- مقام فی اللہ۔ ۲- مقام لی مع اللہ۔ ۳- مقام ھو اللہ۔

توحید کا پہلا قاعدہ: ۱- مقام فی اللہ یعنی فنا فی نور اللہ۔ اس کے مزید تین درجات ہیں۔ ۱- تصور قرب فی اللہ۔ ۲- تصور وصال فی اللہ۔ ۳- تصور وہم وحدانیت استغراق فی اللہ۔

۱- تصور قرب فی اللہ: سنو! کہ ریاضت راز کے لئے، مجاہدہ مشاہدہ کے لئے، عبودیت ربوبیت کے لئے، سراسرار کے لئے، معرفت دائمی زندگی دل بیدار کے لئے، محبت محو محرمیت فی اللہ کے لئے اور فی اللہ بقا باللہ کے لئے ہے۔ قولہ تعالیٰ: نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد. میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں۔

قولہ تعالیٰ: جب تم مجھے پکارتے ہو تو میں تمہارے قریب ہوتا ہوں۔

اسم اللہ کے قرب کے تصور سے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

سجدہ سے قرب حاصل ہوتا ہے۔ "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ"

۲- تصور وصال فی اللہ: اسم اللہ کے تصور وصال میں طالب دریائے توحید نور میں سیر فی اللہ کرتا ہے جیسے سمندر میں مچھلی۔ قولہ تعالیٰ: وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ.

اللہ تعالیٰ سے متصل ہو جاؤ' اے طالب اللہ خدا تعالیٰ مشرق و مغرب' جنوب و شمال' فوق و تحت' چھ سمتوں میں نہیں ہے۔ غرق فی اللہ ذات سے بیمثل کا وصال حاصل ہوتا ہے۔ یہ نقدس جنس نہیں ہے (کہ تجھے ہاتھ میں پکڑا دیں۔)

۳۔ تصور استغراق فی اللہ: اس تصور اسم اللہ سے فقیر اسم اللہ کے نور میں مستغرق ہو کر دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ. اپنے آپ کو بھول کر (استغراق فی اللہ میں) اپنے رب کا ذکر کرو۔

ہر کہ از خود گم شود یا بدچہ چیز
غرق فی التوحید دیدارش لذیذ

جسم کو اسم (اللہ) میں یوں مٹا دیتے ہیں
بسم میں الف کو جیسے چھپا دیتے ہیں

دیدار الٰہی کے بھی دو مقام ہیں۔

۱۔ لقائے رب العالمین۔ ۲۔ رؤیت اللہ۔

۱۔ لقائے رب العالمین: تزکیہ کے بعد نفس قلب کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ تصفیہ کے بعد قلب روح کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ روح اور سر پر اسم اللہ کے نور کی تجلی ہو۔ نے سے نفس' قلب' روح' سر چاروں مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ طالب کو توفیق الٰہی ذور نور ربو.یہ -اصل ہو جاتا ہے۔

چار تھا میں تین ہو کر دو ہوا
دوئی سے گزرا تو پھر یکتا ہوا

الحدیث: رَأَيْتُ فِي قَلْبِي رَبِّي. میں نے اپنے قلب میں نور ربی دیکھا۔

قولہ تعالیٰ: مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا. جوکوئی اپنے رب کا لقاء چاہتا ہے اسے چاہئے کہ عمل صالح اختیار کرے۔

عمل صالح سے مراد خلاف نفس ہے۔ چاہئے کہ آفات نفس کو پہنچانے اور نفس کو لا الٰہ یعنی مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا جام موت پلا دے۔ قلب کو ذکر اِلَّا اللّٰہُ سے صیقل کر کے اس میں نور ربوبیت کا جلوہ دیکھے۔ روشن ضمیری، الہام اور دائمی حیات حاصل کرے۔ روح کی تجلی سے عالم روحانیت میں داخل ہو جائے۔ تجلیات نور کا مشاہدہ کرے اور مقام سر میں باخدا ہو جائے۔

قولہ تعالیٰ: وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ. وہ تمہارے نفسوں میں موجود ہے تم اسے دیکھتے کیوں نہیں؟

۲ - رویت اللہ: رویت اللہ کی تین صورتیں ہیں۔

۱ - تصور موت سے رویت اللہ۔

تصور اسم اللہ یا تصور حروف اسم اللہ سے رویت اللہ۔

۳ - تصور نور سے رویت اللہ۔

۱ - تصور موت سے رویت اللہ: جاننا چاہئے اس بے مثل بے مثال کا دیدار نہ عکس ہے نہ معکوس۔ نہ زلف نہ خط نہ خال۔ اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ہے اور اسے مخلوق سے تشبیہہ دینا کفر و شرک ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز مومنین رویت اللہ سے مشرف ہوں گے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر فقیر کو ایک ہزار بار دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔ جب بھی تجلی نور ہوگی فقیر جذبۂ شوق سرشاری سے بے ہوش ہو جائیں گے۔ پچھتر ہزار سال کے بعد استغراق سے نکلیں گے تو ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ پکاریں گے۔ قبر میں نکیرین کے سوال جواب حساب کتاب اور پل صراط سے گزر کر جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جنت

میں دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔

رویت اللہ ایک تجلی کی صورت میں ہوتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ کبریا میں جب دیدار کی عرض کی تو کوہ طور پر اسم رب کے نور کی تجلی ہوئی۔ قولہ تعالیٰ: فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ. (الاعراف:۹-۱۴۳) پس تیرے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی۔ ایک دوسرے موقع پر جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے مطالبہ کیا کہ یا موسیٰ! ہم آپ پر اور آپ کے اللہ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم اپنی ظاہری آنکھوں سے اللہ کو نہ دیکھ لیں اور ایک تجلی ہوئی اور وہ سب مر گئے۔

پس دیدار تجلی کی صورت ہوتا ہے جس کو قلب جذب کرتا ہے اور روح دیدار سے مشرف ہو جاتی ہے۔ اس وقت سر ھو اور روح ھو الحق ھو پکارنے لگتی ہے۔ دیدار خواب میں مراقبہ میں، مکاشفہ میں طرفة العین میں ہوتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار کھلی آنکھوں سے ہوا۔

قولہ تعالیٰ: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی. (النجم:۲۷-۱۷)

۲ ۔تصور اسم اللہ یا تصور حروف اسم اللہ سے رویت اللہ: تصور اسم اللہ کلید دیدار ہے۔ جو کوئی اسم اللہ یا حروف اسم اللہ کا تصور کرتا ہے۔ اسم یا حروف میں سے نور ذات کی تجلی ہوتی ہے جس میں گم ہو کر طالب دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو وادئ طور میں درخت سے نور اللہ ہویدا ہو کر اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (القصص:۲۰-۳۰) میں تیرا اللہ ہوں کی آواز آ رہی تھی۔ اسی طرح فقیر ، لب دیدار رویت اللہ سے مکرم و مشرف ہو جاتا ہے۔

۳ ۔تصور نور سے رویت اللہ: تصور نور دو مقامات وجود پر کیا جاتا ہے۔

۱ ۔سر دماغ میں۔ ۲ ۔قلب میں۔

۱ ۔دیدار بخش خورد میں فرمایا۔ خاص نوع کے اہل تصور خاص الخاص تصور سر دماغ

میں کرتے ہیں۔ اس تصور والے کو بندۂ روح الانوار دوام مشرف دیدار کہتے ہیں۔

۲- دوسرا تصور نور قلب میں کیا جاتا ہے۔ جو قرب جمعیت بخشتا ہے۔ اس تصور نور والا دوام مشرف دیدار حضور ہوتا ہے۔

نفس دم دل روح اس سے بے خبر
حلۂ نوری سے دیکھوں بانظر

جب طالب مولیٰ کو قرب، وصال، استغراق سے وہم وحدانیت نصیب ہو جاتا ہے تو اس کے وجود سے غل وغش، وہمات، وسواس ہر قسم کے خطرات نکل جاتے ہیں۔ نفس اور شیطان میں تفریق ہو جاتی ہے۔

توحید کے اس مقام پر الہام ہونے لگتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر (وہ تین طریق سے کلام فرماتا ہے)

۱- الہام سے۔ ۲- پردہ کے پیچھے سے۔ ۳- فرشتہ کے ذریعہ وحی بھیج کر۔

پس پردہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ وحی کے ذریعے سے پیغمبران عظام سے خطاب فرمایا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کے ذریعہ اور شب معراج براہ راست کلام فرمایا۔ اولیاء عظام کو الہام سے جواب باصواب نصیب ہو جاتا ہے جن کو الہام نہیں ہوتا ان کو نعم البدل عطا کیا جاتا ہے۔ اہل قرب کو دلیل قرب جلیل سے۔ اہل وصال کو خیال مقام وصال سے اور اہل استغراق کو وہم مقام وحدانیت سے ہوتا ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ.

توحید کا دوسرا قاعدہ مقام لی مع اللہ ہے

اللہ تعالیٰ کن کے ساتھ ہے؟

۱- مع اللہ صابرین ہیں	اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔
۲- مع اللہ متقین ہیں	اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔

۳-مع اللہ مومنین ہیں اللہ تعالیٰ مومنین کے ساتھ ہے۔

مع اللہ وہ ہوتے ہیں جو......

۱-مع اللہ کسی دوسرے کو الہ نہیں مانتے۔

۲-مع اللہ کسی دوسرے کو نہیں پکارتے۔

۳-مع اللہ کسی دوسرے کو خدا کا شریک نہیں ٹھہراتے۔

وہ اللہ کی ذات کے سوا کچھ طلب نہیں کرتے۔ نہ جنت کی طمع رکھتے ہیں اور نہ دوزخ سے خوف کھاتے ہیں۔

ہجرت کے دوران رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غار ثور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ قیام کیا اور قریش مکہ کافرین کی ایک جماعت غار ثور کی چڑھائی چڑھتے ہوئے غار کے دروازہ پر پہنچ گئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حزن پیدا ہوا۔ مبادا وہ لوگ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان پہنچائیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللہَ مَعَنَا. (القرآن) حزن مت کریں ہم مع اللہ ہیں۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہم باخدا ہیں۔ جب اولیاء اللہ کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے تو ان کے وجود سے ہر قسم کا خوف غم اور حزن نکل جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْن. بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی حزن (غم)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لِیْ مَعَ اللہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَنَبِیٌّ مُرْسَلٌ. میرا اور اللہ کا ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں ملک مقرب اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں۔

فرشتہ گرچہ رکھتا ہے قرب درگاہ

نہ گنجد در مقام مقام لِی مَعَ اللہ

اس مقام پر رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں مع اللہ اس طرح محو ہوں کہ مجھے جنت اور دوزخ دونوں کی کوئی خبر نہیں۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں تیس سال سے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوں۔ لوگ سمجھتے ہیں ہمارے ساتھ باتیں کر رہا ہے۔ اس مقام پر نہ دعا ہے نہ رضا۔

طالب بیا طالب بیا طالب بیا
تارسانم روز اوّل باخدا

(رسالہ روحی شریف)

عالم شدم از علم وحدت باخدا

توحید کا تیسرا قاعدہ: اس کے دو درجات ہیں:

۱- ہمہ اوست در مغز و پوست۔ ۲- وَاِذَا تَمَّ الْفَقْرَ فَهُوَ اللّٰہِ۔

۱- ہمہ اوست در مغز و پوست: طالب جو وحدت المقصود میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کے وجود میں ہمہ اوست در مغز و پوست کی صورت پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے جسم سے اگر خون کا ایک قطرہ زمین پر گر پڑے تو زمین پر درست اسم اللہ لکھا جاتا ہے۔ ایسے طالب مولیٰ کو سر وحدت سبحانی نصیب ہو جاتا ہے۔

الف احد جد دتی وکھالی از خود ہویا فانی ھو
نہ اوتھے قرب وصال نہ منزل نہ اوتھے کون مکانی ھو
نہ اوتھے عشق محبت کائی نہ اوتھے جسم نہ جانی ھو
عین وعین تھیوسی (حضرت) باھوؒ سر وحدت سبحانی ھو

فقیر کا وجود اس حدیث قدسی کا مصداق بن جاتا ہے۔

فرمایا۔ جو شخص نوافل سے میرا قرب ڈھونڈتا ہے میں اس کی زبان ہو جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت کی زبان سے کلام کرتا ہے، میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں کہ

وہ میری قدرت کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت کے کانوں سے سنتا ہے......

من برنگ یار گشتم یار رنگ من گرفت

اسم اللہ ذات چار ہیں۔ جب فقیر ان چاروں اسماء کو طے کر لیتا ہے تو اسے چار قسم کے تصرفات نصیب ہو جاتے ہیں۔

۱- اسم اللہ کے تصور تصرف سے فنا فی اللہ۔ بقا باللہ۔ دیدار الٰہی سے مشرف اور یکتائی حاصل کر لیتا ہے۔ ہر وقت نور اللہ میں گم رہتا ہے۔

۲- اسم للہ میں اپنے وجود کو طے کرنے سے زمین و آسمان کے لشکروں پر تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

(الفتح: ۲۶-۶)

۳- اسم لَہٗ میں وجود طے کرنے سے لاہوت لامکاں میں عالم ارواح پر متصرف ہو جاتا ہے۔ زبان سیف ہو جاتی ہے۔ قولہ تعالیٰ: اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنَ.

۴- اسم ھو میں وجود طے کرنے سے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ. علم لدنی اور حضوری حق حاصل ہوتی ہے۔

اسم اللہ ذات کے تصور اور با تفکر مشق سے وجود میں چوبیس لطائف انوار ذات کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر اسم اللہ کا نور ہاتھوں میں متجلی ہو جائے تو ایسے ہاتھ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کا نمونہ بن جاتے ہیں۔ ایسا فقیر اگر چاہے تو ہاتھ کی ایک جنبش سے ہی ہر چیز زیر و زبر کر دے۔ ایسے فقیر کو لب ہلانے کی حاجت نہیں ہوتی۔

جس فقیر کی آنکھوں میں نوری لطیفہ متجلی ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھیں

؎ اک نگاہ جسے عاشق تکے لکھ ہزاراں تارے ہو!

؎ نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کا نمونہ بن جاتی ہیں۔

جب یہ نوری لطیفہ زبان میں ظاہر ہوتا ہے تو فقیر کی زبان سیف الرحمٰن ہو جاتی ہے۔ جس کام کو کہتا ہے ''ہو جا'' تو وہ جلد یا بدیر اپنے وقت پر ضرور پورا ہو جاتا ہے۔

جب یہ نور فقیر کے سینہ میں منور ہو جاتا ہے تو فقیر کا سینہ مہبط الٰہی کا خزینہ بن جاتا ہے۔ لوح ضمیر پر لوح محفوظ کے علوم نازل ہونے لگتے ہیں۔

جب یہ نوری لطیفہ کانوں میں بیدار ہو جاتا ہے تو کانوں میں روز الست کی آواز سنائی دینے لگتی ہے۔

جب یہ نوری لطیفہ دماغ میں متجلی ہوتا ہے تو فقیر پر انوار الٰہی کی بارش ہونے لگتی ہے۔ وہ زندگی میں ہی مقامات موت کو طے کر لیتا ہے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی ملاقات اسے نصیب ہو جاتی ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس سے جواب باصواب شروع ہو جاتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی بیدار ہو جاتا ہے تو قلب کا تصفیہ مکمل ہو جاتا ہے۔ غل وغش اس سے نکل جاتے ہیں۔ شیطان کی راہ بند ہو جاتی ہے۔ ایسا فقیر ''تو میرے بندوں پر غالب نہ آ سکے گا'' ...... کا مصداق بن جاتا ہے۔ اس کا قلب سلیم ہو کر دائمی حیات کا وارث بن جاتا ہے۔ اسے الہام ہونے لگتا ہے۔ وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ قلب منیب میں قرب اور حضوری اور دیدار الٰہی نصیب ہو جاتا ہے۔ جب قلب شہید حاصل ہو جاتا ہے تو وہ یکتائی میں ماسویٰ اللہ کسی دوسری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

وحدت المقصود میں فقیر کو چار قسم کے راز نصیب ہو جاتے ہیں۔

۱- راز الہام۔ ۲- راز معرفت۔ ۳- راز توحید۔ ۴- راز نور۔

۱- راز الہام کا مقام قلب ہے اور ہر آواز مقام الست سے آتی ہے۔

۲- راز معرفت کا مقام سر دماغ ہے۔ اس کو آواز نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے آتی ہے۔

۳- راز توحید کل و جزو کی طے میں ہے جس کی آواز سراسر ارقرب پروردگار لامکانی سے آتی ہے۔

۴- راز نور میں آواز قرب الحق کی حضوری سے آتی ہے۔

مقامات مشاہدہ: زبانی تسبیح خوانی، مشاہدات، نفس، قلب، روح، آفتاب، ماہتاب، ملائکہ، جنات، شیطان، آتش، باد، آب، خاک، صورت شیخ سب مقام ناسوت سے ہیں۔ مقام توحید کا مشاہدہ فنا فی اللہ بقا باللہ مقام لاہوت سے ہے جو خاص مقام ذات و توحید باری تعالیٰ کا ہے۔ جب فقیر اس مقام پر آتا ہے تو ہمہ اوست در مغز و پوست ہو جاتا ہے۔ مقام توحید میں غرق ہو کر ناسوتی مقامات سے الگ ہو جاتا ہے۔ (عین الفقر)

جب توحید مطلق صاحب تصور کی طرف غایت تمام رخ کرتی ہے تو اس کا نفس قلب اور قلب روح ہو جاتی ہے۔ روح سر ہو جاتی ہے اور سر مقام خفی میں اور خفی مقام انا میں آ جاتا ہے۔ انا جب یخفیٰ میں آ جاتا ہے تو اسے توحید مطلق کہتے ہیں۔ اس طرح آخر سے اوّل منطبق ہو جاتا ہے۔ جس طرح توحید سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوا نور محمدی سے روح اور روح سے نور (متجلی ہوا) پھر اسم، جسم، قلب، نفس، قالب اربعہ عناصر پیدا ہوئے۔ پس کامل مرشد اسی طرح مراتب، منزل منزل، مقام توحید میں غرق کرتا اور روز اوّل تک پہنچا دیتا ہے۔ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ. (الحدیث) (عین الفقر)

جب فقیر توحید میں کامل ہو جاتا ہے تو اس کے وجود میں تین مقامات پر نور

توحید ظاہر ہو جاتا ہے۔

۱- پیشانی پر۔۲-قلب میں۔۳-آنکھوں میں۔

پیشانی کا نور تو بارگاہ الہ میں سر بسجود رہنے سے قائم رہتا ہے۔ قلب کا نور حفاظت قلب سے قائم رہتا ہے۔ قلب کی اس طرح حفاظت کرے کہ اس میں ماسویٰ اللہ خیال غیر کو بھی داخل نہ ہونے دے اور آنکھوں کا نور شریعت اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر عمل میں نگاہ رکھنے سے قائم رہتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: وہ ایسے ہیں گناہوں سے توبہ کرنے والے۔ اللہ کی عبادت کرنے والے۔ اس کی حمد کرنے والے۔ روزہ رکھنے والے۔ رکوع کرنے والے۔ سجدہ کرنے والے۔ نیک باتوں کی تعلیم دینے والے اور بری باتوں سے باز رہنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے۔ ایسے مومنین کو بشارت دے دیجئے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ (القرآن)

۲-توحید افعال واعمال

ابراہیم علیہ السلام نے نیت کی اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَاطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ. میں نے نیت کی اور اپنا چہرہ آسمان و زمین کے منتظم کی طرف کر لیا۔ میں حنیف ہوں اور مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بندے کا ہر عمل اور فعل جب تک اللہ تعالیٰ کی خاطر نہ ہو جائے اس کے اعمال خالص نہیں ہو سکتے۔ اِنَّ الصَّلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. (القرآن) میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور موت سب اللہ کے لئے ہے۔

توحید کے اس مقام پر جو عمل بھی کرے۔ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرے۔ نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھے۔

حج کرے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مدنظر ہو۔

کسی کی مالی امداد کرے تو مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہو۔

کسی پر احسان کرے تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے اور اس کا اجر بھی خدا تعالیٰ سے چاہے۔

بچوں کے لئے رزق کمانے کے لئے نکلے تو اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

غرضیکہ جو کام بھی کرے اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے۔ اس طرح ہر عمل میں توحید کا رنگ جھلکنے لگے گا اور ہر عمل و فعل توحید کے تابع ہو جائے گا۔

توحید وصال

اس توحید کے چار مقامات ہیں۔

۱- توحید قرب الہ۔

۲- توحید قرب دیدار الہ۔

۳- توحید مع اللہ باخدا۔

۴- توحید فنا فی اللہ بقا باللہ

توحید قربِ الہ

قولہ تعالیٰ: نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد. میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں۔

قولہ تعالیٰ: فَاِنِّیْ قَرِیْب" ٥ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میرے متعلق آپ سے پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ میں ان کے بہت قریب ہوں۔

قولہ تعالیٰ: وَسْجُدْ وَاقْتَرِبْ. اس کی بارگاہ میں سجدہ کرو اور اس کا قرب حاصل کر لو۔

حدیث قدسی میں فرمایا۔ وہ دو ہوتے ہیں تو میں تیسرا ہوتا ہوں، وہ تین ہوتے ہیں تو میں چوتھا ہوتا ہوں۔

قرب کے تین مدارج ہیں۔

۱-قرب اللہ جل جلالہ-۲-قرب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم-
۳-قرب شیخ۔

قرب کے لئے تین طرح کے تصورات کیے جاتے ہیں۔قرب اللہ کے لئے اسم اللہ ذات کا تصور کیا جاتا ہے اور قرب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات کا تصور کیا جاتا ہے۔قرب شیخ کے لئے شیخ کا تصور کیا جاتا ہے۔ جب کوئی طالب بطورنعم البدل اپنے وجود کی نفی کر کے شیخ کے وجود کا اثبات اپنے وجود پر کرتا ہے اور دم کے ساتھ قل ھو اللہ پڑھتا ہے تو جس مقام یا منزل کی نیت کرتا ہے وہاں پر اپنے آپ کو باطنی وجود کے ساتھ پاتا ہے۔فقیر نے ایک روز حضرت حبیب سلطانؒ کے تصور سے اس سبق کو پڑھا تو استغراقی کیفیت میں اپنے وجود سے باہر نکلا بایاں پاؤں اپنی ناف پر رکھا اور دایاں پاؤں اٹھا کر شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب رکھ دیا۔ آج کل عام رواج ہے کہ ہر پیر اپنے مرید کو کہہ دیا کرتا ہے کہ میرا تصور کیا کرو اگر مرشد ناقص ہوگا تو اس کا تصور محض بت پرستی ہے۔ کبھی کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ باطن میں غل و غش اور دل کی سیاہی بڑھ جائے گی۔ جبکہ کامل مرشد کے تصور سے وہ یکبارگی دستگیری فرما کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس میں حاضر کر دے گا۔

قولہ تعالیٰ: وَاعْتَصِمُوْا بِاللهِ. اللہ تعالیٰ سے متصل ہو جاؤ۔ (اس کا قرب حاصل کرو)

قرب اللہ کے لئے اسم اللہ ذات کا تصور کیا جاتا ہے اسم اللہ ذات

خوشخط لکھ کر طالب کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی کلمہ طیبہ کے ذکر کی تلقین کی جاتی ہے۔ تصور کی کثرت سے قرب الٰہی نصیب ہو جاتا ہے جس سے

ان کا ہی تصور ہے محفل ہو کہ تنہائی

جیسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تصور اسم اللہ ذات اور الا اللہ کے ذکر مذکور سے الہام کا نعم البدل قرب رب جلیل سے دلیل۔ مقام وحدانیت سے سلطان الوہم اور مقام وصال سے خیال کی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ طالب جب بھی خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہے جواب باصواب سے مشرف ہو جاتا ہے۔ تجرید و تفرید کی کیفیتیں بھی تصور اسم اللہ ذات کے تصور کی کثرت سے وجود میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

تجرید سے مراد مجرد ہو جانا ہے۔ یہ ایسی کیفیت ہے جس میں نفس، قلب کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ قلب روح کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ روح سر کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور سر نور کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جب چاروں ایک ہو جاتے ہیں تو فقیر کو جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اور اس کے وجود سے ہر قسم کا وہم و خطرات، وسواس، غل و غش دور ہو جاتا ہے۔

تفرید سے مراد ایسی کیفیت ہے۔ جس میں طالب فرد واحد بن جاتا ہے۔ وہ لوگوں میں بیٹھ کر ان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے۔ دنیاوی کاموں میں مصروف نظر آتا ہے لیکن اس کا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ فرد واحد ہوتا ہے۔

اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور سے استغراق اور درود شریف کی کثرت سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس نصیب ہوتی ہے۔ بعض خوش نصیب حضور پاک کی بیعت سے بھی مشرف ہو جاتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نگاہ وتوجہ سے اس کے وجود میں صدق و صفا پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نگاہ وتوجہ سے اس کے وجود میں عدل اور محاسبہ نفسی پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نگاہ وتوجہ سے اس کے وجود میں حیاء وسخا پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہ وتوجہ سے اس میں علم شجاعت حیدری حلم اور فقر پیدا ہو جاتا ہے۔

توحید قرب دیدار الٰہ

قولہ تعالیٰ: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْ فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ. (البقرہ:۱-۱۱۵) تم جس طرف بھی اپنا منہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کا چہرہ اسی طرف ہے۔

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
تجلی تیری ذات کی سو بسو ہے

اس مقام پر اسم اللہ کے تصور سے اس کے حروف کے درمیان سے نور اسم ذات کی تجلیات پیدا ہوتی ہیں۔ جس کے بحر انوار میں گم ہو کر طالب مشرف دیدار ہو جاتا ہے اور طالب کو ہر طرف نور ذات ہی نظر آنے لگتا ہے۔ سلطان العارفین نے رسالہ روحی شریف میں اس مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر پردہ را از خود براندازی ہمہ یک ذات و دوئی ہمہ از احول چشمیت۔ اگر (دوئی) کے پردہ کو اپنے اوپر سے اتار ڈالے گا (تو معلوم ہوگا) کہ ہر طرف ایک ہی ذات جلوہ گر ہے۔ دوئی تو آنکھ کے بھینگا پن کے باعث نظر آتی ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربی جب اس مقام پر پہنچے تو انہوں نے مکاشفہ میں ہر طرف ایک ہی ذات کا مشاہدہ کیا اور اسی پر اپنے

نظریہ وحدت الوجود کی بنیاد رکھی۔

توحید مع اللہ باخدا

قولہ تعالیٰ: هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ. میں تمہارے ساتھ ہوں جہاں کہیں تم ہو۔
حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب و بنی مرسل میرا اور اللہ تعالیٰ یعنی مع اللہ کا ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں کسی مقرب فرشتے اور رسول کی پہنچ نہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا. حزن مت کریں ہم مع اللہ ہیں۔ باخدا ہیں۔ اس مقام پر حزن ختم ہو جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک اطاق ہو اور اس اطاق میں ایک قندیل ہو روشن گویا کہ چمکتا ہوا موتی (اس قندیل) میں ایک روشن چراغ ہو جو روغن زیتون سے جو نہ شرقی ہو نہ غربی جل رہا ہے۔ وہ تیل ایسا ہے جیسے خود بخود جل اٹھتا ہو اور جب اس پر اسم اللہ ذات کے نور کی تجلی ہوتی ہے) تو وہ نور' علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس نور کی ہدایت عطا کر دیتا ہے۔ اس مثال میں اطاق سے مراد عنصری وجود انسانی ہے' قندیل سے مراد قلب چمکتا ہوا موتی ہے' روشن چراغ سے مراد روح ہے' روغن زیتون سے مراد معرفت کا نور ربوبیت نورانی تجلی سے اسم اللہ ذات کا جلوہ ہے۔ جس سے وجود میں نور ہدایت پیدا ہو جاتا ہے۔ فقیر جب اسم اللہ ذات کے نور میں گم ہو کر نور بن جاتا ہے تو توحید میں کامل ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ دریائے ژرف توحید میں غوطہ زن رہتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

توحید فنا فی اللہ بقا باللہ

جو کوئی اسم اللہ ذات میں گم ہو جاتا ہے اس کا نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا

ہے اور اس نفسانی وجود کی بجائے روح قلبی نورانی وجود کو بطور جسم یا لباس اختیار کر لیتی ہے۔جس سے بقا باللہ کا مقام اور دائمی حیات نصیب ہو جاتی ہے۔

قولہ تعالیٰ: كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (المجادلہ:۲۸-۲۲)

اور ہم نے ان کے قلوب میں (نور) ایمان ثبت کر دیا ہے اور اس کو روح سے مدد دے دی ہے۔

کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے لیکن محمد رسول اللہ اس کا لازمی حصہ ہے۔جس کے بغیر کوئی شخص اسلام میں داخل ہو کر مسلمان نہیں ہو سکتا۔توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کوئی فرق نہ جانے۔

محمد ﷺ کو مت کر خدا سے جدا
محمد ﷺ ملے تو خدا مل گیا

نجات مردم جان لا الہ الا اللہ
کلید قفل جناں لا الہ الا اللہ
چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیولعین
در آکہ ورد زبان لا الہ الا اللہ

سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

خودی کا سر نہاں لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

توحید میں داخل ہونے کے چند طریقے ہیں۔

عقیدہ توحید: یہ کہ اللہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے پختہ کر لے۔

اعمال توحید: یہ کہ اپنا ہر عمل قول و فعل اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کے حکم کے تابع کر دے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے نمونہ بنا لے۔

توحید وصال کا سلوک

پہلا طریقہ ذکر اللہ سے توحید میں داخل ہونا

کامل مرشد تصور اسم اللہ اور ذکر کلمہ طیبہ سے دریائے توحید میں غوطہ دے کر طالب کے وجود کو پاک کر دیتا ہے۔ جس سے وجود میں موجود غل وغش دور ہو کر یکتائی کا نور پیدا ہو جاتا ہے۔

کلمہ طیبہ کے جز الا اللہ کے غایت الغایت لا نہایت غلبات سے فنا فی اللہ بقا باللہ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ جس میں محو ہو کر ذاکر کو نہ اپنا آپ یاد رہتا ہے نہ مقامات۔ یہ الا اللہ کی معرفت اور توحید ذات کے لازوال مراتب ہیں جس میں نور اللہ بے مثل کی تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اسے معرفت الا اللہ قرب حضوریت کہتے ہیں۔ ؎

از دل بدر کن پیشہ خطرات را
تابیابی وحدت حق ذات را

ذکر غرق ہونے کا نام ہے۔ غرق ہونے سے لوح ضمیر میں وحدانیت کے ورق سے علم واردات ننہ نات غیبی کھل جاتی ہیں اور یہ سب کچھ اسم اللہ کے تصور اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔

چناں غرق گشتم بدریائے وحدت
کہ ازل و ابد را خبر ہم ندارم

دوسرا طریقہ ذکر مذکور سے توحید حاصل کرنا

ذکر بھی دوری ہے طالبا! غرق نور ہو
تا کہ مصطفیٰ کی نظر میں دائم حضور ہو

ابتداء بھی نور آخر بھی نور ہے
ذکر با مذکور سے حاصل حضور ہے

قولہ تعالیٰ: فَاذْكُرُوْنِىْ اَذْكُرْكُمْ. (البقرہ:۲-۱۵۲) تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ الا اللّٰہ کے ذکر کے غلبہ سے ذاکر کو ایسی کیفیت ہو جاتی ہے جس میں اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ سے باشعور رہ کر جواب باصواب ملنے لگتا ہے اور ذاکر نور توحید میں گم ہو جاتا ہے۔

شرک و کفر سے باز آ اے بت پرست
تا کہ حاصل ہو تجھے وحدت الست

تیسرا طریقہ غرق نور ہو کر توحید حاصل کرنا

مرشد قادری سروری کامل مکمل اکمل جامع مجموعۃ الفقر و مجموعۃ القرب و مجموعۃ المعرفت و مجموعۃ التوحید غرق نور کو کہتے ہیں۔ ایسا مرشد ہی ارشاد کے لائق ہوتا ہے۔

تصور اسم اللّٰہ ذات سے استغراق فنا فی اللّٰہ نور حاصل کرنے اور بمد نظر اللّٰہ منظور ہونے کو معرفت الٰہی وحدانیت کہتے ہیں۔

رفت قلبش رفت روحش رفت نفس سر ہوا
نور بودم نور باشم غرق فی اللّٰہ باخدا

باتصور اسم اللہ شو فنا
تا کہ حاصل ہو تجھے وحدت خدا

چاہئے کہ اپنے وجود میں سے اسم اللہ ذات کے دریائے توحید نور میں اس طرح غوطہ لگائے۔ جس طرح مچھلی غوطہ لگا کر پانی میں گم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فنا فی اللہ بے حجاب کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

چناں کن جسم را در اسم پنہاں
کہ مے گرود الف در بسم پنہاں

چوتھا طریقہ تصور اسم اللہ سے توحید حاصل کرنا

کامل مرشد اسم اللہ خوشخط لکھ کر طالب کے ہاتھ میں دیتا اور توجہ باطنی سے تصور کھول دیتا ہے۔ تصور کی کثرت سے حروف اسم اللہ ذات کے اندر شعلہ نور پیدا ہونے لگتا ہے۔ جو طالب کے ظاہری حواس کو بستہ کر لیتا ہے اور طالب نور توحید میں گم ہو جاتا ہے۔

ہر کہ از خود گم شود یا بدچہ چیز
نور بانورش رسد اے باتمیز
ہر کہ از خود گم شود از خود فناء
باخدا او وحدت رسد گردد فناء
ہر کہ از خود گم شود آنچاچہ ہست
در مقامے غرق وحدت با الست
باھو در دریائے فی اللہ غرق نور
نیست مرگ آں را کہ باشد حق حضور

پانچواں طریقہ مراقبہ سے توحید حاصل کرنا

اس طریقہ میں وحدانیت کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔ جس سے ہمیشہ کے وحدانیت میں غرق وصال ہو کر یکتا ہو جاتے ہیں۔ حدیث قدسی میں فرمایا۔ دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالٰی اپنے نفس کو چھوڑ دے اور چلا آ۔

چھٹا طریقہ وہم وحدانیت سے توحید حاصل کرنا

تصور وحدانیت نور کا طریقہ ہے کہ وہم وحدانیت سے یہ خیال پختہ کیا کرے کہ مجھ میں اللہ کا نور ہے اور میں اللہ کے نور میں گم ہوں۔

مرداں باخدا بناشد
لیکن از خدا جدا بناشد

ساتواں طریقہ مرشد کی نگاہ سے توحید حاصل کرنا

کامل قادری مرشد جب طالب پر ایک نگاہ ڈالتا ہے تو اسے نور توحید میں گم کر دیتا ہے اور اس کی دستگیری کر کے اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے جو مرشد نور کی صورت طالب کو نور ذات میں غرق کر کے وحدانیت کے دریائے ربوبیت میں غرق نہ کر دے اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔

مرید صدیق ہوتا ہے۔
طالب اہل تصدیق (قلبی) کو کہتے ہیں۔
عارف صاحب تحقیق (محقق ہوتا) ہے۔
واصل بحق رفیق ہوتا ہے۔
عالم وہ ہے جو با توفیق ہو۔
فقیر فنا فی اللہ غرق بوحدانیت دریائے عمیق ہوتا ہے۔

فقر فخر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

فقر ہے فخر محمد ﷺ فقر ہے نور خدا
فقر کی تسخیر میں لوح و قلم ارض و سماء
تم الفقر میں اللہ اللہ مع اللہ با خدا
فقر روح انبیاء ہے فقر تاج اولیاء

فقیر الطاف حسین

فقر فخر محمدی ﷺ

اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے فقیر کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔ قولہ تعالیٰ۔ وَاللّٰہُ غَنِیّ'' وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب اس کی بارگاہ کے سائل ہو۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہوا قولہ تعالیٰ: وَوَجَدَکَ عَائِلاً فَاَغْنٰی۔ پس ہم نے آپ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔

عربی لغت میں فقیر غریب اور مفلس کو کہا جاتا ہے۔

فقراء کو قرآن مجید نے تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱- تارک دنیا فقیر

۲- مہاجرین فقرا

۳- غریب اور مفلس فقیر

(۱) تارک دنیا فقیر

اے ایمان والو تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اپنے نفس کی بھلائی کیلئے کرتے ہو اور تم کسی اور غرض سے (راہ خدا) میں خرچ نہیں کرتے سوائے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے اور تم جو کچھ خرچ کر رہے ہو تمہیں اس کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ اور تمہارے لئے کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ یہ ان فقراء کا (حق) ہے۔ جنہوں نے...... اپنے آپ کو فی سبیل اللہ (ترک دنیا کر کے) مقید کر لیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے)

ان کے پاس اتنی استطاعت نہیں کہ ملک میں چل پھر سکیں جاہل ان کو سوال نہ

کرنے کے باعث غنی خیال کرتا ہے۔ تم ان کو ان کے چہرہ پر (فقر و فاقہ کے اثرات) سے جان سکتے ہو وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

تم ان پر جو کچھ بھی خرچ کرو گے بے شک اللہ تعالیٰ کو اس کا خوب اندازہ ہے جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات اور دن میں خفیہ یا اعلانیہ (پوشیدہ اور آشکارا) سو ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ اور نہ ان کو کوئی خوف ہے اور نہ ہی ان کو کوئی غم ہو گا۔ (پ ۳ ع ۵)

قرآن مجید کی ان آیات میں اصحاب صفہ کی اس جماعت کا ذکر کیا گیا ہے۔ جنہوں نے اللہ و رسول کی محبت اور اتباع میں اپنا گھر بار مال و متاع چھوڑ کر مدینہ منورہ میں آ بسے تھے۔ ان کے پاس زندگی کا کوئی ساز و سامان رہائش کیلئے کوئی مکان حتیٰ کہ اکثر کے پاس پہننے کیلئے پورے کپڑے موجود نہ تھے۔ وہ اللہ و رسول پر راضی تھے اللہ و رسول ان پر راضی تھا۔ وہ کوئی غریب اور مفلس و نادار لوگوں کی جماعت نہ تھی۔ ان میں قبائل کے سردار عالم فاضل اور اپنے اپنے علاقہ میں عز و جاہ اور دنیا میں بڑے بڑے بلند مراتب رکھنے والے لوگ موجود تھے۔ ناگفتہ بہ حالات کے باوجود نہ تو وہ کسی سے کوئی سوال کرتے اور نہ ہی کوئی حاجت رکھتے۔ ان کی مشترکہ رہائش گاہ مسجد نبوی کے قریب ایک چبوترہ تھا۔ وہ قرآن مجید حفظ کرتے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دین کے مسائل سیکھ کر ان پر عمل کرتے۔ اہل محلہ یا ضرورتمندوں کو بازار سے سودا سلف لا دیتے ان کے چھوٹے موٹے کام بغیر کچھ اجرت لئے کر دیتے اور جہاد میں جذبہ شہادت سے سرشار حزب اللہ بن کر کافروں سے جنگ کرتے۔ کچھ لوگ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لے آتے اور بازار میں فروخت کر کے حاصل ہونے والی رقم سے اپنے بھائیوں کی ضروریات کی چیزیں خرید لاتے۔ غنی صحابہؓ ان کی ضروریات کا پورا پورا خیال رکھتے۔ اگر گھر میں کوئی اچھی چیز

پکائی جاتی تو ہدیۃً ان کو بھجوا دیتے۔ دودھ اور پھلوں سے ان کی تواضع کرتے مالِ درمے سخنے ان کی خدمت کیلئے حاضر رہتے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے گھر میں تو پیٹ بھر کر کھانا کھایا جائے اور اصحاب صفہ بھوکے سوئیں۔ انہی لوگوں کو قرآن مجید نے فقراء کا خطاب دیا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ. فقر فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

قرآن مجید نے ان مہاجرین کو بھی فقیر کہا ہے جو اللہ و رسول کی رضامندی چاہتے تھے اور کافروں نے ان کا گھر بار مال و دولت لوٹ لیا اور ان کی اکثریت مکہ سے بحکم خدا ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آ گئی تھی۔ ان کی آبادکاری اور معاشی بنیادوں کی استواری بہت بڑا مسئلہ تھا۔ وہ دنیا کی دولت اور نعمتوں کے طلب گار نہ تھے۔ وہ اللہ و رسول کی محبت میں دیوانے اور اسلام کی خاطر ہر چیز قربان کر دینے پر راضی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان فقراء کی مدد کیلئے بھی حکم دیا ہے۔

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان سے دلوایا۔ سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط فرما دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوا دے (جیسا کہ فدک اور خیبر) سو وہ بھی اللہ و رسول کا حق ہے۔ اور (آپ کے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا۔ تاکہ وہ (مال فے) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آ جائے۔ اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ اس پر فقرائے مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے۔ جو اپنے گھروں

اور اپنے مالوں سے (جبراً ظلماً) جدا کر دیئے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طلب گار ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں۔ اور یہی لوگ سچے ہیں۔ اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو (مدینہ) میں (مہاجرین) کے آنے سے قبل ایمان لا چکے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے۔ اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور (فقرائے) مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے۔ اور (ان کی ضروریات کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔ اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (الحشر ۵۹ آیات ۶ تا ۹)

فقراء کی اس جماعت میں صدیق اکبر جیسے لوگ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے اپنا تمام مال گھر کی سوئی سلائی تک اللہ ورسول کی محبت اور اتباع میں دین اسلام کیلئے پیش کر دی تھی۔

فاطمہ سلام اللہ علیہ کا گھرانہ فقر کا کامل نمونہ تھا کہ گھر میں دنیا کا کچھ مال آنے ہی نہیں دیا۔ اور نہ ہی اس کی طلب کی۔ اگر کچھ وصول ہوا اسی وقت راہ خدا میں صرف کر دیا۔ کئی کئی دن نہ تو گھر میں چراغ روشن ہوتا اور نہ چولھا جلتا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرہؓ کے گھر کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔ اے فاطمۃ کیا میں کوہ اُحد کو حکم دوں کہ وہ تیرے لئے سونے کا بن جائے۔ خاتون قیامت نے جواب دیا۔ (ابا جی! فاطمۃؓ نے تو ہمیشہ فقر کو ہی پسند کیا ہے۔ یہ فقر اختیاری تھا محتاجی نہ تھی لا یحتاج تھا۔ سروری قادری سلسلہ میں فاطمۃ الزہرہ خاتون قیامت ہفت سلطان الفقراء میں سے پہلی سلطان الفقر ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَاءِ الْغَنِیَّ (الحدیث) اللہ تعالیٰ (دل کے) غنی فقراء کو پسند کرتا ہے۔

قرآن مجید نے سورۃ الحشر میں فقرائے انصار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مال

(نے) پر ان لوگوں کا بھی حق ہے۔ جو (مدینہ) میں (مہاجرین) کی آمد سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ وہ محبت کرتے ہیں ان سے جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں۔ اور نہیں پاتے اپنے سینوں میں کوئی رنجش اس چیز کے بارے میں جو مہاجرین کو دے دی جائے اور ترجیح دیتے ہیں ہیں انہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔ اور جس کو بچا لیا گیا اپنے نفس کی حرص سے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (الحشر ۹)

استغناء اور ایثار کی جو تعریف ان آیات میں کی گئی ہے اگرچہ فقرائے انصار کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے تاہم تمام صحابہ رضوان اللہ علیہ ان صفات کا نمونہ تھے۔ روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا سخت بھوکا ہوں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین کے گھروں سے پتہ کیا۔ وہاں پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کوئی ہے جو آج رات اس کی میزبانی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ انصار میں سے ایک آدمی اٹھا اور نو وارد کو اپنے گھر لے گیا تا کہ اس کے کھانے کا اہتمام کرے جا کر معلوم ہوا کہ بچوں کے کھانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ انصاریؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ بچوں کو بہلا کر سلا دے اور جب وہ دستر خوان پر مہمان کے ہمراہ بیٹھے تو چراغ کی بتی درست کرنے کے بہانے اسے بجھا دے۔ جب کھانا تیار ہوا تو اس صحابیہؓ نے بچوں کو سلا دیا۔ اور جب اس کا خاوند مہمان کے ساتھ کھانے کیلئے دستر خوان پر بیٹھا تو دیا بھی بہانہ سے بجھا دیا۔ مہمان کھانا کھاتا رہا اور میزبان ویسے ہی ہاتھ بڑھا کر واپس کھینچ لیتا۔ مہمان کو احساس ہی نہ ہونے دیا کہ اس نے کھانا نہیں کھایا اس طرح اہل خانہ نے رات بھوکے گزار دی دوسری صبح جب وہ صحابیؓ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اس شخص اور اس کی زوجہ نے جو کام کیا اللہ تعالیٰ نے اسے بہت پسند کیا اور اس پر ہنسے بھی۔

جنگ یرموک میں جب اسلام کو فتح ہوئی تو لوگ زخمیوں کو پانی پلانے کیلئے میدان جنگ میں مشکیزے لے کر پہنچ گئے۔ عکرمہؓ بن ابی جہل بھی مسلمان ہو کر اس جنگ میں شریک تھے اور زخموں سے چور چور پڑے تھے جب ان کی طرف پانی کا پیالہ بڑھایا گیا تو اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ کی پکار سن کر آپ نے پانی پلانے والے سے کہا کہ مجھے رہنے دو میرے بھائی کے پاس جاؤ جب وہ شخص اس کے پاس پہنچا تو دوسری طرف سے اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ پانی پانی کی آواز بلند ہوئی۔ اس زخمی نے کہا پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ اس طرح وہ شخص دس آدمیوں کے پاس پلانی پلانے کے لئے پہنچا۔ ہر بار اسے دوسرے حاجت مند کے پاس بھیج دیا گیا جب وہ آخری آدمی کے پاس پہنچا تو وہ جام شہادت نوش کر چکا تھا اس طرح جب وہ ایک ایک کر کے پہلے آدمی کے پاس پہنچا تو وہ سب شہید ہو چکے تھے۔ یہ تھا ایثار کا وہ جذبہ جو اسلام نے مسلمانوں میں پیدا کر دیا تھا۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس سرہ اپنے کھیتوں میں ہل چلایا کرتے اور فصل بو کر جب پک کر کاٹنے والی ہو جاتی تو غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے تا کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق کاٹ کر لے جائیں اور اپنے تصرف میں لائیں۔

فقر کیا ہے؟

فقر ایک نور ہے جس کی طلب جملہ انبیاء علیہ السلام نے بارگاہ کبریا میں کی لیکن مکمل نور فقر کسی بھی رسول کو عطا نہ ہوا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو عین ذات کے روبرو مشاہدہ تجلیات نور ذات کے وقت نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر بہکی نہ ٹھکی قولہ تعالیٰ۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی. حضور

پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نور ذات سے متصل نور فقر کو بھی دیکھا اللہ پاک نے پوچھا اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی۔ یا اللہ میں تجھ سے تیری ذات کو ہی چاہتا ہوں۔ پھر کہا میرے محبوب نبی تو نے اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق اور میری نعمتوں کو دیکھا تو نے کس چیز کو پسند کیا؟ عرض کی مجھے نور فقر ہی پسند ہے۔ پس نور فقر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور آپ نے اپنی امت کے سپرد کیا۔

قرآن مجید نے فقراء کی صحبت اور مجلس اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے نفس کو صبر (کی عادت ڈالیے) اور پابند کیجئے ان لوگوں (کی مجلس کا) جو صبح شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کیلئے کرتے ہیں اور دینوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں (یعنی توجہ) ان سے ہٹنے نہ پائے اور ایسے شخص کا کہا نہ مانیئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا یہ حال حد سے گزر گیا ہے۔ (الکہف:۱۸-۲۸)

فقیر کون ہے؟

فقیر لا یحتاج کو کہتے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب نار نمرود میں ڈالا گیا تو کئی قسم کی مخلوق۔ آپ کی امداد کیلئے حاضر ہوئی مگر آپ (علیہ السلام) نے ان کی طرف مطلق التفات نہیں کیا۔ اور کسی قسم کی مدد لینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ آپ کی مکمل توجہ مخلوق کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف تھی۔ الحدیث: **الفقر لا یحتاج الا الی اللہ** ۔ فقیر سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ بالآخر آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی مدد کیلئے کسی قسم کی التجا نہیں کی۔ آپ نے فرمایا میں کس لئے مدد مانگوں جب کہ وہ خود میری حالت سے بخوبی آگاہ ہے۔ آپ کی یہ کیفیت اس حدیث کے مطابق تھی۔ الحدیث: **الفقر لا یحتاج الی اللہ ولا الی غیرہ** فقیر نہ تو

اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت رکھتا ہے نہ اسکے غیر سے۔

فقیر اولی الامر

صاحب امر کو کہتے ہیں۔ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے نزدیک فقیر وہ نہیں ہے جو کچھ بھی نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جو جس کام کو کہے ہو جا وہ لازمی طور پر پورا ہو جائے۔

سلطان العارفینؒ نے فرمایا: اولی الامر بادشاہ نہیں بلکہ فقیر ہوتا ہے۔ اگر بادشاہ چاہے کہ فقیر سے ملاقات کرے تو فقیر کی مرضی ہے کہ وہ اس سے ملے یا نہ ملے۔ اگر فقیر اسم اللہ ذات کی توجہ اور جذب سے بادشاہ کو کھینچے تو بادشاہ ننگے پاؤں بھاگتا ہوا فقیر کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا۔ فقیر کو یہ طاقت بھی ہوتی ہے کہ جس بادشاہ کو چاہے اس کی ولایت سے معزول کر دے جیسا کہ بوعلی قلندرؒ نے دہلی کے مغل بادشاہ کو ٹھیکری کے ٹکڑے پر کوئلہ کی سیاہی سے یہ حکم جاری کر دیا تھا۔

باز خوان میں حاکم بد گوہرے
ورنہ بخشم ملک تو با دیگرے

اپنے اس بدقماش گورنر کو واپس بلالو ورنہ تمہارا ملک کسی دوسرے کو بخش دوں گا۔

فقیر ورد وظائف سے فارغ ہوتا ہے: الحدیث: حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتِ الْمُقَرَّبِیْنَ. نیکوکاروں کی نیکیاں مقربین کے نزدیک گناہ ہوتی ہیں۔ یعنی وہ ذکر فکر مراقبہ ورد وظائف کی بجائے۔ اسم با مسمی۔ مع اللہ۔ مست مع اللہ پیوست۔ فنا فی اللہ بقاء باللہ عین العیانی سر وحدت سبحانی۔ عین ذات کا روپ اور لی مع اللہ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی مجلس گاہ کا دائمی حضوری اور جواب باصواب سے مشرف ہوتا ہے۔ وَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ اس کا مقام ہوتا ہے۔

فقیر کی زبان سیف ہوتی ہے: الحدیث: لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ ٥

فقراء کی زبان سیف الرحمان ہوتی ہے۔

فقیر دعا بددعا نہیں کرتا: فقیر کی دلیل قرب رب جلیل ہے۔ اس کا خیال مقام وصال سے اور وہم مقام وحدانیت سے ہوتا ہے۔ جو چیز بھی اس کے وہم میں آتی ہے پوری ہو جاتی ہے نہ وہ دعا کرتا ہے نہ بددعا دیتا ہے۔

فقیر غنی ہوتا ہے: اللہ تعالیٰ کی ذات غنی حلیم۔ غنی حمید۔ غنی عن العالمین۔ غنی ذوالرحمۃ ہے۔ غنی اس ذات کو کہتے ہیں جس کو کسی سے کوئی حاجت نہ ہو اور ہر کسی کو اس سے حاجت ہو۔ سلطان العارفین نے فرمایا:

ہرچہ خواہی طالبا از من بخواہ
خود دہم یا ے وہانم از الہ

فقیر خواہش سے کلام نہیں کرتا: عام لوگ جب کوئی کلام کرنا چاہتے ہیں تو ان کے وجوہ کے اندر ایک خواہش پیدا ہوتی ہے جو دماغ کے حکم پر الفاظ کا جامہ پہن کر زبان سے ادا ہو جاتی ہے لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام خواہش نفسانی پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا ہر لفظ وحی الٰہی تھا۔ قولہ تعالیٰ: وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى آپ خواہش سے کلام نہیں کرتے بلکہ وہ سب وحی الٰہی ہے۔ سلطان العارفین باھو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

آنچہ ہے گویم نہ گویم از ہوا
در حضوری معرفت قرب از حیا

فقر کے تین حروف: ف۔ ق۔ ر۔ ف سے فنائے نفس ق سے قرب اللہ۔ ر سے راز۔

فقر کے متعلق فقیر کے چند اشعار

فقر ہے فخر محمد ﷺ فقر ہے نور خدا
فقر کی تسخیر میں لوح و قلم ارض و سما

تم الفقر میں اللہ لی مع۔ اللہ با خدا
فقر روح انبیاء اللہ ہے فقر تاج اولیاء

فقرے

فقیرا فقری نور ہے
یہ قلب کوہ طور ہے
الہام با مذکور ہے
غرق میں ہے با خدا
نہ طالب جنت و حور ہے

فقراء اور علماء میں فرق

علماء صاحب ادب صاحب شرع وارث الانبیاء ہیں فقراء تارک فارغ صاحب کر وفکر۔ معرفت الٰہی۔ وارث فقر وخلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم غرق مع اللہ دوام خدا ہوتے ہیں علماء ہمیشہ شب و روز مطالعہ علم اس کی تکرار اور مذکورہ کی قیل وقال بں رہتے ہیں۔

فقراء ہمیشہ اشتغال اللہ میں مستغرق قرب وصال اللہ میں حضوری ہوتا ہے۔ عالم مبتدی صاحب مذکورہ ہوتا ہے۔

فقیر منتہی مع اللہ حضور ہوتا ہے۔

علماء کے مراتب ''اوتوالعلم درجات'' کے ہیں۔

فقراء کو قرب حق تعالیٰ غرق نور اسم ذات کے مراتب ہوتے ہیں۔ وَاذْكُر رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ○

درویش اور فقیر کے مراتب میں فرق

درویش لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا اور لوگوں کے نیک و بد کو جانتا اور بیان کرتا ہے

فقیر فنا فی اللہ اور توحید الہٰی میں گم ہو کر حی و قیوم سے جواب باصواب حاصل کرتا ہے درویش کی نگاہ سے مردہ دل بیدار ہو جاتا ہے۔ وسوسے خطرات رفع ہو جاتے ہیں۔

فقیر کی نگاہ سے روشن ضمیری دونوں جہان کی سرداری۔ تجلیات مشاہدات معرفت اللہ نور ذات کا استغراق حاصل ہوتا ہے۔

فقیر کو علم لدنی حاصل ہوتا ہے۔

فقیر کے دو گواہ ہیں

ایک نفس مردہ

دوم قلب زندہ۔ جو خواب میں بھی بیدار اور دیدار حضور کی رویت سے مشرف ہوتا ہے۔ وہ معرفت لاھوت لامکان کے مراتب رکھتا ہے۔

فقیر میں طمع۔ حرص۔ حسد اور کبر نہیں ہوتا۔

کامل فقیر کوئی خلاف شرع کام نہیں کرتا: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے۔ آگ کھا لیتا ہے اور دریا کے پانی پر چلتا ہے۔ لیکن وہ میری سنت کا تارک ہے تو اسے جوتے مارو کیونکہ وہ شعبدہ باز ہے۔

فقیر کو پانچ باتیں جمع کرنی چاہئیں

(۱) علم (۲) عمل (۳) حلم (۴) شرع (۵) فقر

فقر کو پانچ چیزیں ترک کرنی چاہئیں

(۱) جہل (۲) دنیا (۳) اہل دنیا (۴) نفس (۵) ریاکاری

فقیر کیمیا نگاہ ہوتا ہے جس طالب کی طرف بھی نگاہ کرتا ہے اسے دائمی حیات

بخش دیتا ہے۔

فقیر دستگیر کو کہتے ہیں: جو طالبوں کی دستگیری کر کے یکبارگی حضوری مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دائمی طور پر مشرف کر دیتا ہے۔

فقیر دعوت القبور میں شہسوار ہوتا ہے: دعوت سے انبیاء اولیاء سے ہم مجلس ہونا اور ہر قسم کے خزانوں کا تصرف حاصل کر لیتا ہے۔

فقیر اور حواس خمسہ باطنی

(۱) فقیر قوت متخیلہ میں باشعور رہ کر باطنی وجود سے طیر سیر کرتا۔ کعبہ میں پانچوں نمازیں ادا کرتا۔ روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مودب کھڑا ہو کر درود و سلام کا تحفہ پیش کرتا ہے۔

(۲) فقیر تصور اسم اللہ ذات سے قرب الہام جواب باصواب حاصل کرتا ہے۔

(۳) فقیر قوت متفکرہ سے باشعور رہ کر موت کی منازل طے کرتا اور مشق وجودیہ کے تفکر اور استغراق سے باطنی وجود سے زندہ ہو کر صاحب تصرف اور غالب الاولیاء ہوتا ہے۔

(۴) فقیر کو تین قسم کی توجہ حاصل ہوتی ہے:

(۱) توجہ ذکر فکر

(۲) توجہ مذکور

(۳) توجہ نور حضور

(۵) فقیر قوت واہمہ سے کام لے کر وہم وحدانیت کرتا ہے جس سے وہ توحید میں کامل بحر توحید دریائے نور کا شناور اور عین ذات کے روپ کا مظہر اور اسم بامسمیٰ ہو جاتا ہے۔

فقیر جملہ حواس خمسہ باطنی سے

(۱) یاھو کا ذکر کر کے خودی سے گزر کر بے خودی میں باشعور ہوتا ہے۔

(۲) لاھوت لامکان کی باطنی سیر اور شہباز کی پرواز کرتا ہے۔

(۳) ھاھویت کے نور میں مستغرق رہتا ہے۔ مع ھُو ہوتا ہے جیسا کہ اس فقیر کو مع ھو کا خطاب عطا ہوا ہے۔

ہفت سلطان الفقراء

راہ سلوک میں مختلف اشغال اللہ سے سلطان کا خطاب بارگاہ کبریا سے عطا ہوتا ہے۔ مثلاً سلطان العابدین۔ سلطان الواصلین۔ سلطان الزاہدین سلطان الذاکرین۔ سلطان العارفین۔ سلطان المتوکلین۔ سلطان الصابرین۔ سلطان الراشدین وغیرہ۔ لیکن سلطان الفقر صرف سات ہستیاں ہیں۔

صحابہ رضوان اللہ علیہ کے دور کی سلطان الفقر اول فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوج علی المرتضی شیر خدا باب العلم بوتراب صاحب فقر اور ام حسنین کریمین اور اُم جناب سیدہ زینب علیہ السلام سالار قافلہ اسیران کربلا ہیں۔

دوسرے سلطان الفقر خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سب سلاسل سلوک کا منبع آپ کی ذات ہے۔ آپ کا کلام سابقہ انبیاء علیہم السلام کے مصداق ہے۔

تیسرے سلطان الفقر سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی مالک الارواح نحوت جنس وانس محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی آمد اور اعلان سے سابقہ سب سلاسل کا سلسلہ بیعت بند ہوا۔ قبور سے فیض جاری رہا۔ آپ کے فیض یافتہ قادری۔ چشتیہ۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ سلاسل کی ابتداء اور انتہا ہوئی۔ قلندر بھی قادری کی ایک

شاخ ہے۔ جو علی المرتضی سے فیض حاصل کرتی ہے۔

چوتھے سلطان الفقر سید عبدالرزاق فرزند پیر دستگیر غوث الاعظم ہیں۔ آپ سر السرمد انوار ذات کے مظہر ہیں۔ چونکہ آپ کا عہد سید عبدالقادر جیلانی سے متصل ہے۔ اس لئے آپ کی روشنی مثل ماہتاب آفتاب کی روشنی میں گم ہے۔ اس لئے آپ کی زیادہ شہرت نہیں ہوئی۔

پانچویں سلطان الفقر فنا فی ھو۔ ھو باھو۔ عین ذات یاھو سلطان باھوؒ ہیں۔ جو ہمارے زمانہ کے سلطان الفقر ہیں۔ آپ کے فیضان کے متعلق بلاشک برملا کہہ سکتے ہیں۔

ے ولی کیتے سو لکھ کروڑاں ھو

فقیر کو آخری عہد کا خلیفہ سلطانی سلطان الفقر باھو سلطانؒ نے ہی مقرر کیا ہے۔

رسالہ روحی شریف میں فرمایا۔ مقام قیامت سے قبل دو روحیں اور آشیانہ وحدت سے دنیا میں تشریف لائیں گی۔ لیکن ان کا نام بیان نہیں کیا۔

وَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ اور وحدت مطلق کا تاج ان ہی ہستیوں کو عطا ہوا اور یہی سات ہستیاں سلطان الفقر ہیں۔

<u>فقیر میں سات پیغمبروں کی صفات ہوتی ہیں</u>

حضرت جرجیس علیہ السلام جیسا ذوق وشوق

حضرت خضر علیہ السلام جیسی دائمی حیات

حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی بادشاہی

حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ہمکلامی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی قم باذن اللہ کی قوت

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا معراج دیدار اور خلق محمدی صلی

اللہ علیہ وسلم۔

فقر مکب

اختیاری فقر کے بعد اضطراری فقر ہے۔ جس سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی ہے۔ الحدیث: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ ۝ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منہ کے بل گرنے والے فقر سے پناہ چاہتا ہوں۔ قولہ تعالیٰ:

اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۝ (البقرہ ۲/۲۶۸)

شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور فحش کاموں کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نور کے مقابل ظلمات اور خیر کے مقابلہ میں شر کو پیدا کیا ہے۔ کافر جنات۔ کافر انسانوں کی روحیں۔ دیوی دیوتاؤں۔ ناری ظلمانی مخلوق سے کام لے کر لوگوں کو نقصان پہنچاتے۔ اپنی دوکانداری چمکاتے بزرگ ہونے کا دعویٰ کرتے اور بزرگ نما صورت اختیار کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی چند اقسام ہیں۔

(۱) جادوگر

(۲) ساحر

(۳) جنات سے کام لینے والے

(۴) جہنمی ناری مخلوق ہنومان۔ کالی ماتا۔ بھیروں اور بیروں سے کام لینے والے۔

جادوگر

جادوگر کسی شخص کو نقصان پہنچانے کیلئے اس شخص کے سر کے بالوں۔ اس کے پہنے ہوئے کپڑوں کسی کے کفن کے بقیہ ٹکڑے۔ کسی کا پتلا بنا کر مسانوں کی مٹی۔ یا قبر کے کنکروں پر جادو کا عمل کر کے کسی شخص کو نقصان پہنچاتے ہیں جس سے وہ لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو کر موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔ لبید یہودی اور اس کی بیٹیوں نے

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں پر جادو کا عمل کر کے گیارگرہیں لگا کر ان بالوں کو کنگھی کے شانہ میں الجھا کر اینٹ سے باندھ کر ایک کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ نور پر ظلمات کا غلبہ تو امر محال ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہ ہوا۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جادو کا علم ہو گیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان بالوں کو کنوئیں سے باہر نکال لیا گیا جبرائیل امین قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس دو سورتیں لے کر نازل ہوئے۔ دونوں سورتوں کی گیارہ آیات ہیں۔ جبرائیل امین جیسے جیسے یہ آیات تلاوت کرتے گئے بالوں کی ہر گرہ خود بخود کھلتی چلی گئی اور جادوگر کا جادو ختم ہو گیا۔

بعض لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ کالا جادو شاید نوری علم پر غالب ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہے۔ ماچس کی تیلی کی روشنی کمرے میں بھرے ہوئے تہ بہ تہ اندھیرے کو دور کرنے کی طاقت رکھتی ہے تو ظلمات کی کیا طاقت ہے کہ روشنی کی ایک کرن کے مقابلہ میں ٹھہر سکے۔ قولہ تعالیٰ: **قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ٥** فرما دیجئے کہ جب حق آ گیا تو باطل چلا گیا بے شک باطل تو جانے ہی والا تھا۔

ساحر: قرآن مجید میں ساحروں کا ذکر آیا ہے۔ بنی اسرائیل میں ایسے ساحر موجود تھے جو میاں بیوی میں جدائی اور تفرقہ ڈالنے کیلئے سحر کیا کرتے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مصر کے نامی گرامی ساحروں نے حصہ لیا تھا۔ جن کے سحر کے اثر سے رسیاں اور لکڑی کے ڈنڈے سانپ بن کر میدان میں حرکت کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ جن کو موسیٰ علیہ السلام کے عصاء نے اژدھا کی صورت اختیار کر کے ہڑپ کر لیا تھا۔ اسی طرح حق کے سامنے باطل شکست کھا کر سرنگوں ہو گیا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بابل شہر کے دو ملک لوگوں کو سحر کی تعلیم

دیا کرتے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے کہ یہ سحر کا علم تمہاری آزمائش ہے کہ تم خود سرہو کر اللہ تعالیٰ کی راہ سے روگردانی کر کے لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہو یا فائدہ۔

ایسا سحری علم جو مداخلت فی الدین نہ ہو اور مخلوق خدا کے فائدہ کے لئے کیا جائے اسے جائز کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ کی ایک جماعت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہی تھی اثنائے راہ خوراک ختم ہوگئی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع الی اللہ کئے بیٹھے تھے کہ قریب کے گاؤں سے کسی شخص نے آ کر کہا کہ ہمارے قبیلہ کے سردار کو کالے بچھو نے کاٹ لیا ہے اور سردار سخت تکلیف اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ کیا کوئی حکیم ہے جو اس کا علاج کر سکے ایک صحابیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل اسلام میں بچھو کاٹے کا دم کیا کرتا تھا۔ جو میں نے اب ترک کر رکھا ہے اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں اس کا زہر جھاڑ دوں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اس نے گاؤں میں جا کر سردار کو دم کیا اور اسے آرام آ گیا سردار نے تیس بکریاں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کیلئے ان کا رزق بہم پہنچا دیا۔

جنات سے کام لینے والے

عامل لوگ عملیات کے ذریعے جنات کو اپنے قبضہ میں لا کر ان سے دنیاوی مفاد کیلئے غلط سلط کام لیتے ہیں۔ ایسے لوگ جب اپنی بداعمالیوں کی پاداش میں جہنم میں داخل کئے جائیں گے تو وہ جنات کو مورد الزام ٹھہرائیں گے کہ تمہاری وجہ سے ہم کو جہنم میں دھکیلا گیا ہے جب کہ جنات کہیں گے کہ تم نے اپنے مفادات کی خاطر ہم سے تعلق قائم کر رکھا تھا حالانکہ تمہیں اس کے انجام کا بھی علم تھا۔ اب بھگتو اپنی سزا ہمارے علاقہ میں ایک عورت نے جوانی کے عالم میں جن کو قابو میں کرنے کیلئے کوئی

عمل پڑھا۔ وہ عورت نہایت حسین تھی وہ جن دو ایک روز میں حاضر ہو گیا اور اس نے عورت کو کہا کہ تم اپنے خاوند سے طلاق لے لو۔ میرے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات قائم کرو ہفتہ کے چھ دنوں میں مجھ سے جو چاہو کام لو۔ ساتویں روز تمہیں صرف میری خدمت میں حاضر رہنا ہو گا۔ انہوں نے آپس میں قول و قرار کر لیا۔ عورت نے اپنے خاوند سے طلاق لے لی اور ایک جگہ ڈیرہ بنا کر بزرگ بابا جی بن کر بیٹھ گئی۔ جس کو چاہتی جن اس کو لپٹ جاتا اور وہ اپنی مرضی کے پیسے لے کر اسکو چھوڑ دیتی اور آئندہ کیلئے اپنا پابند کر لیتی۔ قرآن مجید میں سود خواروں کے متعلق ارشاد ہے کہ قیامت کے روز وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے کہ جن لپٹ گیا ہو۔

(۴) جہنم کی ناری مخلوق۔ ہنومان۔ کالی ماتا۔ بھیروں اور بیروں سے کام لینے والے لوگ ہنومان ہندو قوم کا ایک ہیرو ہے۔ جس کی شکل بندر جیسی ہے اور دم بھی رکھتا ہے شکتی میں بہت بڑی طاقت کا مالک ہے جو لوگ ہندوانہ رسم رسوم سے ہنومان کے نام کا جاپ کرتے ہیں ہنومان حاضر ہو کر ان سے عہد اقرار لیتا ہے ان عاملوں کو حرام کھانے۔ زنا کاری۔ دنیاوی مال و متاع کے حصول میں مدد دیتا ہے۔ فقیر نے ایک دفعہ اسی پچاسی سال کے عمر رسیدہ عامل کو دیکھا جس نے گلے میں موتیوں کے ہار پہن رکھے تھے اور ایک عورت کو کھیل ڈالنے کیلئے اس کے سر کو چکر دینے کیلئے بار بار اس کے سر کو گھماتا اور زمین پر زور زور سے ہاتھ مارتا تھا۔ عورت نے دو تین بار اپنے سر کو گھمایا مجھے یہ اچھا نہ لگا۔ اسم اللہ ذات کی توجہ اس عورت کو دے دی۔ عورت سر گھمانا چھوڑ کر چیخنے لگی کہ میرا سر چکر کھا رہا ہے مجھے سنبھالو میں مری۔ فقیر نے پانی کے گلاس میں اسم اللہ ذات کی توجہ دی چاروں قل پڑھ کر پھونکے کلمہ طیب اور درود تاج پڑھا اور پانی کا گلاس عورت کے ہاتھ میں دے دیا کہ ٹھنڈا پانی پیو تا کہ تمہاری طبیعت بحال ہو۔ یونہی اس نے پانی کا گلاس ختم کیا اس کے چکر ختم ہو گئے۔

اب وہ بابا میرے سر ہو گیا کہ آپ نے کچھ کر دیا ہے۔ میرے بار بار کے انکار پر بھی اس کا اصرار جاری رہا تو میں نے کہا کہ پہلے تم بتاؤ تم کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ وہ ہنومان کی چوکی دیتا ہے اور گزشتہ پچاس سال سے جس کو چاہتا ہے کھیل ڈال دیتا ہے اور کبھی اس کا عمل فیل نہیں ہوا۔ اور یہی پہلی بار ہے کہ اس کا عمل ناکام رہا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کا گھر ہے۔ ہنومان الو کے پٹھے کی کیا طاقت ہے کہ اس کے اندر داخل ہو سکے۔ وہ دروازے سے باہر کھڑا ہے۔ پھر فقیر نے اس کو مخاطب کر کے کہا زندگی کا تو کسی کا اعتبار نہیں۔ موت چھوٹے بڑے کو نہیں دیکھتی۔ لیکن تمہاری عمر تو پوری ہو چکی ہے۔ میرا خیال ے کہ ہنومان قبر میں تمہاری خوب مدد کریں گے یہ سن کر وہ زار و زار رونے لگا۔ اور کہنے لگا کہ زندگی بھر میں نے ان ہنومان اور اس کے چیلوں چانٹوں کی کمائی کھائی ہے۔ اب ان کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں اگر چھوڑنے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ رات کو مجھے سونے نہیں دیتے۔ فقیر نے کہا کلمہ طیب کا ذکر کیا کرو کہنے لگا ایسی حالت میں جب بھی رفع حاجت کیلئے جاتا اور رات کو سوتا ہوں وہ پکڑ لیتے ہیں۔ فقیر نے اس کے وجود پر کلمہ طیبہ تحریر کر دیا۔ اس نے اپنے کینٹھے وغیرہ اتار کر اپنی جیب میں ڈال لئے۔ سچی توبہ کی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور وہ دو سال تک ذکر اللہ کرتا ہوا واصل بحق ہوا **وما توفیقی الا باللہ**

کالی دیوی یا کالی ماتا دیومالائی کہانیوں کا ایک ایسا ظالم کردار ہے جو اپنے ہاتھوں میں لوگوں کے کٹے ہوئے سر پکڑے ہوئے ہے اس کے ہاتھوں اور زبان سے خون کی بوندیں گر رہی ہیں۔ لوگوں کو ہلاک کرنے کیلئے اس سے زیادہ موثر اور کوئی شیطانی قوت نہیں۔ کالی ماتا کو راضی کرنے کے لئے گندی زندگی اختیار کی جاتی ہے۔ کالی بلی یا کالے کتے کی گردن کاٹ کر عامل اس کا خون پیتے اور اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ کال دیوی سے کام لینے کیلئے اس کے سامنے انسانوں کی قربانی دیتے

ہیں۔ بعض عامل لوگوں کے معصوم بچے اٹھا کر ان کو کالی ماتا کی خوشنودی کیلئے جان سے مار دیتے ہیں۔ ان کا خون پی لیتے ہیں۔ ہندوستان میں خفیہ طور پر کالی دیوی کے مندر آج بھی موجود ہیں۔ جہاں پر بے گناہ انسانوں کو قربانی کے نام پر موت کے گھاٹ اتارا جاتا ہے۔ ہندوستان میں ہندو وشوا پریشد کے جنونی ہندوؤں کی اکثریت اسی کالی دیوی کے سیوک ہیں جو اکثر مسلمانوں کا خون بہایا کرتے ہیں۔ فقیر نے گھوڑے کی شکل والے ہنومان سے ملتی جلتی مخلوق اور سیاہ رنگ سرخ آنکھوں والے ہمزاد کو بھی دیکھا ہے طوالت کے خوف سے بات کو مختصر کیا جاتا ہے۔

ایسے سب فقیر نما دوکاندار طالب دنیا دل کے بیمار ہیں۔ جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ بعض فقر کے دعویٰ دار اس قسم کے اعمال تو نہیں کرتے۔ لیکن وہ ناقص مرشد کی وجہ سے رجعت میں گرفتار ہو کر در بدر خوار ہوتے ہیں۔ گداگر ہو کر ہر ایک کی جیب پر ان کی نگاہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔ وہ یحتاج کے درجہ اور سوال کے مراتب میں ذلیل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے فقر سے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

لا یحتاج جنہاں نوں حاصل فقر تنہاں نوں سارا ھو

اللہ تعالیٰ جس کو چاہے جادوگر اور ساحر اس شخص کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن جب ہم اندر سے سیاہ ہوں گے تو کالا جادو ہم پر لازمی طور پر اثر کرے گا۔ گٹر کی بدبو کے سامنے عطر گلاب کی شیشی کیا کام دے سکتی ہے۔ پہلے نور حاصل کریں پھر نوری طاقتوں سے کام لیں۔ اس فقیر پر جادو اثر نہیں کر سکتا۔ میرے مرشد باھو سلطان پر جادو اثر نہیں کر سکتا۔ غوث الاعظم کے سامنے طاغوتی طاقتیں سرنگوں ہیں تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کون جادو کر سکتا ہے۔

باب اوّل

در بیان تصور اسم ذات اللہ

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ھو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگ ہر جائی ھو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن پر آئی ہو
جیوے کامل مرشد باھو جیں ایہہ بوٹی لائی ھو

طریقہ قادری کا پہلا سبق یہ ہے کہ............

۱- تصور اسم اللہ

۲- ضرب الا اللہ اور

۳- توجہ باطنی سے معرفت الٰہی میں غرق اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔ مرشد کامل اور فقیر واصل وہی ہے جو بے ذکر وفکر بے ریاضت و بے محنت براہ تصور برزخ اسم اللہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جائے۔

مرشد کامل کو چاہئے کہ طالب اللہ کو پہلے اسم اللہ کا تصور شروع کرا کے فنا فی اللہ کے مراتب کو پہنچائے اور مشاہدہ کروائے تا کہ اسے چلے یا ریاضت کی حاجت نہ رہے۔ اہل حضور لا یحتاج کو اس بات کی احتیاج نہیں کہ ورد وظائف میں مصروف ہو۔ مرشد کامل کا پہلا فرض یہ ہے کہ طالب کو خوف و رجا' کشف قبور اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا مشاہدہ کروائے۔ بعد ازاں اسے علم معرفت تلقین کرے

چنانچہ پہلے اسے ذکر، فکر، مراقبہ اور ورد و وظائف میں ہرگز مشغول نہ کرے بلکہ پہلے اسم اللہ کا تصور سکھائے۔ اس تصور سے باطن معمور ہوتا ہے۔ مرشد کامل کو چاہئے پہلے اسم اللہ خوش خط لکھ کر طالب اللہ کے ہاتھ میں دے اور کہے اے طالب اللہ اسم اللہ اپنے دل پر لکھ تاکہ نقش جم جائے اور قرار پکڑے۔

شغل تصور اسم اللہ ذات

طالب کو چاہئے کہ اوّل وضو کرے۔ کپڑے پاک پہن کر خالی جگہ قعدہ کی صورت قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ جب اسم اللہ کا شغل کرنا چاہے تو

۱- اسم اللہ کا تصور کرے۔

۲- دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کا تفکر کرے۔

لیکن شروع کرنے سے پہلے شیطان کے ظاہری اور باطنی راستے بند کرے اور نفسانیت کے خطرے کو اپنے سے دور کرنے کے لئے تین مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مع تعوذ، تین مرتبہ آیت الکرسی، تین مرتبہ درود شریف، تین مرتبہ سَلَامٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ، تین بار چاروں قل، تین مرتبہ سورہ فاتحہ، تین مرتبہ سبحان اللہ اور بعد میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے۔ پھر ہزار مرتبہ استغفار پڑھے۔ تین تین مرتبہ کلمہ شہادت اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنے بدن پر پھونکے اور پھر تصور اسم اللہ شروع کرے۔ تفکر سے اسم اللہ دل پر لکھے۔ اس کی تاثیر سے سینہ صفائی پکڑ جائے گا اور خناس خرطوم مر جائے گا۔ اسم اللہ ذات اگر دل پر قائم نہ ہو تو طالب کے لئے لازم ہے کہ مشق وجودیہ کرے۔ یعنی نقش اسم اللہ ذات کو دماغ کے چاروں خانوں میں، آنکھوں میں، کانوں و زبان پر، ہاتھ کی ہتھیلیوں، سینے، ناف اور ہر دو پہلوؤں پر کرے جس سے وجود میں اسم ذات قرار پکڑنے لگے گا۔ اسم اللہ کے تصور کی مشق سے نفس کی پاکیزگی، دل کی صفائی، روح کی روشنی اور سر کی تجلی حاصل

ہوتی ہے۔ جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کا قالب قلب کا لباس پہنتا ہے۔ قلب روح کا لباس پہنتا ہے۔ روح سر کا لباس پہن لیتی ہے۔ جب ہمہ تن ایک ہو جاتا ہے تو برے اوصاف بالکل اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں۔ حواس خمسہ ظاہری بند ہو کر باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ بعدازاں نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ کے علم کو پہنچ جاتا ہے۔

کلید ذکر: کلید ذکر تصور اسم اللہ ذات ہے جس سے بے شمار ذکر کھلتے ہیں۔ چنانچہ جسم کا ایک ایک بال ذکر اللہ سے نعرہ زن ہو جاتا ہے۔ سر تا قدم، گوشت پوست ہڈیوں کا مغز تک ذکر کرنے لگتا ہے۔ نیز ذکر کو اثبات نہیں ہوتا جب تک مندرجہ ذیل چار چیزیں حاصل نہ ہوں۔

۱۔غرق فنا فی اللہ۔ ۲۔حضوریت مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔سیوم برآمدن از ما سویٰ اللہ۔ ۴۔چہارم بقاباللہ کے مراتب پر پہنچنا۔

اسم ذات کی مشق چھ قسموں پر منقسم ہے:

۱۔اسم اللہ۔ ۲۔اسم للہ۔ ۳۔اسم لہٗ۔ ۴۔اسم ھو۔ ۵۔اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۔کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

واضح رہے کہ اسم اللہ میں چار حروف ہیں۔ ا۔ل۔ل۔ہ۔ پس چاروں ملک اسی اسم میں ہیں۔ اوّل ازل۔ دوم ابد۔ سوم دنیا۔ چہارم عقبیٰ۔ جس شخص کو اسم اللہ کے الف سے دل میں روشنی پیدا ہو گئی۔ اس کا دل جام جہاں نما اور آئینہ سکندری بن جاتا ہے۔ صفائی پکڑ جاتا ہے اور اٹھارہ ہزار عالم اسے نظر آتے ہیں اور الف سے احدیت کو پہنچ جاتا ہے۔ اوّل لام سے مقام لاہوت دوسرے لام سے مُلک لانہایت یعنی لامکان میں پہنچ جاتا ہے اور ہ سے صاحب ہدایت اور ہدیٰ ہو جاتا ہے۔ جس میں یہ احوال نہ پائے جاتے ہوں گویا اسم اللہ نے ابھی اس پر تاثیر ہی نہیں کی اور

اسے اسم اللہ کی خبر ہی نہیں۔ جب طالب اللہ کے وجود میں اسم ذات تاثیر کر جاتا ہے تو اس کا وجود معرفت کا رنگ پکڑ لیتا ہے۔ دوئی اس کے وجود سے نکل جاتی ہے وہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔ دل کی طرف سر سے لے کر قدموں تک ظاہری آنکھ سے دیکھتا ہے کہ ہر بال پر اسم ذات لکھا ہوا ہے۔ اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ اس کے گوشت پوست، ہڈیوں، بالوں اور مغز تک ہر جگہ شہر اور بازار کے در و دیوار پر اسم ذات لکھا ہوا نظر آتا ہے اور درختوں وغیرہ غرضیکہ جس چیز کی طرف نظر کرتا ہے ظاہرا اسے اسم ذات ہی نظر آتا ہے۔ جو کچھ سنتا یا کہتا ہے اسم ذات ہی کی آواز سنتا ہے۔ واضح رہے کہ جب اسم ذات کے صاحب تصور کو اسم اللہ کے حروف کا استغراق حاصل ہوتا ہے اور اسم اللہ کے حروف ساتوں زمینوں، ساتوں آسمانوں، عرش، کرسی اور لوح وقلم سے بھی زیادہ وسیع ہیں تو وہ گویا معرفت مطلق و توحید فنا فی اللہ و بقا باللہ۔ تجرید اور تفرید کے مقام پر آ گیا اور جو اسم ذات کے حروف سے واقف ہو گیا۔ وہ ذات پاک اور وجود مطلق سے واصل ہو جاتا ہے۔ جو اسم ذات کے حروف کا مخمور ہے اسے حساب قیامت کا کیا ڈر ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. (یونس:۱۱-۶۲) جو شخص اسم اللہ کے حروف کا عارف ہو جاتا ہے۔ تو جو کچھ دنیا و آخرت میں ہے۔ سب اس پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایسے عارف کو عارف باللہ ذات حروف کہتے ہیں۔

تصور اسم اللہ ذات سے

۱- بعض لوگوں کو مطالعہ لوح محفوظ حاصل ہو جاتا ہے۔

۲- بعض کے دل کو بذریعہ دلیل منجانب قرب رب جلیل آگاہی ملتی ہے۔

۳- بعض کو حاضرات ناظرات کا مرتبہ مل جاتا ہے۔ اس وقت وہ دونوں جہان کا تماشہ پشت ناخن پر دیکھتے ہیں۔

۴- بعض کو علم واردات سے مقام وحدانیت میں وہم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس پر جملہ مقصود بذریعہ غیب الغیب ورود کھلتے اور ظاہر ہوتے ہیں۔

۵- بعض کی نظر اور نگاہ عیاں طور پر لاہوت لامکان تک پہنچ جاتی ہے۔

۶- بعض کو موکلات کے ذریعے پیغام اور الہام پہنچتا رہتا ہے۔

فقیر کو چاہئے کہ ہر وقت تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہے یہاں تک کہ اسم اللہ ذات سے شعلہ تجلی نمودار ہو اور فقیر اس میں غرق ہو کر مشرف دیدار ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونے کا کون سا علم ہے؟

وہ محض مشاہدۂ ذات کا نوری حضوری علم ہے۔ تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے ہفت اندام پاک وجود مغفور واقف احوال ایزد متعال ہوتا ہے اور قیل وقال سے گزر کر مشاہدۂ جمال میں محو ہو جاتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات اور مشق وجودیہ سے اسم اللہ کی نوری تحریر طالب کے سر سے قدم تک ہفت اندام میں اس طرح سرایت کر جاتی ہے۔ جس طرح عشق پیچہ درخت پر چھا جاتا ہے اور اس کے وجود کا ہر بال جوش میں آ کر اللہ اللہ پکارنے لگ جاتا ہے۔ لطیفۂ قلب سرہ سرہ کا شور مچا دیتا ہے اور روح ھوالحق ھوالحق کی فریاد کرتی ہے اور نفس رات دن رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کا ورد جاری رکھتا ہے۔ صاحب مشق وجودیہ معشوق بے مشقت ہوتا ہے۔ نہ اسے احتیاج خواب ہے نہ حاجت مراقبہ ہیں جس امر کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرب وحضور اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسے جواب بالصواب سے آگاہی ہو جاتی ہے اور اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے۔ یہ اسم اللہ ایک آئینے کی طرح ہے۔ جس میں طالب کو دونوں جہان دکھائی دیتے ہیں اور وہ ہر مقام کو دیکھ لیتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ کا تصور دل میں کرتا ہے۔ اس کے دل میں نور الٰہی سے ایسا

شعلہ پیدا ہوتا ہے جس سے ماسویٰ اللہ سب جل جاتا ہے اور جس طرف دیکھتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ جو شخص اسم اللہ کا تصور دماغ میں کرتا ہے اور اسم اللہ دیکھ لیتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کبھی نیند نہیں آتی اور ہر گھڑی اور ہی مقام میں پہنچتا ہے۔ اس کی خوراک مجاہدہ اور اس کا خواب مشاہدہ ہوتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کا تصور ظاہری اور باطنی دونوں آنکھوں میں کرتا ہے۔ اس کے لئے جملہ حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ دل اور سر کی آنکھیں ایک ہو جاتی ہیں۔ وہ صاحب اسرار ہو جاتا ہے لیکن اس تصور پر بھی فخر نہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی مشق حروف ہے۔

یہ اسرار کے انتہا کی اطلاع نہیں۔ یہ عام وحدت ہے۔ توحید اصل کے لئے بمنزلہ چابی ہے۔

اسم اللہ ذات کے تصور سے توحید منکشف ہوتی ہے جس میں اسم اللہ ذات کا تصور دو طرح کا ہوتا ہے۔

۱۔ تصور نور جس میں حقیقت معشوق کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔

۲۔ تصور مشاہدہ جس میں قرب، معرفت اور نور دیدار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

ولایت دل میں داخل ہونے کی کون سی راہ ہے؟

سنو! اوّل اسم اللہ کا تصور۔

دوم عارف باللہ مرشد کی نظر۔

معرفت کی ابتداء میں اسم ذات کا تصور کیا جاتا ہے اور اس میں مستغرق ہو کر فنا کا مقام حاصل کرتے ہیں اور انتہا میں لامکان کو عین العیان کھلی آنکھوں سے دیکھتے اور اس میں محو رہتے ہیں اس کو بقا کہتے ہیں۔

تین شخصوں پر اسم اللہ تاثیر نہیں کرتا۔

۱۔ اوّل عالم بے عمل۔ ۲۔ دوم اہل دنیا جس میں رحم نہ ہو۔

۳- سوم تارک نماز۔

فوائد تصور اسم ذات: واضح رہے کہ تصور کے سات نقشوں سے ساتوں خزانے ایک ہی ہفتہ میں حاصل ہو جاتے ہیں اور پانچ روز میں خدا سے واصل ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ یہ ساتویں نقشے سات چابیاں ہیں۔ جس سے طالب اللہ کے لئے حضوری توحید کے تالے کھل جاتے ہیں یا یہ کہ ان ساتوں نقشوں سے تصور کے ساتوں خزانوں کے طلسم ٹوٹ جاتے ہیں۔ ساتوں جسم ساتوں اسم سے حل ہو جاتے ہیں۔

ایں معما مشکل است مشکل کشا
مشکل کشاید آنکہ باشد اولیاء

تصرف کے تمام خزانے بغیر محنت و مشقت اور رنج ان سات نقوش سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ طے سے طے منکشف ہوتی ہے۔ وحی سے وحی معلوم ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ماضی، حال اور مستقبل کے حقائق معلوم ہو جاتے ہیں۔ علم حاضرات کے سات نقش حسب ذیل ہیں۔ جو اہل یقین اور صاحب ہدایت لوگوں کو نصیب ہیں۔ یہ سراسر فضل اور ہدایت ہے۔ فقر کے حرف ف سے فخر "ق" سے قرب "ر" سے رحمت حاصل ہوتی ہے۔ اس قسم کا فقر شریعت کے لباس میں فقر اختیاری رکھتا ہے۔ اور "الفقر فخری والفقر منی" کا محبّ ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ لِمَآ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ"۔ (القصص: ۲۰-۲۴)

علم حضوری توحید کا پہلا قاعدہ اسم اللہ کا تصور ہے: اس تصور سے ظاہر میں باتوفیق ہو کر باطن میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوتے ہیں جس سے باطن میں تحقیق نصیب ہوتی ہے۔ اس مشکل کشا معمے کو عالم باللہ اولیاء بخوبی حل کرتے ہیں۔

علم حضوری توحید کا دوسرا قاعدہ تحقیق ہے: اس سے فیض الفضل کا علم حاصل

ہوتا ہے۔ جس سے قرب رحمانی حاصل ہوتا ہے اور یہ ولایت قلب باطن میں باتصور گم ہونے کی مشق ہے۔

تیسرا قاعدہ علم ہدایت لازوال ہے: جس سے وہ لامکان و لاہوت میں ہوتا ہے جس سے حیران و پریشان آدمیوں کو جمعیت بخشتا ہے۔ جو شخص اس علم کے تینوں قواعد کو اسم اللہ ذات کے تینوں تصورات سے ایک ہی سبق پڑھے۔ اس سے کوئی خزانہ مخفی و پوشیدہ نہیں رہتا۔ قولہ تعالیٰ۔ ''ہم نے امانت زمین آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی۔ سوانہوں نے اس کے اٹھانے پر اپنا عجز ظاہر کیا۔ لیکن (اس بوجھ کی حقیقت سے) ناواقف اور نابلد انسان نے اسے اٹھانے کی حامی بھر لی۔ معرفت الٰہی' توحید الٰہی' مرتبہ فنا فی اللہ' قرب' نور اور حضور باوصال حاصل کرنا اور مشاہدۂ جمال لازوال حاصل کرنا آسان کام ہے لیکن اسم اللہ ربانی' قہاری' جباری' جلالی اور جمالی کی گرانی کا وجود میں محفوظ رکھنا سخت مشکل ہے۔ طالب اللہ کو چاہئے کہ ظاہر میں فراخ حوصلہ ہو اور باطن میں جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہو نیز اس تصور سے فناء و بقا نصیب ہوتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ وَمَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ. یہ خدا رسیدگی کے پہلے دن کے مراتب ہیں۔ اس سے قلب سلیم بحق تسلیم ہوتا ہے۔ نفس کو مسلمان بنانا اور اس پر قدرت حاصل کرنا۔ اسے اپنا تابعدار بنانا۔ تصور اسم ذات سے ہی ہوسکتا ہے۔

اللہ جل جلالہ

للہ: جو کوئی اسم ذات للہ کے تصور میں آتا ہے۔ اسے حسن اور راگ بھلے نہیں معلوم ہوتے۔ خواہ وہ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا سا ہو اور وہ راگ خوش

آوازی میں حضرت داؤد علیہ السلام کے گلے کی طرح ہو کیونکہ وہ غیب کی آواز سنتا ہے اور تجلی پروردگار کے انوار کا حسن دیکھتا ہے۔ پس جو حسن ذات حق دیکھتا ہے۔ اسے مخلوق کا حسن دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اسے زندگی اور موت دونوں حالتوں میں نفس دنیا اور شیطان بھولے سے بھی یاد نہیں آتے۔ نقش یہ ہے۔

للّٰہ

لِـلّٰہٗ : اس تصور والے دو قسم کے ہیں۔ ایک طریقہ وہ ہے جس میں ظاہر تو تصور کرتے ہیں لیکن باطن نہیں کھلتا یہ مرتبہ مردک کا ہے۔ کہ دن رات اللّٰہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ تصور توفیق ہے۔ یہ غازی کا مرتبہ ہے جس میں اسم ذات لـہٗ کا تصور کر کے ایک ہی مرتبہ باطن میں داخل ہو کر دشمنوں کو قتل کر ڈالتے ہیں اور ظاہری جنگ وغیرہ سے بے کھٹکے ہو جاتے ہیں۔ یعنی قیامت تک کے لئے استقامت اور لازوال جمعیت حاصل ہو جاتی ہے۔ دونوں جہاں کے تماشے کا وہم و خیال رہتا ہے۔ اس تصور اعلیٰ میں قرب حق تعالیٰ کے سبب نفس قلب کا لباس پہن لیتا ہے اور چاروں نور لـہٗ میں محو ہو کر فنافی لـہٗ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ حضور کی حضوری کا گواہ ہو ہے جو لـہٗ سے کھلتا ہے۔ جب صاحب تصور توفیق سے زبان پر اسم اعظم لـہٗ لکھتا ہے تو اس کی زبان سیف ہو جاتی ہے۔ مقرب ہونا اور علم لدنی سے معرفت الٰہی کا ابتدائی سبق پڑھنا آسان کام ہے۔ قلب روح کا اور روح سر کا لباس پہن لیتی ہے۔ لیکن ناقص کے لئے یہ بھی بہت مشکل اور دشوار ہے۔ نقش یہ ہے۔

لَہٗ

ھُو کا تصور نفس اور حرص و ہوا کا قاتل ہے۔ اس سے اپنے اوپر وحدانیت خدا ثابت ہوتی ہے۔ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ (الجاثیہ:۲۳) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے جب تک تو حرص و ہوا کو نہ چھوڑے گا۔ خدا رسیدہ نہ ہوگا۔ یہ ایک معمہ ہے کہ تمام فقر کو حاصل کرنا اسم با مسمّٰی سے ہے۔ جس سے پورے طور پر ہدایت فقر حاصل ہوسکتی ہے۔ جو شخص اس دائرے میں تصور توفیق اور تصرف تحقیق سے علم دعوت شروع کرتا ہے۔ وہ صاحب حضور ہو جاتا ہے اور قرآنی آیات مع ھو دور مدور پڑھتا ہے۔ یہ مراتب عامل دعوت کے ہیں کہ وہ حافظ رحمانی ہوتا ہے۔ اس کا قلب زندہ اور نفس مردہ ہوتا ہے اور اس کی روح کو فرحت ہوتی ہے۔ جو شخص اس طریق سے دعوت پڑھتا ہے وہ قبور کا عامل اور حضوری میں کامل ہو جاتا ہے۔ اس کا وجود مغفور اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر رہتا ہے۔ دعوت یہی ہے کہ جو حق الیقین کا مرتبہ ہے۔ اگر قہر میں پڑھے تو تمام دشمنوں کو مقہور کر دیتا ہے اور اگر اخلاص سے پڑھے تو ہر قسم کی جمعیت بخشتا ہے۔ اس سے انسان جوہر شناس با ادب باحیاء ہو جاتا ہے اور رحمت الٰہی اس پر نثار ہوتی ہے۔ یہ دعوت جانبازی ہے یا تو ایک دم میں مر جاتا ہے یا تمام جہان کو فتح کر لیتا ہے۔ اکمل اور نور الہدیٰ بن جاتا ہے۔ ؎

چناں غرق گشتم بدریائے ھو
کہ ازل و ابد را خبرہم ندارم

اس حضور میں عالم باللہ مست باشعور ہوتا ہے۔ خام کو بھی مستی ہو جاتی ہے اور مست ہوشیار بن جاتا ہے۔ یہ مرتبۂ وصال ہے یکی ویمیت۔ فناء کو بقاء تک پہنچاتا

ہے لیکن بقاء کو فنا نہیں کرتا اور آپ بیچ میں منصف ہو جاتا ہے۔

لباس فقر ے پوشی شراب ھونمی نوشی
چرا در مکرے کوشی کنی چوں قصہ افسانہ

ھُو

محمد تصور اسم محمد نقش نور محمد قلب حضور محمد اور روح مغفور محمد سے عامل کامل مومن مسلمان کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی معراج نصیب ہوتا ہے کیونکہ اسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب تصور لا یحتاج ہوتا ہے۔ جو شخص اخلاص سے اسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرتا ہے۔ ہر بات کے جواب میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے لب کشائی کرتا ہے۔ جو شخص اس کا تصور کرتا ہے اس میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم تاثیر کرتا ہے۔ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اسے عظمت عظیم، ہمدمیٔ محمد۔ قلب سلیم اور صراط مستقیم حاصل ہوتی ہے اور وہ حضور علیہ السلام کا ہم جسم، ہم قدم، ہم زبان، ہم گو، ہم شنو، ہم بینا ہو جاتا ہے۔ شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور والا نہ دم مارتا ہے نہ جوش وخروش کرتا ہے۔ **النہایت الرجوع الی البدأیت**۔ ابتداء کی طرف لوٹ آنا ہی انتہا ہے۔ شریعت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اے عزیز من اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چار حرف ہیں۔ جن سے دونوں جہان روشن ہیں۔ **لولاک لما خلقت الافلاک**۔ آنحضرت علیہ السلام کی شان میں ہے۔ معراج کا مشاہدہ آپ کی عظیم المکانی پر دال ہے۔ عالم باللہ وہ شخص ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حرف ''م'' کے تصور سے مشاہدہ کرا دے۔ حرف ''ح'' سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری دکھا دے۔ حرف ''م'' دوم سے دونوں جہان کا تماشا دکھا دے اور حرف ''د'' سے درود کا شروع کرا دے۔ جو اصلی مقصود ہے۔ یعنی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنہ معلوم کرنا۔ محمد۔ احمد۔ حامد۔ محمود۔ یہ چاروں اسماء کفار (نفس۔شیطان۔دنیا) کے قتل کے لئے ننگی تلوار ہیں۔ **من راٰنی فقد راء الحق. فان الشیطان لا یتمثل بی.** جس نے مجھے خواب مراقبہ کشف یا عین العیانی دیکھا۔ بالتحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک سے اس طرح بھاگتا ہے۔ جیسے کلمہ طیبہ سے کافر لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه نقش مبارک یہ ہے۔

محمد ﷺ

اسم فقر: جو شخص اسم فقر کا تصور کرتا ہے۔ لا یحتاج ہو جاتا ہے۔ اسے تمام دنیا کے خزانوں کا تصرف اور عقبیٰ کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔ جس چیز کو کہتا ہے وہ حکم اللہ سے ہو جاتی ہے۔ وہ سلطان الفقر کے مرتبہ کو پہنچتا ہے۔ اسے جمعیت جز وکل حاصل ہوتی ہے۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا. اسم فقر یہ ہے۔

فقر

تصور کلمہ طیبہ: جب سالک کلمہ طیبہ کا تصور کرتا ہے تو اس پر تمام علوم ظاہر ہو جاتے ہیں اور قرآن مجید سے اسم اعظم معلوم ہو جاتا ہے۔ تمام ارواح انبیاء و اولیاء اللہ سے ملاقات کرتا ہے۔ حقیقت ماضی و حال و مستقبل کی معلوم ہو جاتی ہے۔ پہاڑ سے سنگ پارس معلوم کرسکتا ہے۔ جملہ جن و انس اور فرشتے اس کے تابعدار ہو جاتے ہیں۔ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر کلمہ طیبہ کے تصور والا زمین پر چلے تو تمام درخت گھاس اس سے ہمکلام ہوتے ہیں اور اپنی خاصیت ظاہر کرتے ہیں۔ اگر مٹی یا پہاڑ کی طرف توجہ کرے اور خواہش کرے تو وہ سونا ہو جائے۔ اگر جب آ[illegible] یا

پانی پیدا ہو جائے تو اللہ کے حکم سے پیدا ہو جائے گا۔ اگر کافر کی طرف توجہ کرے تو مسلمان ہو جائے گا۔ اگر جاہل کی طرف توجہ کرے تو عالم بن جائے گا۔ اگر مریض کی طرف توجہ کرے تو شفایاب ہو جائے گا۔ تمام چیزوں کی چابی کلمہ طیبہ **لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

توجہ: اصلی توجہ اسم ذات اللہ کے تصور سے ہے اور نظر بھی اسم اللہ ذات کے تصور سے ہے۔ اس قسم کی توجہ، نظر، تصرف اور تفکر لازوال قرب اللہ وصال کے مراتب سے ہے۔ پس کامل جس طرف نگاہ کرتا ہے۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عین توجہ ہو جاتی ہے۔ خواہ کسی پر غضب کرے۔ خواہ لطف و احسان۔ جس کامل کو توجہ کی چابی یاد ہے۔ اسے کسی کے لئے دعوت پڑھنے اور لب ہلانے کی کیا ضرورت ہے۔

شرح تصور اسم ذات اللہ

جان لو کہ قادری طریق کی دو قسمیں ہیں۔

۱- زاہدی قادری۔ ۲- سروری قادری۔

زاہدی قادری بہت بے شمار ہیں جیسا کہ عام لوگ اور سروری قادری وہ ہے جو ایک نظر سے اللہ کے طالب کو اللہ تک پہنچا دے اور واصل بحق کر دے نیز سروری قادری اسے کہتے ہیں جسے دو جہانوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستگیری فرما کر حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا ہو۔ حضرت پیران پیر اسے نوازیں اور اس کا دل خدا سے لگا دیں اور دل کو روشن

کرنے والی بارہ برس کی ریاضت سے یہ بات بہتر ہے ...... راہ فقر کے لئے علم ضروری ہے۔ جو عالم نہ ہو وہ گمراہ ہوتا ہے۔ علم رفیق اور جانی دوست ہے۔ وہ زاہد جو بے علم ہو شیطان ہے۔ علم کیا چیز ہے؟ یہ علم شریعت ہے۔ جو عین توحید ہے اور راہ فقر کے سوا علم شریعت سراسر پریشانی ہے۔

ہر مراتب از شریعت یافتم
پیشوائے خود شریعت ساختم

<u>ولی اللہ اسے کہتے ہیں جو چار تاریکیوں سے نکلے۔</u>

۱۔ظلمات خلق ۔۲۔ظلمات دنیا۔۳۔ظلمات نفس ۔۴۔ظلمات شیطان۔

<u>اور ان چاروں نوروں میں آئے یعنی</u>

۱۔نور علم ۔۲۔نور ذکر۔۳۔نور الہام ۔۴۔نور معرفت با قرب حضور۔

چنانچہ نور لقاء کی ذات میں غرق ہو جائے۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ. (البقرہ:۲۵۶) اللہ تعالیٰ جسے اپنا ولی بناتے ہیں۔ اسے ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتے ہیں۔

قادری سلک سلوک میں مرشد کامل سے ازلی فیض طالب صادق کو نظر اور توجہ باطنی سے دم بدم۔ قلب با قلب۔ روح با روح۔ سر با سر۔ نور با نور قیامت تک پہنچتا رہے گا۔ مرشد کے لئے لازم ہے کہ مرید کو اوّل تصور اسم ذات بخش کر چنبے کی بوٹی اللہ اس کے دل میں لگا دے۔ بعد ازاں اسے نفی اثبات کی تلقین کرے جس سے نفس مطمئنہ حاصل ہو کر قلب، روح اور سر ہر چہار کو یکتائی حاصل ہو اور فقیر توحید مطلق میں داخل ہو جائے۔ ورد و وظائف کی راہ میں نفسانی اور شیطانی خطرات بہت زیادہ ہیں۔ جن کا مقابلہ کرنے کے لئے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہمت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ روایت ہے کہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ

علیہ نے بصرہ میں رہتے ہوئے ساری زندگی نفس کی خواہش کی مخالفت میں کھجور نہیں کھائی۔ نزع کے وقت چھت سے دو کھجوریں آپ کی جھولی میں آ گریں۔ نفس نے اس وقت بھی ترغیب دی کہ آخری وقت ہے اب تو کھا لو۔ آپ نے کھجوریں اٹھائیں اور دور پھینک دیں اور فرمایا اب تو اللہ کے پاس جا کر ہی کھاؤں پیوں گی۔ معلوم ہوا کہ مجاہدہ کی طریق نفس کو زیر کرنے کی راہ بڑی دور دراز ہے اور اس میں نزع کے وقت تک خطرہ ہی خطرہ ہے۔ صرف رابعہ بصری جیسی ہمت اور خدا کا فضل ہی شامل حال ہو تو اس باطن کے چور پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ صرف تصور اسم ذات کا راستہ ہی وہ طریقہ ہے جس میں نفس اوّل رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کا ورد شروع کرتا ہے اور باقاعدہ تائب ہو کر کلمہ توحید لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ" رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ کی جماعت سے فرمایا۔ ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان پیدا ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن وہ کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ نفس کو قتل کرنا مقصود نہیں ہے جیسا کہ غیر مذاہب میں وجود انسانی کو طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے بلکہ سروری قادری سلسلہ میں نفس کو دوست بنانے کا حکم دیا گیا ہے یعنی اسے مسلمان اور تائب کر کے نیکی کی راہ پر لگا دیا جائے تاکہ وہ ضمیر کا ہم آواز اور ہم نوا بن کر نیکی کا حکم دینے لگے۔ نفس کی اصلاح کے لئے بنیادی نسخہ تصور اسم اللہ ذات ہے۔ جتنا یہ تصور حاصل ہو جاتا ہے۔ اتنا اور اسی نسبت سے نفس مسلمان ہو جاتا ہے۔

ایہو نفس اساڈا بیلی جے نال اساڈے سدھا ھو

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ جامع الاسرار میں فرماتے ہیں۔ "نفس، شیطان اور دنیا خدا کے شریک نہیں ہیں۔ تجھے نفس کی حقیقت ہی معلوم نہیں۔ نفس تو خدا کی

راہ دکھلاتا اور مقام کبریا تک پہنچاتا ہے۔ اگر نفس نہ ہوتا تو کوئی خدا تک نہ پہنچتا۔"
اور یہ راہ تصور اسم ذات سے طے ہوتا ہے۔

تصور کیا ہے؟: تصور مطلق ایک توفیق الٰہی ہے اور صاحب تصور کے قبضے میں ہر اقلیم کی بادشاہی ہے۔ تصور مثل عصائے موسوی اور آتش گلشن گل بہار ابراہیمی ہے اور معراج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تصور مثل جام جہاں نما ہے یا آئینہ سکندری ہے۔ علم تصور حضرت آدم علیہ السلام کے علم الاسماء کی طرح ہے۔ تصور ایک باطنی گنج ہے اور صاحب تصور لا یحتاج بے رنج ہے۔ تصور ایک ایسی کیمیا ہے کہ کل و جز کیمیا اہل تصور کے قبضے میں ہوتی ہے۔ صاحب تصور عامل مقرب رب۔ جملہ عالم پر غالب اغلب ہوتا ہے۔ جس وقت صاحب تصور غیب الغیب اللہ تعالیٰ کی جانب اسم اللہ سے متوجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر مہربان کر کے اس سے بذریعہ الہام ہم سخن و ہم کلام ہو جاتا ہے۔ تصور سے اہل تصور اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں ص ۵۸) الغرض تصور اسم ذات ہی فقر کی ابتدا اور انتہا ہے۔
جو مرشد طالب اللہ کو ابتداء میں ذکر، فکر، مراقبہ تلقین کرتا ہے۔ وہ باطنی سلک سلوک سے ناواقف اور راہزن ہے۔ قادری سروری مرشد طالب کو اسم اللہ خوشخط لکھ کر اس کے ہاتھ میں دیتا ہے تاکہ وہ اس کا تصور کرے اور آنکھیں بند کر کے باطنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرے اور کوشش کرے تاکہ اسم اللہ کا نقش طالب کے دل پر ٹھیک ٹھیک جم جائے۔ جس سے تجلیات الٰہی کا ظہور ہر دم ہر لحظہ ہو اور شعلہ انوار متجلّی ہو جس میں مستغرق ہو کر طالب اپنی مراد کو پہنچے اور مشرف بالقاء ہو جائے۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہو اور فقیر فنا سے نجات حاصل کر کے بقاء کے مراتب کو پہنچ جائے۔ جب تصور پختہ ہو جاتا ہے تو باتصور بے دلیل نماز نصیب ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تو نماز کے لئے کھڑا

ہو تو اپنے رب کو دیکھ اور اگر تجھے یہ تصور حاصل نہ ہو تو یہ گماں کر کہ وہ ذات تجھے دیکھ رہی ہے اور یہ کم درجے کی نماز ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ باتصور بے دلیل نماز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو حاصل تھی۔ جیسا کہ عین نماز میں مولا علی شیر خدا کے جسم سے تیر کھینچا گیا تو آپ کو ذرہ بھر تکلیف نہ ہوئی لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ اگر دنیا کی محبت ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی دل میں ہو گی تو یہ نماز حاصل نہ ہو گی۔ روایت ہے کہ مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور مولا علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے پوچھا کہ وہ کیسی نمازیں پڑھتے ہیں؟ اصحاب رسول اللہ نے عرض کی۔ حضور باتصور بے دلیل نماز انہیں حاصل ہے۔ رسول پاک نے فرمایا اٹھو اور میرے سامنے نماز پڑھو اور تم میں سے جو باتصور بے دلیل نماز پڑھے گا اسے انعام میں یہ سرخ یمنی چادر دوں گا۔ دونوں اصحاب رسول نماز میں مصروف ہو گئے اور سلام پھیر کر ہنسنے لگے اور ہر دو نے عرض کی کہ مجھے خیال رہا کہ میرا ساتھی اور بھائی یہ چادر حاصل کر لے گا۔ یہ حکایت صحابہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کسی کمزوری کے اظہار کے لئے نہیں بیان کی گئی کیونکہ اصحاب رسول تو آسمان رسالت کے درخشندہ ستارے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے دل میں دنیا کی محبت ایک چادر کے برابر بھی ہو گی تو اسے باحضور بے دلیل نماز کی توفیق نہ ہو گی۔ اسی لئے غوث الاعظم حضرت پیر دستگیر نے فرمایا۔ ''جو تجھے کل چھوڑ دیں گے تو ان کو آج ہی چھوڑ دے۔'' اس لئے مردوں کا کام یہ ہے کہ تصور اسم ذات سے ۱- فانی نفس ہوں۔ ۲- بقائے روح حاصل کریں۔ ۳- عین بعین دیدار سے مشرف ہوں۔

صاحب مناقب سلطانی قبلہ حامد سلطان علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ قادری مشائخ کرام خصوصاً حضرت سلطان العارفین قدس سرہ تصورات کے بارے میں اکثر یوں

فرماتے ہیں کہ اسم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسم اللہ ذات کے نیچے موٹا اور خوشخط لکھا ہوا۔ اس طرح تصور کرنا چاہئے پس یہی طریق آسان اور افضل ہے اور سلسلہ قادری نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اس شغل میں تینوں لحاظ ملحوظ رکھے۔ اللہ محمد

اوّل۔ پاس انفاس۔

دوم۔ ماسویٰ اللہ کے فنا کا فکر اور اللہ تعالیٰ کی بقاء کا فکر یعنی ذات میں محو ہونا۔

سوم۔ اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش کا تصور دل کے صفحہ پر کرنا۔

تصور اسم اللہ کے لئے بہت سے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ کاغذ پر لکھ کر آئینہ میں منقش کر کے یا عام شیشہ میں اسم اللہ لکھ کر قلب بناتے ہیں اور خالی جگہ پینٹ سے بند کر کے اس کے پیچھے روشنی رکھتے ہیں یا آج کل چمکدار دھات ریڈیم سے اسم اللہ قلب کی زمین پر لکھواتے ہیں جو اندھیرے میں چمکتا ہے۔ زمین قلب کا رنگ سیاہ اور کبھی سرخ بناتے ہیں۔ اسم اللہ سفید سنہری یا سیاہ لکھتے ہیں۔ اگر قلب سرخ رنگ کا ہو اور اس میں اسم اللہ ذات سیاہ یا سنہری ہو تو اس سے مقصود جلدی حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ کے نیچے اسم محمد علیہ السلام کا بھی تصور کیا جائے تو حسن جلالیت اور جمالیت کا توازن پیدا ہو جاتا ہے۔ ابتداء میں اگر کچھ وقت ہو تو ہمت نہ ہارے کیونکہ اسم اللہ کو تصور میں لانا بہت مشکل کام ہے۔ ہر رطب و یابس کا علم قرآن مجید میں ہے اور قرآن مجید کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُـحَـمَّـد" رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں ہے اور کلمہ طیبہ اسم اللہ و اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔

اسم اللہ بس گراں است بے بہا
ایں حقیقت را بداند مصطفیٰ
(کس نداند ایں حقیقت جز محمد مصطفیٰ)

تصور اسم ذات صرف طالب مولیٰ کا نصیب ہے۔ طالب دنیا کے دل میں قرار نہیں پکڑتا۔ اسم اللہ **شئی طاھر لا یستقر الا بمکان طاھر.** ہاں مرشد کامل جیسے میرے ہادی سلطان الفقر سر اسرار ذات یاھو فقیر باھو چاہیں تو نیم نگاہ سے بے نصیب کو بانصیب کر سکتے ہیں۔ اگر کسی شخص کے وجود میں اسم ذات قرار نہ پکڑے تو اسے چاہئے کہ وہ باطنی صفائی کے لئے دائمی مشق وجودیہ کرے۔ عارف باللہ ذات حروف اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس نے حروف اسم اللہ (ا۔ل۔ل۔ہ) کا بالترتیب تصور کیا ہو۔ ان حروف کے تصور سے جملہ علوم بلا تحصیل حاصل ہو جاتے ہیں اور عارف حروف پر دنیا و آخرت کی ہر چیز ظاہر ہو جاتی ہے اور ایسا شخص اولیاء عظام کی صف میں داخل ہو جاتا ہے۔ صاحب تصور حروف کو دائمی سرور رہتا ہے۔ جب وہ باتصور استغراق میں ہوتا ہے تو فنا فی اللہ بقاء باللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ حضرت بلھے شاہ قادری شطاری قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو صرف حرف اعظم الف کا استغراق حاصل تھا۔ جس کی واردات کی شدت کے پیش نظر آپ بے اختیار پکار اٹھے۔ ''اکو الف تیرے درکار علموں بس کریں او یار'' جس طالب کو اسم اللہ کا تصور کرنے میں مشکل پیش آتی ہو۔ اس کے لئے لازم ہے کہ حرف الف (ا) کے تصور کا اثبات کرے تا کہ ظاہر باطن ہر جگہ الف نظر آنے لگے۔ آنکھیں بند کر کے اپنے قلب میں الف کا مشاہدہ کیا کرے تا کہ شعلہ انور متجلی ہو اور طالب اس میں غرق ہو کر واصل باللہ ہو جائے۔

حضرت نور احمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول اسم ذات کی تختی لکھنے اور اسے ۴۱ یوم تک دھو کر پینے سے اسم ذات انسان کے وجود میں پوری طرح رچ جاتا ہے۔ ترتیب و ترکیب حسب ذیل ہے۔

۱۔ لسوڑھے کی لکڑی سے تختی بنائیں۔ عرق گلاب و زعفران سے سیاہی تیار

کریں۔

۲- ۶۶ بار حسب ذیل درود پڑھیں۔ یَا حَضْرَتْ مُحیُّ الدِّیْنِ اُحْضُرُوْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ۔

۳- نماز فجر کے بعد تختی پر ۶۶ بار اسم ذات لکھیں اور ۴۱ یوم ہر روز دھو کر پئیں۔

اسم ا اللہ ا اسم ا ا اللہ ا ا اسم ا ا ا اللہ ا ا ا

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

۴- اسم ذات اللہ و اسم محمد سرور کائنات ظاہری و باطنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں۔

مشق وجودیہ

اسم اللہ ذات کے تصور اور تفکر سے جاننا چاہئے کہ وجود کے ہر عضو میں ایک نورانی لطیفہ ہوتا ہے۔ دماغ میں ۱، پیشانی میں ۱، آنکھوں میں ۲، کانوں میں ۲، دل میں ۱، سینہ میں ۱، ناف میں ۱، زبان میں ۱، دو پہلو میں ۱، دو ہاتھوں میں ۲

ایک لطیفہ مقام سینہ میں اس طرح قائم ہے جس طرح انگوٹھی میں نگینہ ہوتا ہے۔ جب یہ لطیفہ زندہ ہو جاتا ہے تو لوح محفوظ کے جملہ علوم لوح ضمیر پر نازل ہونے لگتے ہیں۔

ایک لطیفہ قلب میں موجود ہے جب وہ زندہ ہو جاتا ہے تو دل سے نفاق، کینہ

بغض، خناس خرطوم نکل جاتا ہے۔ باطن روشن ہو کر روشن ضمیر بن جاتا ہے۔ دیدۂ بینا حاصل ہو جاتا ہے۔

قلب کے اوپر اسم ذات اللہ کے تصور سے تجلیات انوار الٰہی کے مشاہدہ سے مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔

ایک لطیفہ ناف کے مقام پر ہے۔ اس کو نفسی لطیفہ کہتے ہیں جب یہ لطیفہ زندہ ہو جاتا ہے تو نفس امارہ مردہ اور نفس مطمئنہ زندہ ہو جاتا ہے۔ جس سے استقامت اور جمعیت نصیب ہو جاتی ہے۔

ایک لطیفہ سر دماغ میں موجود ہے۔ جب وہ زندہ ہو جاتا ہے تو فقیر ھو کے تصور سے جدھر دیکھتا ہے اسے نور ہی نور نظر آتا ہے۔ ایسے تصور تفکر سے دعوت القبور میں کامل ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں کے چراغ روشن ہو جاتے ہیں اور فقیر سر اسرار کا راز دان اور نور ھو کا مظہر بن جاتا ہے۔

ایک لطیفہ پیشانی کے اندر ہے جب وہ زندہ ہو جاتا ہے تو ہر قسم کی مخلوقات جن و انس حتیٰ کہ شیر ببر تک اس کا چہرہ دیکھ کر سر جھکا دیتے ہیں۔ یہ تصور اور تفکر اسم اللہ سے کیا جاتا ہے۔ اگر اسم اللہ سے کیا جائے تو مؤکلات' فرشتے' جنات تابعدار ہو کر حکم بجالاتے ہیں۔

ایک لطیفہ زبان میں موجود ہے جو اسم لَہٗ کے تصور تفکر سے زندہ ہو جاتا ہے۔ ایسے فقیر کی زبان سیف الرحمان اور کن کی ترجمان ہو جاتی ہے۔ ایسا صاحب امر جس کام کے لئے کہتا ہے وہ کام دیر یا سویر اپنے وقت پر ضرور پورا ہو جاتا ہے۔

دو لطیفے دونوں آنکھوں میں ہیں۔ جو فقیر اسم اللہ یا اسم ھو کا تصور آنکھوں میں کرتا ہے صاحب کیمیا نظر ہو جاتا ہے۔ اگر کسی پر رحمت کی نظر ڈالتا ہے تو اللہ کی رحمت کا رخ اسی طرف ہو جاتا ہے اور اگر کسی پر قہر کی نگاہ ڈالتا ہے تو وہ شخص قہر الٰہی

میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

دو لطیفے دونوں کانوں میں ہیں۔ جب وہ زندہ ہو جاتے ہیں تو "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (الاعراف:۹-۱۷۱) کی آواز سنائی دینے لگتی ہے۔ قلبی، روحی، سری، نوری، توحید مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر قسم کی مخلوق اولیاء یا انبیاء سے سوال کا جواب ملنے لگتا ہے۔

دو لطیفے دونوں پہلوؤں میں ہیں۔ جب یہ لطائف زندہ ہو جاتے ہیں تو فقیر کے وجود سے تمام اوصاف ذمیمہ دور ہو جاتے ہیں۔ روح فرحت پا کر قلب پر حکومت کرنے لگتی ہے۔ نفس مغلوب ہو جاتا ہے۔

دو لطیفے دونوں ہاتھوں میں ہیں۔ جب وہ زندہ ہو جاتے ہیں تو ایسا فقیر جس طرف بھی ہاتھ کا اشارہ کرتا ہے قدرت کاملہ اثر انداز ہو جاتی ہے۔ جس جگہ بھی ہاتھ رکھتا ہے تو اللہ کی رحمت آ جاتی ہے۔ بیماروں کو شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ قلوب پر ہاتھ مارنے سے ان کو روشنی نصیب ہو جاتی ہے۔

اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق سے نفس کی پاکیزگی، دل کی صفائی، روح کی روشنی اور سر کی تجلیات نصیب ہوتی ہیں جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کا قالب قلب کا لباس پہنتا ہے۔ جب یہ چاروں ایک ہو جاتے ہیں تو صاحب مشق کے وجود سے وہم اور خوف اٹھ جاتے ہیں۔ اس کے ظاہری حواس بستہ ہو کر اسے وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي (الحجر:۱۴-۲۹) کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق سے دل اس طرح زندہ ہو جاتا ہے جیسے رحمت کی بارش سے مرجھائی اور سوکھی گھاس ہری ہو جاتی ہے۔

اسم اللہ ذات کی مشق تصور کرنے والا تمام شر شیطان اور جن سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ یہ مشق دائمی حصار ہے۔

اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ کرنے والے کے لئے قبر خلوت خانہ اور خواب گاہ بن جاتی ہے۔ باتصور مشق وجودیہ کرنے والا ہر شب انبیاء و اولیاء کی ارواح سے ملاقات کرتا ہے۔

نظم مشق وجودیہ

مشق سر تا پا رساند خوش ببیں
ایں بود اسرار وحدت بالیقین

ایں تصور برزخ از ھو یافتن
ھو تصور را زبان خود ساختن

میرود با تو تصور کبریا
ایں مراتب عارفان واصل خدا

از تصور سینۂ سر الہ
با تصور دل شود ناظر نگاہ

از تصور ناف بانفس و خلاف
ہر کہ ایں راہ نہ داند لاف لاف

مشق پنجاہ پیچ ناف تا بسر
از تصور مشق شد صاحب نظر

مشق محرم میکندہم راز دب
با حیاء و با وفاء و با ادب

ابتدائے مشق باشد معرفت
واز مشق زندہ دم شود عیسیٰ صفت

مشق معراج است ہر دم با حضور
و از حضوری مشق شد در غرق نور

کے شناسد مشق را محروم تر
بے خبر از معرفت آں گاؤ خر

جز با تصورِ مشق اللہ پیچ پیچ
ہر کہ ایں راہ نداند ہیچ ہیچ

طے بگرداند ترا ایں مشق حق
زیر پائے مشق شد جملہ طبق

مشق توفیق است با تحقیق داں
عارفاں را مشق دائم باعیان

مشق راہبر راہ رحمت حق نماء
مشق معشوق است دائم دل صفاء

مشق تصدیق است راہ صادقان
ابتدائے مشق باشد لامکان

شرح مشق: جان لو کہ مشق اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنیاد ہے۔ مشق معرفت اللہ کا مغز ہے۔ مشق دائمی معراج اور حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف کر دیتا ہے۔ مشق سے معراج کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں اور صاحب مشق دنیا و آخرت میں لایحتاج ہو جاتا ہے۔ صاحب مشق اولیاء اللہ کا سرتاج ہوتا ہے۔ صاحب مشق ہمیشہ مشاہدہ ربوبیت ذات لازوال میں غرق رہتا ہے۔ مشق کے شروع میں پہلے ہی روز معرفت اللہ کے مراتب مل جاتے ہیں۔ مشق مقرب رحمانی بنا دیتی ہے۔ قدرت سبحانی اور روح کی تائید سے قلب زندہ اور نفس فانی ہو جاتا ہے۔ صاحب مشق کو دائمی فقر تمام لامکان میں حاصل ہوتا ہے۔ یہ عین العیانی راہ ہے جس کے چند گواہ ہیں۔

۱- صاحب مشق روحانیت ارواح پر غالب ہوتا ہے۔

۲- صاحب مشق طرفہ زد میں ہزاروں سالوں کی راہ کی سیر کرتا ہے۔

جس کسی کو مشق کی راہ معلوم نہیں وہ معرفت فقر سے آگاہی نہیں رکھتا۔

ابیات

ہر کہ را راہ بود از مشق راز
عارف باللہ شود حق بے نیاز
ہر کہ صاحب مشق آتش در وجود
ہر دم قاتل شود نفس یہود

مشق طریق قرب الحق ہے کیونکہ یہ تصور اسم اللہ ذات سے برحق ہے۔ اگر کسی کو قادری طریقہ کی مشق حاصل نہیں تو وہ معشوقی اور محبوبی کہاں سے حاصل کرے گا۔ مشق وجود پر اس طرح عمل کرتی ہے۔ جس طرح سیاہی کاغذ پر۔

قادری دس قسم کے ہیں۔

۱- کامل۔ ۲- مکمل۔ ۳- اکمل۔ ۴- نور الھدیٰ۔ ۵- عارف باللہ باخدا۔ ۶- قہر برنفس۔ ۷- زندہ قلب نفس فانی۔ ۸- سروری قادری۔ ۹- قادری سروری۔ ۱۰- زاہدی قادری

جب ان سب کا مجموعہ حاصل ہو جاتا ہے تو اسے جامع الجمعیت جوہر قادری کہتے ہیں۔

مشق اور نفی اثبات

مشق دو طریقوں سے کی جاتی ہے۔

اوّل ناف سے سر دماغ تک مشق کی جاتی ہے۔ جس سے نفس کی مکمل طور پر نفی ہو جاتی ہے۔

دوم مشق دماغ سے ناف تک کی جاتی ہے جس سے باطنی لطائف زندہ اور سودا سویدا نور ظاہر ہو جاتا ہے۔

اسمائے مشق سات ہیں

۱- اللہ۔ ۲- للہ۔ ۳- لَہٗ۔ ۴- ھو۔ ۵- محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۶- فقر۔

۷- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

یہ اسماء کلید کل ہیں۔ ان اسماء کے ساتھ جس صفاتی اسم پر قرآن مجید کی آیت کو شامل کر کے مشق وجودیہ کی جائے تو اس کے اثرات پیدا ہو جاتے اور اسرار کھل جاتے ہیں۔

مشق وجودیہ کے مقامات

مشق وجودیہ کے لئے مندرجہ ذیل مقامات ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد ۷۰ ہے۔

دماغ میں ۵' پیشانی میں ۵' دونوں آنکھوں میں ۵' ۵' دونوں کانوں میں ۵' ۵'

زبان پر ۵ ' قلب پر ۵ ' سینہ میں ۵ ' ناف میں ۵ ' دونوں پہلوؤں میں ۵ ' ۵ ' دونوں ہاتھوں پر ۵ ' ۵ - اس طرح کل ستریں مشقیں ہوئیں۔

مشق وجودیہ کا طریقہ

۱- اسم ذات کا تصور کرے۔

۲- تفکر کی انگلی سے اپنے وجود پر اسماء کو تحریر کرے۔

۳- دم کے ساتھ اسماء کا ذکر کرے۔

۴- استغراق حاصل کرے۔

تصور تفکر سے مشق وجودیہ کا پہلا سبق

اسمائے اللہ ۔ للہ ۔ لَہٗ ۔ ھو ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقر۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پہلے ہی روز کی مشق وجودیہ مرقوم سے حضوری توجہ حاصل ہو جاتی ہے۔

دوسرے روز ناف کے گرداگرد جب پانچ بار مشق مرقوم کی جاتی ہے۔ ساتھ لا الہ کے ذکر دم کو نفی کی کنہ سے اختیار کر کے مستغرق ہو جاتے ہیں تو نفس مردہ ہو جاتا ہے۔

تیسرے روز قلب کے گرداگرد پانچ بار مشق مرقوم اسمائے متذکرہ کرنے' الا اللہ کے ذکر دم سے استغراق حاصل کرنے سے قلب کو خناس خرطوم وہم و وسواس خطرات سے نجات حاصل ہو کر تصفیہ قلبی حاصل ہو جاتی ہے اور طالب کا قلب زندہ ہو جاتا ہے۔

چوتھے روز کی مشق وجودیہ مرقوم سر دماغ میں کی جاتی ہے۔ تصور نور سے استغراق حاصل کرتے ہیں۔ جس سے روح کی تجلیات قلب پر ہونے لگتی ہیں۔ فقیر

دیدار انوار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔

پانچویں روز کی مشق مرقوم کی ستر مشقیں وہم وحدت سے کر کے استغراق حاصل کیا جاتا ہے تو اسرار ربی سے آگاہ اور وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ سے واقف ہو جاتا ہے۔ قلب سے وحی القلب کا دماغ سے وحی الروح کا اور سر سے وحی الزمان کا الہام ہونے لگتا ہے۔ نور توحید میں گم ہو کر توحید میں کامل ہو جاتا ہے۔

چھٹے روز تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جب مشق وجودیہ مرقوم سے استغراق حاصل کرتا ہے تو روحانی لطیف نورانی وجود سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسے معارف کہتے ہیں۔ کبھی اسے اپنے حضوری ہونے کا علم ہوتا ہے کبھی نہیں۔ اسے صورت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آتی۔ صرف آواز سنائی دیتی اور جواب باصواب سے مشرف ہوتا ہے۔

ساتویں روز تصور اسم فقر سے جب طالب تفکر سے مشق وجودیہ مرقوم سے باطن میں مستغرق ہو جاتا ہے تو صاحب تصرف ہو جاتا ہے۔

یہ سب کچھ طالب کو اس کی استعداد کے مطابق نصیب ہوتا ہے۔ طالب کو چاہئے کہ ان ساتوں مشقوں کو دائمی طور پر کرتا رہے لیکن کامل مرشد اپنی کامل کیمیا گر نگاہ کی برکت سے پہلے ہی روز یہ ساتوں مشقیں طالب کے وجود پر تحریر کر کے ان کے اسرار کھول دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس فقیر کو سجادہ نشیناں دربار باھو سلطان جھنگ حضرت قبلہ حبیب سلطان قدس سرہ العزیز۔ حضرت قبلہ حافظ فیض سلطان مدظلہ العالی۔ حضرت قبلہ غلام جیلانی سلطان اور صاحبزادہ محمد نجیب سلطان کی نگاہ سے مشق وجودیہ مرقوم حاصل ہے۔

مشق وجودیہ مرقوم کے چند دیگر نقش

طالب کے لئے ضروری ہے کہ کسی بھی نقش کی مشق وجودیہ کرنے سے پہلے چند

باتوں کو ملحوظ خاطر رکھے۔

۱- کامل مرشد سے اجازت حاصل کرے تاکہ مرشد کی توجہ ہمراہ رہے۔

۲- نقش کو چند منٹ تک دیکھتا رہے تاکہ اس تصور خیال میں پختہ ہو جائے۔

۳- تصور اور تفکر کی انگلی سے نفی اثبات کے طریقہ سے مشق مرقوم شروع کرے۔

۴- ہر عضو پر پانچ بار مشق مرقوم کرے اس طرح کم از کم ستر مشقیں پوری کرے۔

۵- اسی نقش کا ذکر دم کرے۔

۶- استغراق حاصل کرے۔

نقش وجودیہ ذکر قربانی

جو کوئی یا ھو کے ذکر اور ھو کی مشق وجودیہ سے استغراق حاصل کرتا ہے تو اس کے بند بند سے ایک جثہ باہر نکل آتا ہے۔ گویا کہ ہر عضو جدا ہو گیا ہے۔ یہ ذکر قربانی جان قربانی غوث وقطب دھقانی کے مراتب ہیں۔ جب ایسا ذاکر ذکر قربانی سے فارغ ہوتا ہے تو جملہ جثّے اصل وجود میں واپس آ جاتے ہیں۔ ان مراتب کو قرب وجدانی بھی کہتے ہیں۔ فقراء عارف خدا کے نزدیک یہ مراتب بازیگری معرفت اللہ توحید سے دور ہیں۔ اگرچہ اس سے فوق العرش تیس ہزار مقام حاصل ہو جاتے ہیں اور حق سے الہام ہونے لگتا ہے۔ پھر بھی یہ ہوا و ہوس کا مقام ہے اور اگر کسی پر لوح محفوظ کا مطالعہ کھل جائے تو اس قسم کے فقیر کو نجومی فقیر کہتے ہیں۔ نقش قربانی یہ ہے۔

باب دوم

در بیان ذکر کلمہ طیب

ہور دوانہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ھو
کلمہ دور زنگار کریندا کلمے میل اتاری ھو
کلمہ ہیرے، لعل، جواہر کلمہ ہٹ پساری ھو
اِتھے اوتھے دوہیں جہانیں باھو کلمہ دولت ساری ھو

قولہٗ تعالیٰ۔ فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔(النحل:۱۴-۴۳)
''اگر تمہیں معلوم نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔'' (الحدیث) ذکر اللّٰہ فرض قبل کل فرضٍ ''تمام فرضوں سے پہلا فرض ذکر الٰہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ'' رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ من قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ'' رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ۔ جملہ نصیبوں تمام قسمتوں اور کل خزائن علم وحکمت کی کنجی کلمہ طیب ہے اور اصلی کلمہ پڑھنے والا کوئی شخص بے نصیب اور بدقسمت نہیں۔ کلمہ طیب میں چوبیس حروف ہیں اور ہر حرف میں ہزار علم حکمت اور گنج تصرف ہیں۔ مرشد کامل توجہ سے کلمہ طیب منکشف کرتا ہے اور ہر علم کلمہ طیب سے ظاہر کرتا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کیونکہ حق سے حق ہے مرشد کامل اس سے طالب کو ہر ایک مطلب دکھا سکتا ہے اسے صاحب حضوری اور ولی اللہ بنا دیتا ہے کلمہ طیبہ اور اس کے حاضرات کے وسیلے اس طرح حضور میں پہنچا دیتا ہے کہ پھر اسے جمعیت و نصیب کی احتیاج نہیں رہتی۔ قلب عین کو کہتے ہیں صاحب

قلب عین کے سوا کسی اور کی جستجو نہیں کرتے۔ **غمض عینک یا علی واسمع فی قلبک لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اے علی! اپنی آنکھیں بند کر لے اور اپنے دل میں "**لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**" سن۔ واضح رہے کہ کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات میں چوبیس گھڑیاں ہیں اور دن رات میں انسان چوبیس ہزار سانس لیتا ہے۔ جب فقیر خاص حضوری تصدیق اور اخلاص سے "**لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**" کہتا ہے تو کلمہ پاک کے ہر حرف کے بدلے ہر ایک گھڑی کے گناہ اس طرح جل جاتے ہیں۔ جس طرح خشک ایندھن آگ سے اور کلمہ کے ہر حرف سے ایک ہزار علم منکشف ہوتے ہیں اور ہر علم سے ہزار علم ظاہر ہوتے ہیں۔ اس تمام مجموعہ سے ذاکر عارف باللہ اور مقرب حق ہو جاتا ہے اور اس پر راز الٰہی منکشف ہوتے ہیں۔ مجھے ان احمق اور بے شعور آدمیوں پر تعجب آتا ہے جو مردہ دل مغرور ہیں اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور دست بیعت وحکم کے بغیر اور تلقین وتعلیم کی قوت نہ رکھتے ہوئے اندھا دھند تقلید سے طالبوں کو مرید کرتے ہیں۔ انہیں کلمہ طیب کی کنہ کی خبر نہیں ہوتی اور نہ انہیں تعلیم طالبان کی کنجی کی خبر ہوتی ہے ایسے لوگ جب ذکر کی تلقین کرتے ہیں۔ مریدوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا ان کا نفس گناہوں کی خواہش کو نہیں چھوڑتا اور معرفت الٰہی کی راہ ان پر نہیں کھلتی۔ ذکر کی اصل بنیاد توحید ہے کامل مرشد جب اسم اللہ ذات کے تصور سے طالب کو دریائے توحید میں غوطہ دیتا ہے تو اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے۔ بعدازاں کلمہ طیب کی اجازت دیتا ہے جب طالب "**لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**" کہتا ہے تو دل کی آنکھ روشن ہو جاتی ہے اور مقام معرفت پر پہنچ جاتا ہے اس سے ذات وصفات کا کوئی مقام اور زمین وآسمان کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ ویسے تو یہ کلمہ جلاد منافق اور مردہ دل بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن انہیں کلمہ طیب کی کنہ معلوم نہیں

ہوتی شریعت میں کلمہ شریف تاثیر کرتا ہے بے شریعت کو کلمہ سے رجعت نصیب ہوتی اور خراب ہوتا ہے۔

راہ مے باید مرا راہِ نبی ﷺ
ہر کہ راہ رفت دیگر شد شقی

کلمہ طیب پڑھنے والے میں چار چیزیں ہونی چاہئیں

اوّل جو شخص تصدیق قلبی سے نہیں پڑھتا وہ منافق ہے۔

دوم جو شخص حرمت سے نہیں پڑھتا وہ فاسق ہے۔

سوم جسے کلمہ پڑھنے سے حلادت' لذت' جمعیت اور اخلاص حاصل نہیں ہوتا وہ ریاکار ہے۔

چہارم جو کلمہ کی تعظیم نہیں کرتا وہ بدعتی ہے الغرض کلمہ طیب پڑھتے وقت تصدیق قلبی' حرمت' حلاوت اور تعظیم کا ہونا ضروری ہے۔ واضح رہے کہ کلمہ طیب کے شروع میں لا اس واسطے رکھا گیا ہے کہ لا کی شکل قینچی کی ہے۔ یہ قینچی گناہوں کو اس طرح کترتی ہے جس طرح عام قینچی کپڑے کو نیز لا کی شکل دو دھاری تلوار کی سی ہے جو نفس قاتل کو قتل کرتی ہے۔ لا سے ماسویٰ اللہ کی بالکل نفی ہو جاتی ہے اس کے بعد الا اللہ ہے جس سے اثبات ہوتا ہے اور محمد رسول اللہ کے اسم سے جمعیت یا ایمان حاصل ہوتی ہے۔ ایمان اور روح متفق ہو جاتے ہیں۔ نفس ہمیشہ تصدیق قلبی سے مرتا ہے جسے تصدیق حاصل نہیں وہ منافق ہے مسلمان تو صرف زبان سے کلمہ طیب کہنے سے ہوسکتا ہے لیکن مومن اسی وقت ہوتا ہے جب تصدیق قلبی بھی اس کے ساتھ شامل ہو۔ جو شخص زبان سے بھی کلمہ طیب کا اقرار نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ زبانی اقرار کے دو گواہ ہوتے ہیں۔

اوّل مشکل یا آسانی کے وقت سچ بولنا۔

دوسرے حلال کھانا خواہ نمک کے بغیر خشک کھانا ہی ملے یہ حلال خشک کھانا حرام کی روغنی اور لذیذ روٹی سے کہیں بہتر ہے۔

اسی طرح تصدیق قلبی کے بھی دو گواہ ہیں

اوّل دلی محبت:

دوم معرفت مولیٰ: ایسے صاحب تصدیق کی طلب سلب نہیں ہوتی اسلام کی بنا ایمان مجمل اور ایمان مفصل کلمہ شہادت پر ہے۔اس سے خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔کیا تجھے معلوم نہیں کہ صاحب تصدیق اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نگاہ ستر ہزار مرتبہ پڑتی ہے۔

تصدیق قلبی کے چار لباس ہیں: اوّل نور ایمان۔ دوم تقویٰ۔سوم ذکر قلبی۔ چہارم ذکر روحی۔ جس طرح زبان گوشت کا لوتھڑا ہے تصدیق قلبی اس وقت ثابت ہوتی ہے جب دل اپنی زبان کھول کر یا اللہ کہے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰهِ "جس قلب کا روح سے تعلق ہوتا ہے وہ تصدیق میں لپٹا ہوتا ہے ایسا قلب بآواز بلند گواہی دیتا ہے کہ میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔

علم تابع ذکر ذکرش خوش بخواں
از ذکر روشن شود عین العیاں

ذکر کا تعلق روح سے ہے علم ادب کا تعلق نفس مطمئنہ سے ہے مطلب یہ کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ کو زیادہ ظاہری علم نہ تھا کلمہ طیب کے ذکر، فکر، ذکر قلبی، ذکر روحی اور ذکر سری کے سبب انہیں علم لدنی حاصل ہو گیا تھا تو ظاہری علم پر مغرور نہ ہو علم وہ ہے جو تجھے صاحب حضوری بنا دے۔علم پانچ ہیں اور عالم بھی پانچ ہیں جو عالم ان پانچ علموں کو حاصل کرتا ہے وہ باعتبار و باافتخار ہے وہ پانچ علم اور پانچ

عالم حسب ذیل ہیں۔(۱) علم اللسان' عالم اللسان۔ (۲) علم القلب' عالم القلب۔ (۳) علم الروح' عالم الروح۔ (۴) علم السر' عالم السر (۵) علم خفی' عالم خفی۔ جو شخص ان تمام علوم کو حاصل کر لیتا ہے اسے معرفت اور توحید الٰہی کا نور۔ فنائے نفس اور مشاہدہ نور حضور نصیب ہوتا ہے ان علوم سے قلب زندہ ہو جاتا ہے اور روح آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے نیز ان سے فیض فضل اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ تاریکیوں کے پردے دور ہو ہوتے ہیں۔ تجلیات اسرار ربانی نمودار ہوتی ہیں علم خفی سے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ عالم علم خفی کو کامل انسان اور خیر البشر کہتے ہیں۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی یہ تمام علوم توحید کے متعلق ہیں۔ یہ تمام علوم اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیب "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی کنجی سے حاصل ہوتے ہیں۔ توحید اور سلک سلوک کے علم صاحب حضوری کو معلوم ہوتے ہیں۔ نفس پلید ذکر دوام کے بغیر اور کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا یہ تلاوت' نماز' روزے' ریاضت فقہ اور علمی مسائل سے پاک نہیں ہوتا اس کا علاج صرف ذکر دوام ہے اور ذکر دوام کا مطلب یہ ہے کہ دمبدم توحید میں غرق رہے اور اپنے آپ کی ہوش نہ ہو۔ اگرچہ ظاہر میں عام لوگوں کے پاس بیٹھا رہے ذکر دوام کا تعلق صرف قلب روح اور سر سے ہی نہیں بلکہ تمام وجود میں اس کی جگہ ہے۔ جس طرح سارے وجود میں جان ہے اسی طرح ذکر کا مقام بھی سارا وجود ہی ہے۔ نفس کسی حال میں بھی آرام وقرار نہیں پکڑتا اور بود سے نابود نہیں ہوتا یہ نافرماں نفس مطیع نہیں ہوتا اور دن رات غلام کی طرح تابع حکم نہیں ہوتا مگر اسم اللہ ذات کے تصور اور کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کے ذکر کی تاثیر سے یہ دونوں چیزیں نفس کو اس طرح جلا دیتی ہیں جس طرح آگ لکڑی کو جب شیطان کسی مردہ دل طالب دنیا کے وجود میں داخل ہوتا ہے تو اس کے نفس امارہ کو دنیاوی طمع کا علم

سکھاتا ہے اور اس کے اندر خناس خرطوم اور وسوسہ ہائے خطرات کو زندہ کرتا ہے طمع کے علم سے وہ انسانوں پر غالب آتا ہے جس سے وہ شیطان کا کہا ماننے لگتے ہیں اور حرص وطمع نہیں چھوڑتے شیطان کے پاس اگر کوئی چابی ہے تو یہی علم طمع کی ہے لیکن یاد رہے وہ تین آدمیوں کے وجود میں داخل نہیں ہوسکتا۔

اول: جس میں نور ایمان ہے اور تصدیق قلبی سے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھتا ہے۔

دوئم: جس کے دل پر اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔

سوئم: وہ شخص جس کا بال بال لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھتا ہے۔ مسلمان کی ابتدائی اور انتہائی جڑ ذکر ہے ذکر جہر اقرار زبانی ہے اور ذکر خفیہ تصدیق دلی ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (الاعراف:۸-۵۵) اپنے رب کو پوشیدہ وخفیہ گڑگڑا کر یاد کرو جب دل باتصدیق زبان کھول کر جنبش میں آتا ہے اور یا اللہ یا اللہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہتا ہے تو اقرار اور تصدیق دونوں باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ جو شخص قلبی ذاکر ہوتا ہے اس کے دل پر ذکر الٰہی اس طرح غالب آ جاتا ہے کہ نفس امارہ تابع ہو جاتا ہے اور اس کی زبان ناشائستہ کلام بالکل ترک کر دیتی ہے۔ ذکر جلی میں حسب زیل فائدے ہیں۔

(۱) صفائے قلب۔ (۲) غافلوں کی تنبیہ۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا محاسبہ۔ (۴) دین کا ظاہر کرنا۔ (۵) شیطان اور نفسانی خیالات' خطرات کا زائل کرنا۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا۔ (۷) غیر اللہ سے منہ موڑنا۔ (۸) اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سے حجاب کا دور ہونا۔

ذکر جہر سے جو جوہر پیدا ہوتا ہے اُس کا نام جمال بین الحق الیقین ہے۔

حاضرات کلمہ طیبہ: رویت الٰہی کے وقت عارف باللہ کو اللہ تعالیٰ کی اس قدر

نعمتیں حاصل ہوسکتی ہیں جو وہم اور فہم میں سمانہیں سکتیں۔ یہ مرتبہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰہِ " کے حاضرات سے حاصل ہوتا ہے۔ کلمہ طیب کا طریقہ ایک مسلمہ اور محققہ بات ہے کلمہ طیبہ کی حاضرات کی چابی سے دل کا قفل کھل جاتا ہے اور انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ سیدھی راہ معلوم ہو جاتی ہے تحقیق کا راستہ ہاتھ آتا ہے یہ سب کچھ کامل مکمل اکمل جامع سروری قادری مرشد سے جو ذکر کے جواہرات اور فکر کا خزانہ عطا کرنے والا ہوتا ہے حاصل ہوتا ہے۔ وہ مرشد عہد الست اور کن فیکون کے دن سے ہی ایسا ہوتا ہے۔ حدیث "الان کما کان" کا یہی مطلب ہے۔ یہ تمام مراتب اس شخص کو حاصل ہوتے ہیں جسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہو۔ واضح رہے کہ تمام ترک وتوکل تمام ذکر وصال۔ تمام دعوت اور رجعت لازوال تمام ابتداء اور انتہا اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ کے حاضرات سے ایک لحظہ کے اندر حاصل ہوتی ہے اور یہ باتیں کامل سروری قادری مرشد سے پہلے ہی دن پہلے ہی سبق سے حاصل ہو جاتی ہیں یہ کمال اسے قادری ہونے کے سبب سے ہے جو قادری کسی اور طریقہ کی طرف رجوع کرے گا وہ گمراہ گہنگار اور بے برکت ہو جائے گا۔ ذات وصفات کے ہر مقام کی چابی کلمہ طیب ہے جب اس چابی سے دل کا قفل کھل جاتا ہے تو یہ ساری باتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔

<u>ریاضت کی دوقسمین ہیں:</u>

۱- پہلی ریاضت جو نفسانی خواہشات پر مبنی ہے اور دکھاوے کے لئے کرتے ہیں عزت وناموس اور رجوع خلق کے طلب گار ہیں۔

۲- دوسری ریاضت خاص جو ظاہر وباطن میں محض اللہ تعالیٰ کی خاطر کی جاتی ہے اور اس راہ توحید کے لئے کلمہ طیب بمنزلہ چابی ہے۔

جو شخص کلمہ طیبہ کی چابی سے دل کا قفل کھول لیتا ہے اس پر معرفت الٰہی کا راز کھل جاتا ہے۔ طالب لایحتاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے ایسے شخص کو حضوری حاصل ہوتی ہے اور فنا فی اللہ میں مستغرق رہتا ہے۔

اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے ذکر سے ازل' ابد' دنیا اور عقبیٰ کا ہر ایک مقام صاف صاف دکھائی دینے لگتا ہے یہ ذاکر کے ابتداء کی حالت ہے۔ جس ذاکر میں یہ حالت نہ ہو اس کا ذکر وہمی اور خیالی ہے۔ ذکر باطنی برحق ہے اس پر نکتہ چینی بے جا ہے کیونکہ ذکر الٰہی سے ذاکر کو ایسا استغراق حاصل ہوتا ہے۔ گویا بے جان مردہ ہے روحانی مردہ جو کچھ بھی دیکھے جائز ہے عبادت وہی قبول ہے۔ جو تفکر' توجہ' تصور اور تصرف سے کی جائے اور جس میں قلبی تصدیق اور روحی توفیق ہو قلبی ذکر یہ ہے کہ دارالفناء سے قطع تعلق کر کے دارالبقاء کا رخ کیا جائے اور روحی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت اور لقاء کا شوق ہو۔ پس معلوم ہوا کہ اگر کامل فقیر سو جائے تو خواب میں بھی نور ذات کے مشاہدہ میں مستغرق رہے گا اگر بیدار ہو گا تو بھی فنا فی النفس اور باقی الروح ہو کر دیدار کی طرف متوجہ ہو گا اور کلمہ طیب کے ذکر سے بقا و دیدار سے مشرف ہو گا عوام کا کلمہ محض زبانی بطور رسم و رسوم ہے لیکن خاص کا کلمہ پڑھنا بحضور قرب اللّٰـہ حی و قیوم ہے۔ جس سے بذریعہ تصور اسم اللہ ذات رقم مرقوم حقیقت حیات و ممات معلوم ہو جاتی ہے۔

"مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" مرنے سے پہلے مر جانے کا مطلب یہ ہے کہ موت کے بعد کے حالات زندگی ہی میں اس پر طاری ہو جائیں یعنی جان کنی' حساب کتاب' ثواب عذاب' پل صراط سے گزرنا' بہشت میں آنا اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حوض کوثر سے شراباً طہورا پینا۔ رب العالمین کے حضور میں پانچ صد سال سربسجود رہنا اور پھر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

متابعت میں صف میں کھڑے ہونا۔ جہاں پر روحانی کلمہ طیب کا ذکر کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونا۔ ظاہری آنکھ سے نہیں بلکہ دل کی آنکھ سے ہمیشہ دیدارِ حق میں محو رہنا۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جسے "اذا تم الفقر فھو اللہ" کا درجہ حاصل ہو نیز وہ مرنے سے پہلے مر گیا ہو۔ یہ سب کچھ کامل مرشد اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب کے حاضرات و تصور سے دکھلا دیتا ہے سروری قادری جامع مرشد ایسا ہی ہونا چاہئے۔

جو شخص کلمہ طیب کی نفی لا الہ کی خفی کو جان لیتا ہے۔ اس سے دنیا جہان کی کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی جو شخص اس کی کنہ اور حقیقت کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ اس پر اثبات الا اللہ کے کل درجات کھل جاتے ہیں۔ اثبات الا اللہ کا درجہ انسان کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ حیوان کو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محرم راز ہونا یہ ہے کہ کلمہ طیب پڑھنے والا جس وقت چاہے توجہ سے اپنے آپ کو روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے اور نبی کریم سے ہم سخن و ہم کلام ہو۔ سو معلوم ہوا نفی لا الہ قاتل نفس ہے اور اثبات الا اللہ دل کا زندہ کرنے والا ہے اور کلمے کا حصہ محمد رسول اللہ روح کو فرحت بخشنے والا ہے۔

جو شخص مقام الست میں کن کی کنہ اور مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فنا فی الرسول میں زبان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلمہ پڑھتا ہے اور کلمہ طیب کی خاصیت جانتا ہے تو وہ لوح محفوظ سے جملہ علوم لوح ضمیر میں بے کام و زبان پڑھ لیتا ہے۔ رسم رسوم کے طور پر زبانی کلمہ پڑھنے کا طریقہ اور ہے اور اللہ تعالیٰ حی و قیوم کے قرب حضور میں کلمہ ادا کرنے کا طور اور ہے۔

ذکر جہر نفی اثبات: نفی اثبات کا ذکر جہر تین ضربی کہیے پہلی ضرب جو کہے۔ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۔ (الاحزاب:۳۳-۷) انہوں نے بڑی پکی بات کہی۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا

ہے اور دل پر ایسی ضرب پہنچاتا ہے کہ پہلی ہی ضرب میں ازل کا مقام کھل جاتا ہے اور خود روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰہُ کی دوسری ضرب سے ابد کا مقام کھل جاتا ہے اور طالب اللہ نفسانیت کے احوال سے توبہ کرتا ہے اور لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰہُ کی تیسری ضرب سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور خطاب کا منصب حاصل ہوتا ہے اور پیغمبر خدا علیہ السلام سے صراط مستقیم ہاتھ آتا ہے۔

ذکر پانچ ضربی: کامل قادری اگر ظاہر میں ذکر جہر کرے اور کلمہ کی پانچ ضربیں دل میں پہنچائے تو ایک لحظہ میں بے خود ہو کر حسب ذیل پانچ مقاموں پر پہنچ جاتا ہے۔ مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا، مقام عقبیٰ اور مقام توحید فنا فی اللہ انہی پانچ ضربوں سے معرفت فقر اور توحید کی تحصیل پوری ہو جاتی ہے۔

قادری طالب جب سات روز کلمہ طیب لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب دل پر لگاتا ہے تو اس کے ساتوں اعضاء سر سے قدم تک ذاکر اور منور ہو جاتے ہیں اور ایک ہفتے کے بعد ہمیشہ کے لئے اسے مشاہدۂ حضوری حاصل ہو جاتا ہے۔ پس مرشد عالم باللہ وہی ہے جو اسم ذات کے تصور سے مقام لی مع اللہ سے حضوری کی راہ کھول دے اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے دکھا دے۔

شرح ذکر: ذکر کیا ہے کہ وہ گویا بدن کی زکوۃ ہے جس طرح زکوۃ سے مال حلال اور پاک ہوتا ہے۔ اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفر و شرک کی نجات سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح پیرا ہن صابن سے صاف ہو جاتا ہے یہی حال ذکر اور نفس کا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے ذکر اللہ گناہ و معصیت کو مٹا دیتا ہے اور جس طرح بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ مردہ ایمان کو زندہ کر دیتا ہے جس طرح کہ پھل درخت کے لئے زینت ہوتا ہے۔ اسی

طرح ذکر اللہ ایمان کی زینت ہے وہ کفر وضلالت کی تاریکی کو مٹا کر ایمان کی روشنی پیدا کرتا ہے۔ جس دل میں ذکر اللہ نہیں وہ گویا ببول کا درخت ہے یا طعام بے نمک ہے جس طرح بغیر بسم اللہ کے جانور حلال نہیں ہوتا اسی طرح انسان کا دل بدوں ذکر اللہ کے آلائش سے پاک نہیں ہوتا ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے۔ نماز بھی بدوں ذکر اللہ کے نہیں ہو سکتی بلکہ وہ بہمہ وجوہ ذکر اللہ ہے۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ. (سورہ اعراف آخر)

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ۴ ع۱۱)

ذکر کی دو اقسام ہیں۔ (۱) ذکر جہر۔ (۲) ذکر خفی

۱- ذکر جہر ذکر زبانی آواز بلند ہے۔

۲- ذکر خفی کے مندرجہ ذیل مقامات ہیں۔ (۱) ذکر دم۔ (۲) ذکر قلبی۔ (۳) ذکر روحی۔ (۴) ذکر سری اور ذکر نوری یعنی ذکر حامل غیر مخلوق۔

جب مرشد قادری طالب کے من میں اللہ چنبے کی بوٹی لگا دیتا ہے تو اسے نفی اثبات کی تلقین کرتا ہے۔

ذکر نفی اثبات: (۱) وہ لا الـــہ اللّٰـــہ کا کلمہ ہے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ بطور نماز روبقبلہ بیٹھے اور اپنی آنکھ بند کرے اور لا کہے گویا اپنی ناف سے اس کو نکالتا ہے پھر اس کو کھینچے یہاں تک کہ داہنے مونڈھے تک پہنچے پھر الہ کہے گویا اس کو دماغ کی جھلی سے نکالتا ہے پھر الا اللّٰـــہ کو دل پر شدت اور قوت سے ضرب کرے اور محبوبیت یا مقصودیت یا وجود کی نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اس کا ذکر مقدس میں دھیان کرے۔ مبتدی نفی محبوبیت کا تصور کرے اور متوسط نفی مقصودیت کا تصور کرے

اور منتہی نفی موجود کا تصور کرے۔

ذکر جہری نفی اثبات کے علاوہ قادریہ مشائخ ذکر اللہ جہر یعنی بلند آواز سے ذکر اللہ کی تلقین بھی کرتے ہیں۔

ذکر جہر اللہ: یہ یک ضری۔ دوضربی۔ سہ ضربی۔ چہار ضربی اور بارہ ضربی تک ہے۔جس میں اللہ کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔

یک ضربی ذکر: طریقہ یک ضربی کا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی درازی اور بلندی سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ کہے پھر ٹھہر جاوے یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پر آجاوے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے۔

دوضربی ذکر: اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار دل میں ضرب کرے اور اس کو بار بار بلا فصل کرے اور مناسب یہ ہے کہ ضرب خصوصاً قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہوتا کہ دل پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جائے پریشان خاطری اور وسواس دفع ہو۔

سہ ضربی ذکر: اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو میں دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں ضرب کرے کہ تیسری ضرب بلند تر اور سخت تر ہو۔

چہار ضربی ذکر: اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہئے کہ چوتھی ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔ دیگر بارہ ضربی ذکر تک قادریہ مشائخ سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہ مقصد الا اللہ کی ضرب جہر سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ذکر جہر کے بغیر عجلت میں خناس خرطوم کے قلعے نہیں ٹوٹتے۔

ذکرِ خفی: (۱) ذکرِ دم یعنی شغل پاس انفاس۔"الا نفاس معدودة کل نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میت."

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ فرمایا ھو
سنیا سخن کھل گیاں اکھیں اساں چت مولا ول لایا ھو
کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ھو
مرن توں اگے مر گئے باھو تاں مطلب نوں پایا ھو

الف۔ پاس انفاس کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ جب سانس اندر جائے تو لب ہلائے بغیر دل میں اللہ کہے اور جب سانس نکالے تو ھو کہے اور اس پر مداومت اختیار کرے۔ اکثر اللہ ھو کا ذکر نقشبندی کیا کرتے ہیں۔

ب۔ ہر سانس کے ساتھ ھو یعنی اندر بھی ھو اور باہر بھی ھو کہے۔

ج۔ اسی طرح ذکر نفی اثبات کے لئے بھی پاس انفاس کیا جاتا ہے یعنی جب سانس باہر جائے تو نفی لا الہ کا تصور رکھے اور جب سانس اندر کھینچے تو اثبات الا اللہ کا تصور کرے اور محمد رسول اللہ بھی تصور میں رکھے اس طرح دم کی نگہبانی کرے تاکہ دم پختہ ہو کر سوتے جاگتے بلا قصد ذکر جاری ہو جائے۔

ذکرِ ھو

عاشقاں را راہ اینست ذکر ھو گوید دوام
دم بدم ھو ذکر گوید کار آں گردد تمام

ذکر ھو مقام ھویت ذات کی کنجی ہے جو اس ذکر سے طلسم وجود میں توحید کے تالے کو کھول لیتا ہے۔ فوراً صاحب سر اسرار۔ عالم ارواح سے واقف اور عین ذات میں فنا ہو کر بقا باللہ اور لقاء اللہ سے مشرف ہو جاتا ہے لیکن اس ذکر کے لئے مرشد کامل کی اجازت اور صحیح سلک سلوک اور راہ طریقت کا معلوم ہونا بہت ضروری

ہے کیونکہ بہت سے ذاکر ھو اپنی نادانی اور کامل کی اجازت نہ ہونے سے اپنی صحت، کاروبار اور خانگی حالات خراب کر بیٹھے ہیں بہت سے لوگوں نے اپنے فائدے کی بجائے نقصان اٹھایا ہے۔ ھو کا ذکر اور تصور تین قسم کا ہے:

۱- ھاھو ھاھویت ۲- یاھو یاھوت ۳- لاھو لاھوت

ھو کی شان میں سلطان العارفین نے فرمایا:

ہر کہ باھو دم زند جاں چاک چاک | از اسم یا ھو متصل باھو چہ باک
باھو با بسم الف از اسم او | ہر کہ باشد غیر ھو از دل بشو
ھو ھویدا می شود روشن ضمیر | واوٴ وحدت مے کشد فی اللہ فقیر
باھو یاھو گشت تو در جسم وجاں | باھوا یاھو بہر مشکل بخواں
باھو اسم اعظم یاھو از ھو بجو | ھو حقیقت سر سرش باکس مگو
ھو کلید جنت است از لامکاں | ذاکر ھو کم بود اندر جہاں
ہر کہ باترتیب ذکر ھو کشد | عارفاں باللہ آں بے شک بود
باھو یاھو آتشے سوزد بتن | نفس کافر رابسوز اے جاں من
باھو یاھو ذکر باشد لازوال | واز ذکر ھو حاصل شود قرب ووصال
ہر کہ از ھو بے خبر او گاوخر | ھو ھویدا مے شود زیر و زبر
ھو ہدایت مے شود از ہر مقام | ھو حیات جن و انس خاص و عام
آن صفت صانع کہ باھو شد صفات | ہر کہ باھو محرم است آں شد نجات
ھو بداں دو چشمۂ چشم کشاء | واز واوٴ وحدت بر در راہ کبریا
ھو حیا تے دہد از مردہ دل | ہر کہ از ھو بے خبر آں رو خجل
از ذاکر ھو طلب دوسہ گواہ | ترک دنیا حرص حسد عزوجاہ
باھو یاھو باتوئی یا توبہ ھو | از ذکر ھو فریاد در دل ہر بمو

مرد آں باشد ز ھو پردہ کشا ۔ برتر از عرش ببرد کبریا

ہر کہ باکبر است لعنت باد او ۔ از ریا و کبر زاں بے زار شو

باھو ! بہراز خدا رہبر نما ۔ ہر ہوا را زیر پا رو برھواء

تو نمی دانی حقیقت راہ دیں ۔ لعنت است بر نغمہ مطرب لعین

ہر کہ اوشد چو محمد ﷺ بانظر ۔ بانظر ہرگز نہ بیند سیم و زر

وزھو بدریائے است زاں در عظیم ۔ در نور احمدی وحدت قدیم

از قبر باھو ھو برآید حق بنام ۔ واصلاں راختم فقر از ھو تمام

ترکیب ذکر ھوؒ ذکر ھو چھ اقسام پر ہے۔ (۱) اللہ ھو۔ (۲) حق ھو۔ (۳) یاھو۔ (۴) ھوھو۔ (۵) حق باھو۔ (۶) ھو باھو۔ اس ذکر کو لاھوتی ذکر کہا جاتا ہے۔ فقیر کے لئے لازم ہے کہ ذکر ھو بوقت تہجد کسی الگ تھلگ' پاک صاف جگہ روبقبلہ بیٹھ کر کرے درود شریف کثرت سے پڑھے اور حسب ذیل باتیں ملحوظ رکھے۔

۱- اپنے دم کو تصور اسم اللہ سے قید لگائے یعنی جب سانس اندر آئے تو اللہ ' حق' یا' ھو ذکر کے ایک جز کی گرہ لگائے اور جب سانس باہر نکالے تو دماغ کی راہ گھوتا ہوا راس الدماغ میں باتصور ھو کہے اور ناک کی راہ سانس خارج کرئے۔

۲- ماسوئ اللہ کے فنا کا فکر اور ھویت ذات کے بقا اور لقاء کا تصور کرے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ی - یار یگانہ ملسی تینوں جے سردی بازی لائیں ھو
نال تصور اسم دے دم نوں قید لگائیں ھو
عشق اللہ وچہ ہو مستانہ ھو ھو سدا لائیں ھو
ذاتی نال جد ذاتی ملسی (مرشد) باھو تد باھو نام سدائیں ھو

صاحب ذکر ھو کے لئے لازم ہے کہ ذکر میں اس شدت سے مصروف ہو کہ اپنے آپ سے گزر جائے۔ دوئی کا پردہ چاک کر کے غین غیریت سے نکلے اور عین ھویت ذات میں گم ہو۔ ققنس پرندہ اسم ھو کا ذاکر ہے جب ذکر ھو میں مصروف ہوتا ہے تو عشق کی آگ اور ذکر کی حرارت میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے اور جب رحمت ازلی کی بارش کا ایک قطرہ اس خاکستر پر گرتا ہے تو دوبارہ زندہ ہو کر اسی ذکر میں گم ہو جاتا ہے فقیر طالب مولیٰ کے لئے لازم ہے کہ وہ بھی ذکر ھو سے فنا بقا اور لقاء کے مرتبے حاصل کرے۔

ظاہر بیں اور قیل وقال میں پھنسے ہوئے حضرات کے لئے حق باھو کا ذکر قابل اعتراض ہوگا۔ لیکن فقراء صاحب دل خوب آگاہ ہیں کہ باھو میں بائے بشریت کو اگر دور کر دیا جائے تو عین ھو رہ جاتا ہے۔ اسم پاک باھو میں یہ نکتہ بھی پنہاں ہے کہ حضرت انسان مظہر ہے۔ مراتب الٰہیہ اور مراتب کوینہ کا اور ذات وصفات کا آئینہ ہے۔ جو طالب مولیٰ بشریت کے پردہ کو چاک کر دیتا ہے۔ ھویت ذات میں گم ہو جاتا ہے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں ''اگر پردہ را از خود بر اندازی ہمہ یک ذات و دوئی ہمہ احوال چشمیست'' اگر تو اپنی خودی کا پردہ درمیان سے اٹھا دے تو تجھے ایک ہی ذات جلوہ گر نظر آئے یہ تمام دوئی تیری آنکھ کے بھینگا پن کے باعث ہے۔ ذکر ھو اگر باء اضافی سے کیا جائے تو ذکر ھو کی گرمی بھی کم ہو جاتی ہے اور سلطان العارفین کی روحانیت متوجہ ہو کر فقیر کو لا مکان سے بہت آگے مقام لاھوت میں پہنچا دیتی ہے اور فقیر فنا سے گزر کر بقاء اور لقاء کے مراتب سے مشرف ہو جاتا ہے۔

ذکر اللّٰہ

افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (پ سورہ رعد رکوع ۴)

قلب مصدر ہے جس کے معنی پلٹا' الٹنا' موڑنا' پھیر دینا کے ہیں۔ چونکہ عمر بھر اس میں حرکت اور الٹ پلٹ رہتی ہے اس لئے اس کو قلب کا نام دیا گیا ہے۔

جان لینا چاہئے کہ انسان کے وجود میں دماغ ہی وہ کمپیوٹر ہے جو تمام وجود ایک ایک عضو بلکہ احساسات اور جذبات کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔ وجود میں پیدا ہونے والے کسی بھی اندرونی یا بیرونی اثرات کو غیر مرئی لہریں دماغ تک پہنچاتی ہیں اور دماغ اس کے مطابق احکام صادر کرتا ہے۔ جب ہم کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو وہ اس چیز کے متعلق جملہ کوائف کی تفصیل دماغ تک پہنچا دیتی ہیں مثلاً ایک پھول سرخ ہے سفید ہے یا کسی اور رنگ کا ہے۔ اس کی شکل وصورت غیر مرئی لہروں سے دماغ تک پہنچ جاتی ہے اور ناک اس پھول کو سونگھ کر اس کی خوشبو دماغ تک منتقل کر دیتا ہے جو گلاب' چنبیلی کی خوشبو کو الگ الگ واضح کر دیتا ہے۔ اسی طرح جب ہم کانوں سے کسی آواز کو سنتے ہیں اور یہ آواز غیر مرئی لہروں کے ذریعے دماغ میں پہنچتی ہے۔ تو دماغ کا کمپیوٹر فوراً یہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ آواز پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ۔ آواز سریلی ہے یا بے سری۔ سخت ہے یا نرم۔ پس معلوم ہوا کہ وجود کے مختلف حصوں

سے غیر مرئی لہریں دماغ تک پہنچتی رہتی ہیں اور دماغ اس کے مطابق احکام صادر کرتا رہتا ہے۔ اگر ایک چیونٹی بھی ہمارے وجود پر رینگے تو ہماری جلد کی لہریں ہمارے دماغ کو اس کی اطلاع کر دیں گی۔ قولہ تعالیٰ۔ ہم نے تمہیں آنکھیں اور کان اور الافدۂ عطا کیا ہے۔ تم پھر شکر ادا نہیں کرتے۔ الافدۂ عقل و شعور کا مرکز ہے انسانی قلب ہے۔ جس میں بنیادی طور پر تین طرح کی لہریں نکل کر دماغ تک پہنچتی ہیں۔

۱۔ ہر قسم کے جذبات رنج و الم، غم و غصہ، رنج و خوشی، جوش و جذبہ کی لہریں قلب سے پیدا ہو کر دماغ تک پہنچتی ہیں اور احکام لے کر واپس لوٹتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شدت غم اور خوشی سے اکثر دل کا فعل رک جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔

۲۔ دل خناس، خرطوم، وسواس کا بھی گھر ہے۔ شیطان اسی قلب میں داخل ہو کر طمع کی تعلیم دیتا ہے۔ جس سے وجود میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۳۔ قلب ہی علم و فکر علم و فہم کی تحریک کا مرکز ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے غور و فکر کے لئے قلب کو ہی دعوت دی ہے۔

بنیادی طور پر قلب کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ <u>مہر یافتہ قلوب</u>: یہ کافروں کے دل ہیں۔ جو نیک و بد کی پہچان سے عاری ہیں۔ ایسے قلوب نیکی کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ وہ اس بنجر اور تھور زمین کے مصداق ہیں جس پر بیج بونا اور بارش کا ہونا کچھ بھی پیدا نہیں کرتا۔ ایسے لوگوں کو سمجھانا ڈرانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

۲۔ <u>بیمار قلوب</u>: یہ ایسے قلوب ہیں جو بیمار ہیں۔ حقیقت کو دیکھ کر حق بات کو سن کر بظاہر اسے تسلیم کر لیتے ہیں لیکن ان کے دل شک کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کی بیماری میں ہر آن اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۳- ہدایت یافتہ قلوب: یہ ان لوگوں کے دل ہیں جو اللہ اور اس کے رسول، اس کی کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ کی باگاہ میں سجدہ ریزی کرتے ہیں اور اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور نیک کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس اہل اللہ تزکیہ نفسی کے بعد تصفیہ قلبی پر بہت زور دیتے ہیں۔ جس سے ہدایت یافتہ دل تین درجات میں ترقی کرتا ہے۔

اوّل قلب سلیم: یہ وہ دل ہے جو سلامتی میں داخل ہو گیا ہے۔ جسے دائمی حیات نصیب ہو گئی ہے۔

دوم قلب منیب: یہ وہ قلب ہے جو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک گیا ہے اور رجوع الی اللہ میں کامل ہو کر "حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْل نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرِ" کا نمونہ بن گیا ہے۔ ہر قسم کے غل وغش سے پاک ہو گیا ہے۔

سوم قلب شہید: یہ وہ قلب ہے جس کا تصفیہ مثل آئینہ ہو چکا ہے۔ ایسے مصفا قلب میں انوار الٰہی کی تجلیات ہونے لگتی ہیں۔ اسی لئے اس کو قلب شہید کہتے ہیں۔

تصفیہ قلبی کے لئے بنیادی طور پر دو چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

۱- اوّل ذکر کلمہ طیب۔ ۲- دوم فکر فناء

قرآن مجید نے ذکر اللہ پر بہت زور دیا ہے۔ قولہ تعالیٰ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا. (الاحزاب:۳۳-۴۱) اے ایمان والو ذکر اللہ کثرت سے کیا کرو۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (الجمعۃ:۶۲-۱۰) اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ.

(الحج:۲۲-۳۵) یہ وہ لوگ ہیں کہ ذکر اللہ سے ان کے قلوب لرز جاتے ہیں اور وہ مصائب میں صبر کرتے ہیں۔

تَلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاَقَامِ الصَّلٰوةِ. (النور:۳-۳۷) وہ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت اور کوئی خرید وفروخت ذکر اللہ اور نماز ادا کرنے سے نہیں روکتی۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ. (۴۵-۲۹ العنکبوت) بے شک نماز برائیوں اور خواہشات سے روکتی ہے۔ لیکن ذکر اللہ اس سے بڑھ کر ہے۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذَالِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ. (ھود:۱۴-۱۱) بے شک نیکیاں جو گناہوں کو مٹا دیتی ہیں وہ ذاکروں کا ذکر ہے۔

ذکر نہ کرنے والوں کے احوال

وَاِذَا قَامُوْآ اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآؤُنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلاً. (النساء:۵-۱۴۳) (منافق) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کسلمندی سے لوگوں کو دکھانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور نہیں ذکر اللہ کرتے مگر تھوڑا۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ. (الاعراف ۷-۱۳۰) اور ہم نے فرعون کی قوم کو قحط سے اور پھلوں نقص (کمی) سے پکڑ لیا تا کہ وہ ذکر (اللہ) کریں۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ. (المائدہ:۷-۹۱) بے شک شیطان یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان بغض اور عداوت ڈال دے شراب اور جواء کے باعث اور تم کو

ذکر اللہ سے دور ہٹا دے۔

فَوَیْلٌ لِّلْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِنْ ذِکْرِ اللہِ اُوْلٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ.

(الزمر:۲۳-۲۲) ویل ہے اس دل کے لئے جو ذکر اللہ کے لئے سخت ہے۔ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ.

(الزخرف:۳۶-۲۲) جو ذکر رحمٰن سے منہ موڑتا ہے ہم اس کے لئے ایک شیطان پیدا کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ۔ (الکہف:۱۵-۲۸) اور اس شخص کی پیروی نہ کرنا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غفلت میں ڈال رکھا ہے اور وہ اپنی خواہشات کی ہی اتباع کرتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ. ذکر کے لئے نماز کو قائم کرو۔

کلمات ذکر

افضل الذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ (پ۲۶ سورہ محمد آیت ۱۹)

(محمد:۲۶-۱۹) (الفتح:۲۶-۲۹)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ. (پ۲ آیت ۱۶۳ البقرہ)

اللہُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. (پ۳ آیت ۲ البقرہ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. (پ۳ آیت ۶ آل عمران)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ. (پ۷ آیت ۱۰۲ الانعام)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ. (پ۹ آیت ۱۵۸ الاعراف)

حَسْبِیَ اللہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ.

(التوبہ:۱۱-۱۲۹)

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ.

(پ ۱۷ آیت ۸۷ سورہ الانبیاء)

هُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. (پ ۲۸ آیت ۲۲)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ. (القصص: پ ۲۰ آیت ۸۸)

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ. (پ ۲۸ آیت ۶)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. (الحشر: ۲۸-۲۳)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَکِیْلًا. (پ ۲۹ آیت ۱۳)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ۔ (القصص: ۲۰-۶۰)

اِلَّا اللّٰهُ۔ (محمد: ۲۶-۱۹)

ذکر کا ہر کلمہ لا الہ سے شروع کیا گیا ہے۔ کیونکہ ذکر کا بنیادی مقصد باطل الہوں کی نفی کی جائے۔ انسان کے وجود میں نفس ''انا ربکم الاعلیٰ'' رب ہونے کا دعویدار ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے۔

تیسرے کافروں اور مشرکوں نے بتوں کو خدا سمجھ کر ان کی پوجا شروع کر رکھی ہے۔

اہل کتاب عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور اس کی الوہیت میں شریک جانتے ہیں۔ پس ذکر کا مقصود یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ سے معبودان باطل کی نفی کی جائے۔ اس لحاظ سے اللہ ھو تسبیح ہے ذکر نہیں۔

ذکر اللہ کثرت سے کرنے کا حکم

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا. (الاحزاب: ۲۲-۴۱) اے ایمان والو ذکر اللہ کثرت سے کیا کرو۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (الجمعہ:۲۸-۱۰) اور اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا. (الشعراء:۱۹-۲۲۷) جو لوگ اہل ایمان ہیں اور اعمال صالح کرتے ہیں ان کو چاہئے کہ ذکر اللہ کثرت سے کیا کریں۔

ذکر کب کرنا چاہئے

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ. (الاحزاب:۴-۱۳۶) جن لوگوں سے کوئی فحش کام ہو جائے یا وہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھیں تو انہیں (فوراً) ذکر اللہ کرنا چاہئے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ. (الانعام:۶-۱۱۹) اور تمہارے لئے یہی ہے کہ صرف وہی کھاؤ جس پر اسم اللہ کا ذکر کیا گیا ہو۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ. (آل عمران:۳-۴۱) اپنے رب کا ذکر صبح وشام کثرت سے کیا کرو۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ.

(آل عمران۴-۱۹۱)

یہ لوگ اللہ کا ذکر کھڑے رکوع میں اور پہلو کے بل لیٹے کیا کرتے ہیں

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا. (۲۹-۲۵:الدھر) اپنے رب کا ذکر صبح و شام کیا کر۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ. (النساء:۵-۱۰۵) جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے جھکے اور لیٹے ہوئے اپنے اللہ کا ذکر کیا کرو۔

اس قسم کے ذکر کی مداومت اور عادت تو نہایت مشکل کام ہے۔ کاروبار میں مصروف رہ کر ذکر کرتے رہنا۔ ہر حالت میں اٹھتے بیٹھتے لیٹے ذکر جاری رکھنا ناممکن نظر آتا ہے اور ایسی حالت میں جبکہ ہر صحت مند آدمی کم از کم چھ سات گھنٹے تو نیند کے عالم میں گزار دیتا ہے۔ ذکر کی حفاظت کیسے کی جائے گی۔ زبانی ذکر سے تو یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سانس گنتی کے ہیں جو سانس بھی ذکر اللہ کے بغیر نکلتا ہے وہ مردہ ہے۔ پس یہ دم ہی ہے اگر اسے ذاکر کر لیا جائے تو وجود میں سوتے جاگتے ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ بلکہ ذکر کی کثرت سے ایک ایک بال ذکر کرنے لگتا ہے اور ذاکر کو ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نوح کی مانند ذکر کی لہریں ذاکر کے وجود میں موج زن ہیں۔ دم کے ساتھ ہی ذکر قلبی، ذکر روحی، ذکر سری، ذکر نور جاری ہوتے ہیں۔ البتہ ہر ایک کا طریقہ علیحدہ علیحدہ ہے۔

ذکر دم کے دو طریقے

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً. (۷-۲۰۵: الاعراف) اپنے جی میں اپنے (دم کے ساتھ) زاری اور خوف کے ساتھ ذکر اللہ کریں۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً. (پ ۸ الاعراف ۵۵) اپنے رب کو زاری سے خفی میں پکارو۔

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا. (الاعراف: ۸-۵۶) اپنے رب کو خوف اور طمع سے پکارو۔

استغراق میں ذکر اللہ

وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ. (۱۸ الکہف: ۲۴) اپنے رب کا ذکر اپنے آپ کو

بھول کر کیا کرو۔

غریب نواز علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ احبس حواسک یا علی. اے علی حبس حواس کر لے۔ پس اذا نیست سے مراد حبس حواس ہے۔ جس کے چند طریقے ہیں۔

۱- نیند میں حبس حواس۔

۲- مراقبہ میں حبس حواس۔

۳- مکاشفہ میں حبس حواس۔

۴- مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا میں حبس حواس

۵- عین العیانی میں حبس حواس

سب سے پہلے حمد، تسبیح اور ذکر کے فرق کو جان لینا چاہئے۔

۱- حمد: اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ. رب العرش العظیم یہ سب حمد ہے۔

۲- تسبیح: اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کے بیان کو کہتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ. سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی. سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ. یہ سب تسبیح ہے۔ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ٥ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کی تسبیح بیان کر رہا ہے۔

ہر گیاہ کہ از زمین روید
وحدہ لا شریک لہ گوید

۳- ذکر اللہ: کلمات ذکر میں باطل معبودوں کی نفی اور آلہ حق کا اثبات کیا جاتا ہے۔ جس طرح ظاہر میں ہر قسم کے معبودانِ باطل کی نفی کی جاتی ہے اسی طرح باطن میں دو باطل معبودوں کی نفی اور اِلٰہ حق کا اثبات کیا جاتا۔

باطن میں پہلا معبود باطل نفس ہے۔ اس لئے ذکر کی اصل لا الہ الا اللہ اور لا الہ الا ھو ہے۔ مولانا محمد ذکریا صاحب نے فضائل ذکر میں کلمہ لا الہ الا اللہ کے ضمن میں قرآن مجید کی آیات کے علاوہ بیس کے قریب احادیث بیان کی ہیں۔

مختلف طریقہ ہائے ذکر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (النحل:۱۴-۴۳) اہل ذکر سے (ذکر کا طریقہ) پوچھ لو اگر تمہیں معلوم نہ ہو۔

لِکُلِّ شَیْءٍ مصقلہ ومصقلۃ القلب ذکر اللہ. حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک صیقل ہے اور دل کا صیقل ذکر اللہ ہے۔

ذکر قلبی: جس شخص کو ذکر قلب خاص حاصل ہوتا ہے اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے اور اس آنکھ سے اسم اللہ اور ذکر اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔ ذکر قلبی یہ ہے "ینام عینی ولاینام قلبی" (الحدیث) ذکر قلبی دل کو جو گوشت کا لوتھڑا ہے کسب سے جنبش دینے کا نام نہیں ہے بلکہ ذکر قلبی سے مراد لطیفہ قلب پر اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم چمکدار سنہری حروف میں دائمی طور پر نظر آتا رہے اور اس میں سے شعلہ انوار متجلی ہو کر طالب مشرف بلقاء ہو جائے ورنہ دل کو جنبش دینا تو ایک عبث عمل ہے جو ایک غیر مسلم بھی سر انجام دے سکتا ہے۔ ذکر قلبی جنبش دل کے بجائے مشاہدہ قلبی کا نام ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ "رایت فی قلبی ربی" ذکر قلبی کا یہ نشان ہے کہ صاحب ذکر قلبی کا دل آئینہ کی طرح صاف وشفاف اور باطن نما اور اس حدیث کا مصداق ہوتا ہے۔ "قلب المؤمن مراۃ الرحمن"

صاحب قلب کو بجز طلب مولا کے کسی چیز کی طمع نہیں ہوتی نہ اس کے دل پر کسی قسم کے خطرات اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ صاحب ذکر قلبی کے دل سے خرطوم خناس وغیرہ سب اٹھ جاتے ہیں۔ "یحی القلب و یمیت النفس" اس کی صفت ہوتی ہے کیونکہ صاحب قلب یگانہ خدا اور بیگانہ از ماسویٰ اللہ ہوتا ہے زندہ دل کی کوئی شب خالی نہیں جاتی کہ وہ بجز صحبت انبیاء وفقراء ومجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے گذارتا ہو۔ صاحب ذکر قلبی اس طرح ذکر میں مشغول ہوتا ہے کہ اسے نہ نفس و شیطان کی کچھ خبر رہتی ہے اور نہ زر و مال دنیائے فانی کی کچھ یاد ہوتی ہے اہل قلب ہمیشہ مقام حضور ومجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتے ہیں اور اہل اللہ و اولیاء اللہ غیر محتاج ہیں جو شخص اپنے آپ کو اہل قلب کہتا ہو اور بادشاہوں' امراؤں سے مدد معاش زر و مال طلب کرتا ہو۔ وہ اہل قلب نہیں دروغ گو اہل سلب ہے وہ اہل قلب نہیں بلکہ اہل کلب ہے۔ قلب تین لفظوں سے مرکب ہے "ق" سے مراد قرب الٰہی۔ "ل" سے مراد لقائے الٰہی اور "ب" سے مراد بقاباللہ ہونا ہے۔ جس ذاکر میں ذکر قلبی کے یہ تین گواہ نہ ہوں اسے قلبی ذاکر نہیں کہہ سکتے واضح رہے کہ انسانی دل کے چار پہلو ہیں اور اس کا سر گل نیلوفر کی طرح ہے اس کے ہر پہلو میں ایک ایک ولایت ہے اور ولایت کی فراخی اس قدر ہے کہ اس میں چودہ طبق سے زیادہ کی گنجائش ہے وہ ولایت یہ ہیں۔

<u>اوّل ولایت نفس</u>: جس کا ذکر زبانی اور مقام شریعت ہے۔

<u>دوم ولایت قلب</u>: جس کا ذکر قلبی اور مقام طریقت ہے۔

<u>سوم ولایت سر</u>: جس کا ذکر کانوں سے ہوتا ہے اور مقام حقیقت ہے۔

<u>چہارم ولایت ھو</u>: جس کا ذکر باطن میں گم ہونا اور مقام معرفت ہے۔

جب قلب کا سر کھل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے مابین کوئی حجاب

نہیں رہتا۔ جو قلب ایک دفعہ بیدار ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ رویت ربوبیت میں مستغرق اور دیدار الٰہی کے لئے مشتاق، عاشق، دیوانہ مبتلا اور متوجہ رہتا ہے بعض کو خواب میں بعض کو مراقبہ میں وصال ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ خواب خیال نہ ہو بعض عین العیان دیکھ لیتے ہیں ایسے لوگ نفس حب دنیا اور خطرات شیطانی سے بہت آگے نکل جاتے ہیں۔

جو قلب ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے اسے دائی بقا حاصل ہوتی ہے اور دیدار الٰہی سے مشرف ہو کر اسی میں مستغرق رہتا ہے زندگی میں وہ اللہ کے ساتھ رہ کر اس کی قدرت کے عجائبات سے حظ اٹھاتا ہے قبر میں بھی نہیں مرتا۔ ایسے صاحب قلب کیلئے قبر بمنزلہ خلوت خانہ ہے اور اس میں ذکر الٰہی کی برکت سے خواب فی اللہ میں ہوتا ہے نہ اسے کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں نہ خاک بلکہ قلب ہمیشہ کے لئے زندہ رہتا ہے ایسا صاحب قلب قیامت کے دن قبر سے اٹھے گا جیسے کوئی سو کر اٹھتا ہے اور وجد جذبہ اور سکر سے عرش اکبر پر سر ٹکرائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑے گا جو اسے لطف و کرم سے فرمائیں گے کہ اے صاحب ذکر و جذب قلب ہوش میں آؤ کیونکہ آج قیامت کا دن ہے۔ پھر وہ شخص جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوگا۔ یہ مراتب ان اشخاص کے ہیں جو مرنے سے پہلے مر جاتے ہیں صفا باطن والے قلبی ذاکر جب زندگی یا موت میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں تو دنیا اور عاقبت اور ان کی نعمتوں اور حور و قصور کو فراموش کر دیتے ہیں۔ ذکر قلبی اشخاص کو روز ازل ہی سے الٰہی فیض و فضل سے نصیب ہوتا ہے۔

ذکر قلبی طلب کن قرب از قلب
ذاکر قلبی محرم راز رب

پس معلوم ہوا کہ اسم اعظم قدرت الٰہی سے قلب میں لکھا ہوا ہے اور اسم اللہ

ذات کی تاثیر ایمانی سے یہ نور قلب کو حاصل ہوتا ہے۔ جس کی برکت سے وہ روشن ضمیر اور عین العیان ہو جاتا ہے۔ اسم اعظم اور اسم ذات اللہ کی تاثیر سے قلب میں سے ایمانی نور آفتاب کی طرح طلوع ہوتا ہے اور چمکتا ہے جو محض عطائے الٰہی ہے۔ قلب کے درمیان سے نور الحق ایمان جلوہ گر ہوتا ہے پھر سر سے قدم تک قرب رحمانی سے ایمانی نور ہر عضو میں سرایت کرتا ہے اور وجود میں جو عقل ناقص اور غل وغش ہوتی ہے نکال دیتا ہے اور نفسانی' شیطانی اور دنیاوی پریشانی اور خطرات نکل جاتے ہیں پھر جب اسم اللہ کا تصور آتا ہے تو اسم اللہ کے چار حروف سے چار دریا' توکل' ترک' معرفت اور توحید کے پیدا ہوتے ہیں جو ان دریاؤں کی غواصی کرتا ہے وہ فقیر عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

ذکر قلبی اور حبس دم: بعض لوگ اکثر سانس بند کرتے اور دل کے ہلنے کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دل کا ذکر حبس دم سے ہے یہ طریقہ زندیقوں کا ہے اور کافروں کی عبث رسم ہے جو زنار پہننے والے دونوں جہاں میں خوار تیلی کے بیل کی طرح چکر میں ہیں۔ توحید الٰہی سے بے خبر اور پریشان حال ہیں ان پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس طریقے سے بے زار ہونا اور ہزار بار استغفار پڑھنا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کو سمندر فرمایا ہے۔ جس وقت دل دریا کی طرح جاری ہوتا ہے تو اسے ہلنے اور بند ہونے کی ضرورت نہیں رہتی کہ اس کا وجود سر سے پاؤں تک نور بن جاتا اور حضور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ ذکر طریق نبی ﷺ ہے اور سب سے بہتر ہے اور ہر ایک مذہب والے کو حاصل نہیں دل کے ذاکر خدا کی یاد میں ایسے غرق اور مراقبہ میں ایسے سر جھکائے اور بے جان سے ہوتے ہیں گویا کہ وہ مردہ ہیں۔ جب دل کے ذکر سے دل پر نور ظاہر ہوتا ہے تو حرص' حسد' تکبر' بغض ریاکاری کا خیال اس کے وجود میں نہیں رہتا۔ بعض لوگ تفکر اور ذکر سے دل کو پیٹ میں پھراتے ہیں اور

سینے کی طرف کھینچتے ہیں اور کہتے ہیں یہ حبس ہے۔ وہ بالکل جھوٹ کہتے ہیں اور ایسا کرنا بالکل بے فائدہ ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے ذکر خود بخود جاری ہو جاتا ہے۔ پھر تقلید اور حبس دم کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔

بعض لوگ اپنے تئیں قلبی ذاکر کہتے ہیں اور دم کو حسب ہمت بند کر کے ناک کی راہ خارج کرتے ہیں بہتر تو یہ ہے کہ تو ایسے بد مذہب کا منہ نہ دیکھے کیونکہ دم بند کرنا کافروں اور اہل دوزخ کا کام ہے ایسے گروہ سے ہزار بار استغفار کرنی چاہئے۔

وہ کیسے احمق لوگ ہیں جو نفس قلب اور روح کی باطن سے بے خبر ہیں جو ایک گوشت کے لوتھڑے کو مقام دل سے بند کر کے تفکر کرتے اور کہتے ہیں یہ قلبی ذکر ہے اور اس گوشت کے ٹکڑے کو دم کے ساتھ سینے میں لاتے اور اسے ذکر قربانی کہتے ہیں اور اس گوشت کے ٹکڑے کو آنکھ کے روبرو رکھ کر کہتے ہیں کہ یہ ذکر جوہر نور حضور ہے اور اسی گوشت کے ٹکڑے کو تفکر سے مغز سر میں لے جاتے ہیں اور اس کا نام سلطانی روحی رکھتے ہیں۔ وہ سب غلط کہتے ہیں یہ تمام وسوسے اور خطرات شیطانی وجود میں ہوا کرتے ہیں۔

ذکر حبس تو عطیہ الٰہی ہے جس میں حواس خمسہ ظاہری بند ہو کر حواس باطنی کھل جاتے ہیں۔ ذکر حبس تو حضوری اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔

ذکر روحی: "وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي" ذکر روحی اسرار الٰہیہ کا مراقبہ اور مکاشفہ ہے اور جس شخص کو ذکر روحی حاصل ہوتا ہے اس کی چشم باطن روشن ہو جاتی ہے اور مجلس روح باللہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے دخل ہوتا ہے اور "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کا مصداق ہو کر صاحب کشف ہو جاتا ہے اور خوف خدا تعالیٰ سے حسد و غیرت اس کے دل سے اٹھ جاتی ہے۔ ذکر روحی کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان جیسی ہے کہ جس کے سامنے دریاؤں کی بھی کوئی حقیقت نہیں اور صاحب ذکر

روحی کے شوق و اشتیاق کی بھی یہی کیفیت ہے کہ اس کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ صاحب ذکر روحی کی کوئی شب ایسی نہیں گزرتی کہ وہ بجز مجلس انبیاء علیہ السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے گزرتی ہو۔ صاحب مناقب سلطانی قبلہ حامد سلطان رحمۃ اللہ علیہ ذکر روحی کے بیان میں فرماتے ہیں۔ طالب کے لئے لازم ہے کہ تین فکر اکٹھے کرے۔

اوّل: ذکر قلبی یعنی تحرک قلب بفکر تلفظ اسم اللہ (پاس انفاس)

دوم: تصور یعنی لکھا ہوا دیکھنا اسم اللہ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم دل کے گھیرا پر اور اسم ھو کاسہ سر میں لوح دماغ پر۔

سوئم: فنا یعنی ہمہ موجودات کو فکر سے فنا کرنا اپنے آپ کو اور اپنے کام کو بھی خیال میں نہ لانا۔ بلکہ اس کام اور شغل کو روح کا شغل تصور اور یقین کرنا اور روح کو ذات الٰہی کے اسرار میں سے ایک سر تصور اور یقین کرنا جگہ اور جسم کو فنا کے سپرد کرنا اور روح کو بقا کے ساتھ تصور کرنا گویا روح سر ذات ھو ہے کہ اس ذات کا ذکر کرتی ہے خود ذکر و خود ذاکر، خود مذکور، خود نظر و خود ناظر و خود منظور ہے۔

بلکہ تمام حواس روح کے جواہر ہیں فناء کے خیال سے بھی گزر جائے تا کہ فنا فی الفناء حاصل ہو اور لقائے ذات کے تصور کو حاوی کرے تا کہ اس سری روحی قطرہ کو ذات قدسی کے سورج کی آگ۔ جذبہ حرارت سے بلندی اور پرواز کا فکر عطا فرما کر دریائے ثروت وحدت اور نور احدیت میں محو و مستغرق فرما دے اس وقت فنا بقاء فی ذات و سیر فی اللہ حاصل ہوتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ذکر سری: اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ ' ذکر سری انوار تجلیات صفات کا مشاہدہ ہے اور صاحب ذکر سری صاحب سر و اسرار و صاحب راز و نیاز ہوتا ہے۔ بجز ذات اللہ اسے قرار نہیں ہوتا۔ ماسوائے اللہ سے وہ سخت بیزار ہوتا ہے اور اس کا انجام "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ" ہوتا ہے۔ یہ مقام فقیر کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ تمام

اٹھارہ ہزار عالم سے گزر کر مقام لاھوت میں پہنچتا ہے جہاں اس کا سینہ اسرار الٰہی کے خزینوں سے پر ہوتا ہے۔ اس کی خواب و مستی بیداری اور ہوشیاری برابر ہو جاتی ہے اگر زمین و آسمان کی کل مصیبتیں اس کے سر پر آ پڑیں تب بھی رضائے الٰہی سے منہ نہیں موڑتا۔ یہ راہ فقر ورد وظائف تسبیح پڑھنے اور مسئلہ مسائل سیکھنے میں نہیں ہے۔ جس شخص کی سری ذکر سے باطنی آنکھ روشن ہو جاتی ہے وہ ازازل تا ابد مشاہدہ کرتا ہے اور صاحب اسرار ہوتا ہے ماہ سے لے کر ماہی تک سب اس کی نظر میں ہوتا ہے اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک اس کے زیر حکم ہوتا ہے۔ متصرف مالک الملکی اسی کو کہتے ہیں۔

ذکر حامل غیر مخلوق: ذکر زبانی قلقلہ ہے۔ ذکر دم دم کے ساتھ ہے قبر میں ساتھ نہیں دیتا۔ ذکر قلب وسوسہ ہے۔ ذکر روحی ذکر کمال ہے لیکن ہر کمال را زوال کے مصداق ذکر زوال ہے۔ ذکر سری سر کے ساتھ ہے دماغ میں سوزش پیدا کرتا ہے۔ اس لئے فقیر کو اور آگے بڑھنا اور ذکر حامل حاصل کرنا چاہئے ذکر حامل کیا ہے؟ جس طرح وجود میں جان ہے۔ اسی طرح پاؤں کے ناخن سے لے کر آخری بال تک میں یہ ذکر موجود ہے۔ یہ ذکر فقیر کے وجود میں اس طرح جاری ہوتا ہے کہ اس کا وجود ہمہ اوست در مغز و پوست اور ان کے جسم و جان۔ خون، رگ و ریشہ حتیٰ کہ تمام بدن میں ذکر اللہ جاری ہو جاتا ہے فقیر کا وجود ہمہ تن اسم اللہ و ذکر اللہ ہوتا ہے اگر اس کے جسم سے خون کا ایک قطرہ بھی گرے تو اس سے بھی زمین پر اسم اللہ لکھا ہوا نظر آئے گا۔ ان کا وجود قدرت الٰہی کا نمونہ ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ کہہ دیں خدا تعالیٰ اسے پورا کرتا ہے۔ اس وقت غیر مخلوق، غیر مخلوق کو یاد کرتا ہے۔ یعنی خود ذکر و خود ذاکر و خود مذکور ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر فقیر کو چاہئے کہ ہوشیار و خبردار اور شریعت نبی علیٰ صاحب الصلوٰۃ والسلام پر ثابت قدم رہے۔ ہرگز ہرگز شریعت سے پیر نہ پھسل

جاوے اور دھوکہ کھا کر بدعت و استدراج میں نہ پڑ جائے۔ اگر کسی شخص کو یہ ذکر حاصل نہ ہو تو اسے ہمت ہار کر بیٹھ نہ رہنا چاہئے کہ فقیر کا کام توفیق الٰہی سے اپنی ناؤ کو خدا کے سپرد کرتے ہوئے طوفانوں کا مقابلہ کرنا ہے اور منزل مقصود پر پہنچانا اللہ رب العزت کا کام ہے۔

یہ سب ذکر ایک کے بعد دوسرا کھلتے ہیں تقلید سے حاصل نہیں ہوتے اس لئے لازم ہے کہ فقیر مولا ذکر زبانی' ذکر دم' ذکر قلبی روحی اور سری میں ہمہ وقت مصروف رہے تاکہ فنا سے گزر کر بقاء لقاء اور حضوری سے مشرف ہو ہاں اگر میرے ہادی سر اسرار ذات یاھو فنا فی ھو سلطان الفقر محمد باھو قدس اللہ کی نگاہ عنقاء سے فیض ملے تو آپ کی کیمیا اکسیر نظر طالبان حق کو ورد اور اذکار ظاہری سے چھوڑا دیتی اور یکبارگی حضور میں پہنچا دیتی ہے۔

ذکر سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

ذکر زبانی سے زبان سیف ہوتی ہے۔

ذکر دم سے حضور سے جواب باصواب ملتا ہے۔

ذکر قلبی سے باطن معمور ہوتا ہے۔ یہ قلب کا صیقل ہے صاحب ذکر قلبی صاحب کشف القلوب ہو جاتا ہے۔ مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔

ذکر روحی سے اولیاء و انبیاء کی مجلس نصیب ہوتی ہے عالم ارواح کا راز دار بن جاتا ہے۔ ذکر سری سے صاحب سر و اسرار ہوتا ہے اور الانسان سری وانا سرہٗ کا مشاہدہ کرتا ہے اور صاحب امر ہو جاتا ہے۔

لیکن معلوم ہونا چاہئے ذکر بلا فکر کا کوئی فائدہ نہیں۔ (الحدیث)

''ذکر بلا فکر کصوت الکلب'' ذکر اور فکر کا موازنا کرتے ہوئے سلطان العارفین نے فرمایا:

ذکر کنوں کر فکر ہمیشہ ایہہ لفظ تکھا تلواروں ھو

ذکر اور فکر دو طرح کا ہے۔ (۱) ظاہری ذکر اور فکر۔ (۲) باطنی ذکر اور فکر

(۱) حقوق کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) حقوق اللہ۔ (۲) حقوق محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۳) حقوق العباد۔ (۴) حقوق مخلوقات

کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج حقوق اللہ کی بنیاد ہیں۔ والدین، بہن بھائیوں اولاد، عزیز و اقارب، اہل محلّہ، اہل شہر اور اہل ملک آپ کے زیر دست اور بالا دست مسلم اور غیر مسلم غرض یہ کہ ہر قسم کے حقوق جن سے آپ کا براہ راست یا بالواسطہ تعلق ہے کا پورا کرنا حقوق العباد کہلاتا ہے اور اس کی بنیاد اخلاق نبوی اور اس کا مکمل نمونہ میرے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ" کی ذات گرامی قدر ہے۔ اگر کوئی شخص صرف اللہ ھو اللہ ھو کرتا رہے اور اس کے سامنے اس کا کوئی بیمار بھائی پانی پانی پکارتا رہے اور وہ اس کی طرف توجہ نہ دے تو اس کی عبادت کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اس نے ذکر تو بے شک کیا لیکن فکر کے پہلو کو نظر انداز کیا۔ اگر وہ اللہ، اللہ بھی کرتا اور اللہ کے بندے کی امداد بھی کرتا تو اس ظاہری ذکر اور فکر سے اسے دوہرا ثواب ملتا جیسا کہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے جب سائل نے سوال کیا: تو آپ نے نماز کی حالت میں "اَمَّا سَآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ" کا فکر کرتے ہوئے اپنا ہاتھ سائل کی طرف بڑھا دیا اور ذکر اور فکر کرتے ہوئے اپنی چاندی کی انگشتری سائل کو بخش دی اس کے ساتھ ہی باطنی ذکر اور فکر بھی کرنا چاہئے جس کے بغیر کوئی عبادت مکمل نہیں ہوتی۔

دائمی ذکر فکر اور مراقبہ حضوری کو مجموعۃ الحسنات کہتے ہیں۔

ذکر نفی اثبات خاص: نفی اثبات کا خصوصی طریقہ یہ ہے کہ سارے وجود کی نفی اور سارے وجود کا اثبات کیا جائے۔ اس ذکر کے لئے تصور سے بائیں پاؤں کے

انگوٹھے سے اگر ایک خط ناف سے ہوتا ہوا دائیں کندھے تک کھینچیں اور سر کے اوپر سے گھما کر بائیں کندھے کے اوپر سے دوبارہ ناف سے پہلے خط کو عین مقام ناف پر کاٹتا ہوا کھینچیں اور اسے دائیں پاؤں کے انگوٹھے تک لے جائیں تو انسانی وجود میں لا کی شکل ہوئی۔ اب اسی لا کے ساتھ دائیں بائیں دو الف "الا" لگا دیں تو یہ الٹا سیدھا الا ہوا۔ جو کہ انسانی وجود میں دونوں بازو موجود ہیں۔ سینہ کے مقام پر اسم ذات اللہ اور اسم محمد سرورِ کائنات کا تصور کیا جائے۔ ذکر کرتے ہوئے اس شکل وجودی پر تصور کی انگلی کو قلم بنا کر لکھتا رہے اور اسم ذات اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر باطن میں نگاہ رکھے۔ چند روز کے ذکر سے فوائد عظیم ظاہر ہوں گے۔

نفی اثبات خاص الخاص: یعنی صلوات دائمی بحضور القلب۔ "یقول غوث الاعظم نقلت لخالقی و مالکی. یا رب ای صلواۃ اقرب عندک قال الصلواۃ الذی لیس فیھا سوآئی. والمصلی غائب عنہ" حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں میں نے اپنے خالق اور مالک سے سوال کیا: یا رب! کون سی نماز تیرے نزدیک قرب کا درجہ رکھتی ہے۔ فرمایا: جس میں نمازی غائب ہو اور میرے سوا کچھ نہ ہو۔ یہ نماز عین ہے جو نفی اور اثبات سے حاصل ہوتی ہے۔

یہ " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اور الانسان سری وانا سرہٗ " کا مشاہدہ ہے۔ اس وقت نمازی غائب اور عین ذات نور احدیت جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ ظاہر بند ہو کر باطن کھل جاتا ہے یہ سب کچھ باطن میں گم ہو کر حاصل کیا جاتا ہے جس کی چابی تصور اسم ذات اللہ و ذکر نفی اثبات کلمہ طیب ہے جس کے تین درجات ہیں۔

۱- لا الہ سے نفی ہوتی ہے۔

۲- الا اللہ سے اثبات ظہور پذیر ہوتا ہے۔

۳- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور پاک کی مجلس کھلتی ہے۔

اللہ کے بندے صلوات بے خودی ادا کرتا کہ رمز پنہانی تجھ پر آشکار ہو جسے صلوٰۃ معراج المومنین کہتے ہیں۔ کائنات عالم میں نفی و اثبات کا عمل جاری و ساری ہے۔ ایک دم نفی ہوتی ہے اور دوسرے دم اثبات' غائب وشہود کا یہ سلسلہ ازل سے رواں دواں ہے۔ آدم بھی دم کے نیست اور ہست ہونے کا نام ہے لیکن جو دم یاد اللہ سے غافل ہے وہ مردہ ہے۔ اس لئے فقیر **لا الہ** اور **الا اللّٰہ** سے نفی اثبات اور سلوک وجذبہ میں مصروف رہتا ہے جس سے فنا' بقا اور لقاء نصیب ہوتی ہے۔ یاد رہے نزع کے وقت کلمہ طیب پڑھنے سے نفی اور اثبات مکمل ہو جاتی ہے یعنی **لا الـــہ** سے وجودی موت طاری ہو جاتی ہے اور **الا اللّٰہ** سے اثبات یعنی موت کے بعد دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے اور فقیر نورانی وجود حاصل کر کے باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ اگر نصیب یاور ہوں تو محمد الرسول اللہ کہنے سے حضوری مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔ فقیر طالب مولا کے لئے لازم ہے کہ زندگی میں "**مُوتُوا قَبلَ اَنْ تَمُوتُوا**" کے مقام پر نفی اور اثبات سے بقا حاصل کرے۔ خاص ذاکر توحید سے آگاہ ہوتے ہیں۔ جو شخص کلمہ کو نفی کی لذت سے پڑھتا ہے اور **لا الـہ** کہتا ہے۔ وہ بے خود ہو جاتا ہے تو "**مُوتُوا قَبلَ اَنْ تَمُوتُوا**" کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے اور جب اثبات **الا اللّٰہ** کہتا ہے تو روح کو لقاء حاصل ہوتا ہے اور خدا سے الہام اور جواب باصواب ہوتا ہے اور بقا باللّٰہ میں غرق ہو جاتا ہے۔ "**وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ**" اپنے رب کا ذکر اپنے آپ کو بھول کر کیا کر۔ اور جب محمد رسول اللہ کہتا ہے تو صاحب حضوری ہو جاتا ہے (تیغ برہنہ) **وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ**.

مراقبہ

دربیان ذکر مراقبہ

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ وچہ پا فقیرا جھاتی ھو
نہ کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ھو
شوق دا دیوا بال اندھیرے مت لبھے وست کھڑاتی ھو
میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ھو

مراقبہ کیا ہے اور مراقبہ کسے کہتے ہیں؟: واضح رہے کہ مراقبہ دل کی نگہبانی کا نام ہے۔ اس طرح کہ رقیب کو دل میں آنے نہ دیں۔ رقیب سے مراد خطرات نفسانی' شیطانی' جسمانی اور حرص و ہوا ہیں۔ اگر یہ دل میں آئیں گے تو پریشانی لاحق ہوگی۔ غرض یہ کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے پریشانی کا موجب ہے مراقبہ وہ ہے جو حق تعالیٰ تک پہنچائے خاص مشاہدہ کروائے اور محو کردے اور جس سے خطرات کی نفی ہو۔ بھیدوں سے واقف ہو محبت محبوب اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو۔ نور ہدایت اور تجلیات ذات حق ظاہر ہوں۔

مراقبہ تین طرح کا ہوتا ہے

اوّل: جس سے انسان روشن ضمیر اور غیب دان ہوجائے۔ فیض الٰہی شاملِ حال ہو اور

صاحب الہام و دلیل بن جائے چنانچہ فنا و بقا ہر دو حاصل ہو جائیں۔

دوم: مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا والا مراقبہ کہ آنکھ بند کرتے ہی مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے کہ اس کو سلطان المعراج کہتے ہیں۔ اس میں عرش تک عروج ہوتا ہے۔ اگر وہاں پچاس ساٹھ یا ستر سال تک رہے تو بھی لوگوں کو معلوم ہوگا کہ وہ ظاہر میں ان کے پاس ہے۔ طرفہ یہ کہ مردوں کی راہ طے کرتا ہے۔

سوم: یہ کہ جب مراقبہ کرے تو بے خود ہو جائے اور مراقبہ میں دیکھے کہ قیامت قائم ہوئی ہے۔ سوال و جواب ہوئے ہیں۔ نیکی بدی کے اعمال نامے تل رہے ہیں۔ اٹھارہ ہزار مخلوق نفسی نفسی پکار رہی ہے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم امتی امتی پکار رہے ہیں۔ پل صراط پر سے لوگ گزر رہے ہیں۔ بہشت میں داخل ہو رہے ہیں۔ دوزخ میں بھیجے جا رہے ہیں اہل دیدار بہشت میں دیدار الٰہی سے خوش ہو رہے ہیں اور لقائے حق کی مستی سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اس کو مقام استغراق وحدت کہتے ہیں۔ اس مراقبہ سے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

مراقبہ کیا ہے اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے؟: مراقبہ وہی ہے جو رقیبوں سے دور کر کے وحدت الٰہی میں پہنچائے۔ مراقبہ محبت الٰہی کا نام ہے جو استغراق مقام حی و قیوم کا رہنما ہے اور اس سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا حاصل ہوتا ہے۔ صاحب مشاہدہ صاحب حضور اور صاحب سر اسرار ہوتا ہے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے اور مراقبہ مومن محرم سر اسرار معرفت ہوتا ہے اور مراقبہ منافق تحت الثریٰ تک لے جاتا ہے۔

نہ علم و دانش نہ حقیقت نہ یقیں
چوں کافر درویش نہ دنیا و نہ دیں

اور ہر ایک مراقبہ میں فرق ہوتا ہے اس لئے اس مراقبہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔

اوّل مراقبہ عام ' دوم مراقبہ خاص ' سوم مراقبہ خاص الخاص ' چہارم مراقبہ اخص ' پنجم مراقبہ عشق ' ششم مراقبہ محبت ' ہفتم مراقبہ' فنائی الفناء فنا فی اللہ بقاباللہ۔ جس سے صاحب مراقبہ توحید میں غرق ہوتا ہے اور خود اپنی نہ خلق اللہ کی کچھ خبر رکھتا ہے بلکہ منزل و مقام بھی اسے یاد نہیں آتا۔ اس کو محو تام حاصل ہوتا ہے کیونکہ مراقبہ روح کی مانند روحانی خاصیت رکھتا ہے اور صاحب مراقبہ چشم زون میں آ موجود ہوتے ہیں اور پھر اپنے مقامات پر چلے جاتے ہیں اسی طرح صاحب مراقبہ چشم زون میں ارض وسما' عرش و کرسی اور لوح و قلم کی سیر کر لیتا ہے۔ جس طرح روحانی فرشتے دم زدن میں آ موجود ہوتے ہیں اور پھر اپنے مقام پر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح صاحب مراقبہ سیر کر کے اپنے وجود میں آ پہنچتا ہے اور اہل مراقبہ وہی ہیں کہ جمال الٰہی کے ماسوا اور کچھ نہیں جانتے۔ ''اللہ بس ماسوئ اللہ ہوس'' ان کا ورد ہوتا ہے اور ''اصحبوا مع اللہ'' ان کا مقصود ہوتا ہے اور مراقبہ ایسا ہونا چاہئے جس طرح آفتاب کہ جب طلوع ہوتا ہے تو اس سرے سے اس سرے تک زمین و آسمان کو روشن کر دیتا ہے اور ماہتاب کہ اس کی روشنی سے تمام عالم جگمگاتا ہے اور دوسرے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ صاحب مراقبہ کا بھی یہی حال ہے کہ جب وہ آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھتا ہے تو تمام چیزیں سوختہ ہو جاتی ہیں اور درمیان میں کوئی حجاب نہیں رہتا اور مراقبہ کے اقسام بہت ہیں۔ جیسے مراقبہ ذکر' مراقبہ حضور مجلس مذکور' مراقبہ فنافی الشیخ' مراقبہ فنافی اللہ' مراقبہ فنا فی النفس' مراقبہ نودنہ نام باری تعالیٰ' مراقبہ چشم واز' مراقبہ راز' مراقبہ شہباز' مراقبہ گربہ بہر زدن موش دغا باز' اور جو شخص مراقبہ میں گاؤ خر' جاہ و مال' زر و سیم دیکھے تو جاننا چاہئے کہ مراقبہ حیوانی مقام ناسوت سے ہے اور ابھی محبت دنیا میں پھنسا ہوا ہے اور ہنوز اسی کے بیان میں پڑا ہوا ہے اور ذکر اللہ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور اس کا علاج یہ ہے کہ طلب لذت دنیا اپنے دل سے دور کر دے اور اس

خیال کو دل سے نکال ڈالے اور جو شخص مراقبہ میں باغ و باغیچہ' آب و دریا' سبزیاں' مکانات' محلات حور و قصور دیکھے تو معلوم کرے کہ ابھی اس کے دل میں کثافت ہے اور ابھی اس کے دل کا زنگ دور نہیں ہوا اور مرشد کامل کی نظر نہ ہونے کے باعث خناس' خرطوم شیطان دل کے گرد موجود ہیں اور اصل ذکر سلطانی اسے حاصل نہیں ہوا اور ذکر خاص اصلی کا یہ نشان ہے کہ خاص ذکر اللہ زبان پر جاری ہو اور بجز قال اللہ و قال الرسول اور ذکر اولیاء اللہ کے زبان پر نہ آوے اور آنکھ سے نامحرم کو نہ دیکھے نظر پڑ جائے تو شرم آئے اور حیا کرے۔

مراقبہ اور اس کی منزلیں: مراقبہ کی پانچ منزلیں پانچ اقسام پر ہیں۔

اول: مراقبہ شریعت طاعت و عبادت و مشاہدہ ناسوت ہے اس مراقبہ میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے۔ مقام ناسوت سے ہوتا ہے۔

دوم: مراقبہ ملکوت ہے اس مراقبہ والا صاحب ورد و وظائف و طہارت ہوتا ہے اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے ملکوت سے ہوتا ہے۔

سوم: مراقبہ اہل جبروت و اہل اللہ و ذکر اللہ اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے مقام جبروت سے ہوتا ہے۔

چہارم: مراقبہ مقام لاہوت و اہل معرفت اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے مقام لاہوت سے ہوتا ہے۔

پنجم: مراقبہ حضور غرق فنا فی اللہ جو مقام ربوبیت میں حاصل ہوتا ہے۔ اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے وہ سب مقام ربوبیت کا مشاہدہ ہوتا ہے اور بجز توحید کے اس میں اور کچھ نظر نہیں آتا اور كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمٰن: ۲۷-۲۹) اس کا مکان ہوتا ہے۔

اہل عبودیت ناسوتی خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھتے ہیں اسی طرح اہل ربوبیت خدا تعالیٰ کو مشاہدہ میں مراقبہ میں خودی میں اور بے خودی میں دیکھتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ : مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ۔(ابنی اسرائیل:۱۵-۷۲) اور یہ آیت بھی اسی کی شاہد ہے۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ.

اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے مقام فنا فی اللہ میں بے خود ہو جاتا ہے اور چشم زدن میں اس مقام سے لوٹ آتا ہے اور جو کچھ اس نے مشاہدہ کیا ہو یاد نہیں رہتا۔ معلوم ہوا کہ الوہیت عین ذات ہے اس مراقبہ میں عاشق دیوانہ ہو جاتا ہے اور اپنی جان سے بیگانہ رہتا ہے جس طرح آگ میں پروانہ یہ مراقبہ بھی درمیانہ ہے اور وحدت میں غیر حق سے یگانہ ہے۔ جس طرح شانہ میں بال الجھ جاتے ہیں۔ اس مقام میں بھی فقیر خام اور ناتمام رہتا ہے مراقبہ غواصوں کی طرح چاہئے کہ وہ لوگ جب دریا میں غوطہ لگاتے ہیں موتی نکال لاتے ہیں اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے اس کی خواب بیداری اور مستی ہشیاری ہوتی ہے اور غرق اس کے اختیار میں ہوتا ہے کہ جب چاہے انبیاء و اولیاء خاص الخاص کی مجلس میں یا سر توحید میں استغراق حاصل کرے اور ہر ایک مراقبہ میں بارہ برس یا چالیس برس تک رہے اور جب مراقبہ سے باہر آوے تو اپنی حالت کے لحاظ سے گویا چشم زدن کا بھی وقفہ نہیں گزرا اور چاہئے کہ آداب محمدی کو ملحوظ رکھے اور ہر نماز روزہ اور دیگر فرائض کو قضا نہ ہونے دے اور جب مراقبہ کامل ہو جاتا ہے تو اس وقت صاحب مراقبہ جہاں چاہے چشم زدن میں پہنچ سکتا ہے۔

کعبہ مقصود گر باشد ہزاراں سالہ راہ
نیم گامے ہم نباشد شوق چوں رہبر شود

یاد رہے کہ مراقبہ میں مشاہدہ چار طرح سے ہوتا ہے

اوّل: یہ کہ جو شخص بظاہر عبادت و ذکر وفکر مراقبہ میں روز شب مشغول رہتا ہے۔ مگر باطن میں حب دنیا رکھتا ہے اس شخص کا مشاہدہ ناسوت فانی اور کاذب ہوتا ہے۔

دوم: یہ کہ ظاہر و باطن ذکر وفکر وعشق ومحبت الٰہی میں اپنی جان کھوتا ہے اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے۔ محض مشاہدہ باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔

سوم: یہ کہ ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس پر غالب ہو اس کا مشاہدہ مقام اہل جنت سے ہوتا ہے۔

چہارم: یہ کہ صاحب مراقبہ ظاہر و باطن میں تارک الصلوٰۃ اور اہل شرب ہو اس کا مراقبہ محض خواب وخیال نفسانیت اور سرکشی اور بدعت واستدراج ہوتا ہے۔ كُلُّ شَيْئٍ يَرْجِعَ اِلٰى اَصْلِهٖ.

مراقبہ کی تمثیل: مراقبہ آفتاب کی مثل ہے۔ جب طلوع ہوتا ہے قاف سے قاف تک مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتا ہے اس طرح مراقبے والے کی نظر وسیع ہو جاتی ہے در و دیوار، شہر و بازار تمام چیزیں اس کے پیش نظر ہوتی ہیں بلکہ تماشائے شش جہات اس کے روبرو ہوتا ہے اہل تفکر بغیر ذات کچھ نہیں دیکھتے اور وہ دیدہ دیدہ نہیں ہے جو بجز دوست کے کسی اور کو دیکھے اہل مراقبہ جب اس کے ذکر میں مصروف ہوتے ہیں تو انبیاء واولیاء سے ملاقات کرتے ہیں اور جس ذکر سے توحید ذات میں غرق ہو کر ملاقات حاصل نہ ہو وہ ذکر ذکر نہیں ہے بلکہ حصول سیم و زر کے لئے ایک رسم ہے۔ مراقبہ میں شیخ کی صورت حاضر ہوتی ہے اور وہ صورت طالب کا ہاتھ پکڑ کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتی ہے تب مقصود حاصل ہوتا ہے جس کی یہ صورت نہ ہوا سے مقام فنا فی الشیخ حاصل نہیں ہوا اور جب مراقبہ میں اسم اللہ نظر

آوے تو وہ اسے مقام عین میں لے جائے گا اور مطلب حاصل ہوگا اور چاہیئے کہ مراقبہ میں ایسا غرق رہے کہ ذکر فکر یاد رہے نہ دم قدم نہ راحت نہ غم۔ نہ فقر و فاقہ نہ نفس و ذائقہ یاد رہے نہ حضور و مذکور نہ بعد دور نہ قدر و قضا۔ نہ حرص و ہوا۔ مگر کیا یاد رہتا ہے اور کس مقام پر پہنچتا ہے۔ وہ شوق و محبت رہے۔ جب عاشق اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا ہر ایک کام ذکر وفکر اس طور پر حرام ہو جاتا ہے کہ جو کچھ دیکھتا ہے خاص الخاص سے دیکھتا ہے اور جو کوئی خواب یا مراقبہ میں اہل کفر و زنار کو دیکھے تو جان لے کہ اس کی طرف نفس نے رخ کیا ہے۔ یا ابتدائی کلمہ لا الٰہ نے رونمائی کی ہے یا یہ کہ شیطان ہر روز اسے اپنی مجلس کی سیر کرواتا ہے جس سے طالب کا دل سرد ہو کر راہ خدا تعالیٰ سے باز رہتا ہے چاہیئے کہ اس سے نجات پانے کے لئے صاحب خواب اور مراقبہ درود شریف کا ورد کرے اور لَآ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھا کرے۔ تا کہ خطرات نفسانی اور وساوس شیطانی اس کے دل سے محو ہو جائیں اور روشن ضمیری اس کی طرف رخ کرے۔

مراتب مراقبہ سات قسم پر ہیں

اوّل: مراقبہ جہلی، جو جہل کی مثل ہوتا ہے۔

دوم: مراقبہ اہل بدعت اور استدراج دجال کے مانند ہوتا ہے۔

سوم: مراقبہ ذکر، اس مراقبہ والا ذکر کے مراتب دیکھتا ہے اور صاحب حال ہوتا ہے۔

چہارم: مراقبہ اہل فکر، اور یہ مراقبہ اہل تفکر اور صاحب احوال کا ہے۔ تَفَكُّرُ وَ سَاعَةٍ خَيْرٌ '' مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ.

پنجم: مراقبہ کمال بکمال عارفیت، اس مراقبہ والا عرفان الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے۔

ششم: مراقبہ کمال کہ معارف کو حاصل ہوتا ہے اور اہل روح کو دیکھتا ہے۔

ہفتم: مراقبہ لازوال اور اس مراقبہ والا اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کا مصداق ہوتا ہے اور یہ مقام فنافی اللہ ہے کہ یہاں عین ذات وتوحید میں غرق وحدانیت حاصل ہوتی ہے اور مراقبہ وہی بہتر ہے کہ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر ہو جیسا کہ الفقر فخری والفقر منی فرمایا ہے۔ اس فقر والے کی زبان قدرت خدا ہوتی ہے جیسا کہ لسان الفقرآء سیف الرحمن وارد ہوا ہے۔

اور جو شخص مراقبہ میں اذان دے یا امامت کرے یا قرآن مجید تلاوت کرے یا ذکر واذکار پڑھے یا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جائے۔ جان لے کہ ہدایت الٰہی کی وجہ سے اس کا نفس، قلب اور روح ایک ہو گیا ہے۔

انسان کے وجود میں مقامات ذکر چار ہیں۔ (۱) زبان۔ (۲) قلب۔ (۳) روح۔ (۴) سر۔ ان چاروں ذکروں کی مراقبہ میں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اور صاحب مراقبہ کے تابع ہو جاتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک نفس مر جاتا ہے انسان کا وجود اربعہ عناصر سے ہے اور عناصر میں سے ہر ایک کی صورت جدا ہے۔ مثلاً آگ، پانی، ہوا اور خاک سب کی صورت الگ الگ ہے۔ مگر ان چاروں میں سے ہر ایک کی ستر ستر ہزار صورتیں ظاہر و باطن میں فقیر پر ظاہر ہوتی ہیں اور دو لاکھ اسی ہزار صورتیں اس کی جلیس ہوتی ہیں۔ اس کے بعد وہ مراتب فقر پر پہنچتا ہے جب فقیر ان مراتب کو طے کر لیتا ہے تو وہ تنہا رہ کر السلامة في الوحدة والافات بين الاثنين سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں مجمع میں ہیں، کا مستحق ہوتا ہے اور اب وہ کسی وقت کی نماز قضا نہیں کرتا۔ خود امام اور باطنی صورت کو مقتدی بنا کر جماعت سے نماز ادا کرتا ہے۔

خود امامش مقتدی با خود نماز
ایں چنیں فقرش بود باحق نیاز

جس طرح علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اسی طرح غرق توحید مراقبہ سے حاصل

ہوتا ہے علم عقل سے حاصل ہوتا ہے اور اس سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک کھانے پینے کی خواہش۔ دوسرے مسائل علم و کتاب اور مراقبہ سے موت حاصل ہوتی ہے۔ موت سے مراتب فقراء و اولیاء اور حیات ابدی حاصل ہوتی ہے۔

مراقبہ کی دو حالتیں ہیں۔ اگر فقیر کو مراقبہ میں وصال اور غرق فنافی اللہ حاصل ہے تو نہایت خوشنودی کا مقام ہے کیونکہ وہ مقام لی مع اللہ پر پہنچا ہوا ہے۔ جہاں غیر کی گنجائش نہیں ہوتی اور اگر جدائی اور فراق حاصل ہے تو پریشانی ہوتی ہے۔ یہ مقام قبض وبسط کا ہے جس میں نہ ہمیشہ وصال ہوتا ہے اور نہ ہمیشہ فراق رہتا ہے۔ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ. (البقرہ:۲-۲۴۵)

خواب اور مراقبہ: خواب اور مراقبہ کے حالات ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں لیکن خواب سے مراقبہ زیادہ قوی ہوتا ہے کیونکہ لوگوں کے شور وغوغا سے انسان خواب سے جاگ سکتا ہے۔ لیکن جس پر مراقبہ غالب آ جاوے اور وہ وحدانیت کے مقام مشاہدہ پر پہنچ جائے اور نور ذات میں غرق ہو جائے۔ ایسے مراقبے والے کا اگر سر بھی تن سے جدا کر دیا جائے تو بھی اسے خبر نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہوا مراقبہ بمنزلہ موت ہے اور مراقبہ نور حضور میں غرق کرتا ہے۔ مراقبہ میں حضور سے جواب باصواب ملتا ہے۔ مراقبہ میں راز الٰہی کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (المجادلہ:۲۸-۲۲) اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اس پر راضی ہیں۔ نفس مطمئنہ والے راضی خوشی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بہشت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

مراقبہ کے لئے خواب اور بیداری یکساں ہے مراقبہ محرم اسرار الٰہی ہے۔ خواب میں بھی ہوشیار رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو دیکھنے سے استغفار کرتا ہے۔ مراقبہ سے محبت و معرفت الٰہی اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم محبوں اور محققوں کے نصیب ہوتی ہے۔ مردہ دل اور مردود مراتب مراقبہ سے محروم رہتے ہیں۔ مومنوں کے

لئے نماز حضوری معراج ہے۔ الصلوٰۃ معراج المؤمنین اور لا صلوٰۃ الا بحضور القلب۔ مراقبہ اور معرفت عارف باللہ کے لئے دو پر اور بازو ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ اس کی نگاہ مولیٰ پر رہتی ہے۔

؎ عارفاں را نظر باشد بر الٰہ
لعنتی بر مال و دنیا عز و جاہ

خواب اور مراقبہ چھ طرح کے ہوتے ہیں

۱۔ بعض کو خواب اور مراقبہ اسم اللہ کے تصور سے ہوتا ہے یہ رحمانی ہے۔

۲۔ بعض کو تلاوت قرآنی اور اسمائے سبحانی کے ورد و وظائف سے انبیاء اولیاء کے لئے یہ روحانی ہے۔

۳۔ بعض کو خواب اور مراقبہ راگ رنگ شراب نوشی اور بدعت گمراہی سے ہوتا ہے۔ یہ شیطانی ہے۔

۴۔ بعض کو خواب اور مراقبہ' حرص' حسد' غیبت' خود پسندی' تکبر ریا اور دنیا کے سبب ہوتا ہے یہ پریشانی ہے۔

۵۔ بعض کا خواب اور مراقبہ غصہ غلاظت کے سبب ہوتا ہے یہ ہوائے نفسانی ہے۔

۶۔ بعض کا خواب و مراقبہ فرشتوں یا جنوں اور مؤکلوں کے لئے ہوتا ہے۔ جو حالات معلوم کرنے کے لئے کیا جاتا ہے یہ نادانی ہے۔

اصل میں خواب اور مراقبہ دو طرح کا ہوتا ہے

۱۔ بعض کا مراقبہ خیال کا یہ مردود سیاہ ناسوتی لوگوں کا ہوتا ہے اس میں حیوانات' وحشی' پرندے' چیونٹیاں' سانپ' گائے' اونٹ' گدھا وغیرہ دیکھتا ہے۔ یہ دنیاوی محبت کے لئے کیا جاتا ہے اس قسم کا مراقبہ کرنے والا سیاہ دل اور معرفت الٰہی

سے محروم ہوتا ہے۔

۲- دوسرا مراقبہ وصال اور معرفت الٰہی کا ہے یہ وہ لوگ کرتے ہیں جو صاحب ذکر و فکر ہوتے ہیں۔ صاحب تلاوت ورد وظائف' صاحب صوم وصلوٰۃ اور صاحب ذات واستغراق ہوتے ہیں۔ اس سے فنا فی اللہ بقا باللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض لوگ مراقبہ میں ندی کا پانی' باغ' حور وقصور دیکھتے ہیں یا خواب میں نماز پڑھتے ہیں۔ کعبہ کی زیارت کرتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے حرم کی زیارت کرتے ہیں یہ اہل تقویٰ اور اہل جنت علمائے باعمل کا مرتبہ ہے۔ یا خواب اور مراقبہ میں دریا کے پانی میں کھیلتے ہیں اور پھر یہ چھوڑ کر سیر وطیر کرتے ہیں اور "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کے ذکر وفکر میں مشغول ہوتے ہیں اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ حاضر رہتے ہیں اور نور توحید ومعرفت کے دریا میں غوطہ لگاتے ہیں یہ مراتب فقیر کامل اور عارف باللہ کے ہوتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ خواب کا مرتبہ تعبیر ہے اور مراقبہ کا مرتبہ روشن ضمیر ہے لیکن عارفوں کو نہ مراقبہ کی ضرورت ہے نہ خواب کی' کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ سے ایک دم میں ہزارہا الہام ہوتے ہیں اور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پیغام سنتے ہیں اور قرب حضوری کے سبب جواب باصواب پاتے ہیں جن کا باطن صاف ہے ان کو مراقبہ خواب یا استخارہ کی کیا ضرورت ہے۔ وہ نفس امارہ کو مار ڈالنے کے سبب دونوں جہان کو دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ عارف باللہ لوگوں کی نگاہ ہمیشہ لا الہ الا اللہ پر ہوتی ہے اور انہیں مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہوتی ہے یہ مراتب قرب انہیں اسم اللہ ذات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

خواب اور مراقبہ کے پانچ مرتبے اور پانچ مقام ہیں: بعض ان پانچوں میں

کامل اور عامل ہوتے ہیں۔ بعض تمام مقاموں سے بے خبر اور ناقص ہوتے ہیں۔

(۱) صاحب ازل کا مقام رجا ہے ایسا آدمی جو کچھ خواب یا مراقبہ میں دیکھتا ہے۔ ذکر روح کی برکت اور روحانیت سے دیکھتا ہے۔

(۲) صاحب ابد کا مقام خوف کا ہے۔ ایسا شخص جو کچھ دیکھتا ہے مقام ابد سے ریاضت نوافل' نماز سے دیکھتا ہے۔

(۳) صاحب دنیا ناسوت جو کچھ دیکھتا ہے۔ دنیا میں شامت نفس سے دیکھتا ہے۔ یہ لوگ مردہ دل اہل دنیا ہوتے ہیں۔

(۴) صاحب عقبیٰ جو کچھ دیکھتا ہے قلبی ذکر وفکر کے سبب مقام عقبیٰ سے دیکھتا ہے۔

(۵) صاحب معرفت مولا اس کے مراتب سب سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ یہ جو کچھ دیکھتا ہے مقام توحید لامکان اور سر اسرار سبحان معرفت قرب حضوری' عنایت' ہدایت اور جمعیت سے بسبب ذکر سری دیکھتا ہے۔ پس عارف باللہ اسے کہتے ہیں جو اپنے طالب پر اسم اللہ ذات کے تصور سے پانچوں مقام ظاہر کر دے اور ایک قدم ایک دم میں بلا ریاضت و محنت عطا کرے کامل مرشد اس قسم کا ہونا چاہئے ورنہ ناقص مرشد سے تو تعلیم لینا ہی حرام ہے۔

مراقبہ کی کیفیت: صاحب مراقبہ کو دائمی حضوری ہوتی ہے مراقبہ کے مراتب بہت بڑے ہیں مراقبہ سے سیدھی راہ' راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ آتی ہے۔ مراقبہ والے پر مراقبہ کا لفظ اس وقت تک عائد نہیں ہوسکتا۔ جب تک اسم اللہ ذات کے تصور سے آورد برد نہ کرے مراقبہ کے خاص الخاص درجے ہیں اور اس کی بنیاد اسم اللہ ذات ہے۔ صاحب مراقبہ ذکر' فکر اور تسبیح سے باطن میں خواب کے اندر یا مراقبہ میں معرفت الٰہی اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مجلس انبیاء اور مجلس اولیاء میں

پہنچ کر ہر ایک سے ملاقات کرتا ہے جس صاحب مراقبہ میں ذیل کے دو وصف نہیں اس کا مراقبہ غلط ہے۔ اسے مراقبہ کی راہ ہی معلوم نہیں مراقبہ انسان کو نفس و شیطان سے محفوظ رکھتا ہے شیطانی وسوسے اور خطرات کو پاس نہیں آنے دیتا۔ منزل بمنزل معرفت الا اللہ اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ اگر صاحب مراقبہ کی یہ کیفیت ہو تو ٹھیک ہے۔ ایسا شخص جب چاہے حضوری میں حاضر ہو سکتا ہے اس کو عارف باللہ کہتے ہیں ایسے شخصوں کو خاتمہ بالخیر مبارک ہو۔ ان کا باطن معمور اور آباد ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ مراقبہ میں چار چیزیں ہیں جو محض چار میم ہیں

۱- پہلا میم مراقبہ سے محبت ہے۔ یعنی مراقبہ محبت سے اسرار پروردگار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ اسم اللہ ذات کے تصور سے ہوتا ہے۔

۲- دوسرا میم مراقبہ سے معرفت توحید نور الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ بھی اسم اللہ ذات کے تصور سے ہوتا ہے۔

۳- تیسرا میم مراقبہ سے معراج الصلوٰۃ دل سے کھلتا ہے۔ ذکر جاری ہوتا ہے ذوق اور فرحت نصیب ہوتے ہیں اور وجود کے ہر رونگٹے سے یا اللہ کی آواز نکلتی ہے۔ یہ مراقبہ اسم لۂ کے تصور سے ہوتا ہے۔

۴- چوتھا میم مراقبہ مجموعۃ الوجود اس سے تمام وجود سر سے پاؤں تک نور سے گھر جاتا ہے اور مراقب نفس اور شیطان پر غالب آجاتا ہے۔ یہ مراقبہ کرنے والا جب تک ہر ایک ولی اور نبی سے ملاقات نہیں کر لیتا۔ تب تک مراقبہ نہیں چھوڑتا۔ خواہ لوگوں کی نگاہوں میں وہ وقت ایک لحظہ ہوتا ہے لیکن باطن میں ستر سال کے برابر ہوتا ہے۔ اس قسم کا مراقبہ کرنے والے کے ہر عضو سے ستر ہزار نورانی صورتیں ذکر الٰہی کرتی ہوئی نمودار ہوتی ہیں اور جب صاحب مراقبہ

فارغ ہوتا ہے تو وہ شکلیں پھر اپنے اصلی مقام پر چلی جاتی ہیں۔ بعض لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مراقبہ کر رہا ہے اور بعض کو معلوم ہوتا ہے کہ مراقبہ نہیں کر رہا ہے۔ یہ مراقبہ اسم ھو کے تصور سے ہوتا ہے۔ اسم ھو سے چار ذکر کھلتے ہیں۔ جنہیں غرق حضور کہتے ہیں۔

اوّل ذکر حامل: یہ مرشد کامل سے حاصل ہوتا ہے۔

دوم ذکر سلطانی: اس سے انسان نفسانی خواہشات سے نکل کر لاہوت لامکان میں پہنچ جاتا ہے۔

سوم ذکر قربانی: اس کے سبب انسان خطرات شیطانی سے بچ جاتا ہے۔

چہارم ذکر خفی: اس کے سبب ذاکر مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ کے لئے مشرف ہو جاتا ہے جو شخص ان اذکار سے واقف نہیں اس کا مراقبہ مردود ہے اور اس کا طالب مردار۔

مراقبہ کے چار مقام ہیں: (۱) محبت۔ (۲) مشاہدہ۔ (۳) معرفت۔ (۴) محرم اسرار پروردگار اور انبیاء اور اولیاء کی دائمی مجلس۔ اس قسم کا مراقبہ مقصود مطلوب اور محمود ہے اور جس مراقبہ میں مندرجہ ذیل صفات نہ پائی جائیں اس مراقبے والا نفس مردہ کی قید میں ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور اور تفکر بغیر مراقبہ اور خاص الخاص ذکر فکر حاصل نہیں ہوتا۔ اسم اللہ ذات کے تفکر اور تصور سے صاحب مراقبہ اپنی ہستی کو چھوڑ کر ذات حق میں غرق ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اسم اللہ ذات کے تصور و تفکر سے بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ کرتا ہے اور لاہوت و لامکان اور تمام چیزیں عین بعین اسے دکھائی دیتی ہیں۔ نور ربوبیت نور ذات حضور اور لقا سے مشرف ہو جاتا ہے اور جو اسم اللہ ذات کے تصور بغیر دیکھتا ہے اس کا ذکر، فکر، مراقبہ اور مکاشفہ ناسوت سے نفسانی

خواہشات کے مطابق ہوتا ہے۔ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ حرص و ہوا کے موافق ہوتا ہے۔

اقسام مراقبہ

واضح رہے کہ مراقبہ اور خواب غرق اپنے آپ سے بے خبر ہونے کا نام ہے۔ مراقبے کی دس قسمیں ہیں۔

۱- مراقبہ سفر ازل کی سیر۔

۲- مراقبہ سفر ابد کی سیر۔

۳- مراقبہ فی الارض کی سیر۔

۴- سفر آسمان کی سیر کا مراقبہ۔

۵- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں مشرف ہونے کے سفر کی سیر کا مراقبہ۔

۶- انبیاء علیہ السلام کی محبت کا مراقبہ۔

۷- غالب الاولیاء حضرت محی الدین شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کا مراقبہ۔

۸- ہر مومن مسلمان سے مصافحہ و ملاقات کا مراقبہ۔

۹- وجودی مراقبہ یعنی قلب نفس اور روح کے تماشے کی سیر کا مراقبہ۔

۱۰- توفیق باری تعالیٰ کا مراقبہ

نیز مراقبہ کی چند قسمیں اور بھی ہیں۔ اہل خطرات خام خیال کا مراقبہ اور ہے مراقبہ عین جمال عدیم المثال اور

اوّل فتح الابواب مراقبہ ازل: مراقبہ رقیب جس سے شیطانی خناس وسوسے دور ہو جاتے ہیں اور طالب مطلوب کو پہنچ جاتا ہے۔ حب الوطن من الایمان یہاں پر

وطن سے مراد ازل ہے۔ (الحدیث) کل شیئی یر جع الٰی اصلہٖ یہاں پر بھی اصل سے مراد : ازل ہی ہے۔ جب طالب اللہ پہلے مراقبہ ازل کی نیت کرتا ہے تو میدان روحانیت میں کھڑا ہوتا ہے اور ازل کا تماشہ دیکھتا ہے اور الست بربکم کی آواز سنتا ہے اور قالوا بلٰی کہتا ہے اور ہر انبیاءٗ اولیاءٗ اصفیا اور مومن مسلم کی روح سے مصافحہ کرتا ہے اور حقیقی مسلمان ہو جاتا ہے اور حدیث المومن مراۃ المومن کا مفہوم اسے معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ پہلے روز جب اللہ تعالیٰ نے روحوں کی تمام صفوں سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو تو روحوں نے جواب دیا کہ اے خداوند ہم تجھے چاہتے ہیں اور تیرا دیدار چاہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے دنیاوی اسباب پیش کیا تو نو حصے ارواح اس کی طرف مائل ہو گئے اور ایک حصہ حضور میں کھڑے رہے اور کہنے لگے ہمیں فقط مولیٰ کے دیدار کی خواہش ہے۔ (الحدیث) الاٰن کما کان کا تماشا دیکھ کر طالب اللہ مراقبہ سے باہر نکلتا ہے۔

سوم مراقبہ زمین کی سیر کا: اس میں جب بے خود ہوتا ہے تو اس میں چاند سے لے کر تحت الثریٰ تک ساری چیزوں کو دیکھ کر مراقبے سے نکلتا ہے۔

چہارم مراقبہ طبقات آسمان کے سفر کی سیر کا: جب مراقبہ میں غرق ہو کر اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے اس میں ملائکہ کے مقامات نو آسمان عرش، کرسی، لوح و قلم دیکھ کر مراقبہ سے باہر آتا ہے۔

پنجم مراقبہ سفر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر کا: اس میں جب بے خود ہوتا ہے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتا ہے اور وہاں سے جس منصب کے لئے حکم ہوتا ہے اور جو ہدایت اور عنایت ہوتی ہے۔ اس پر ثابت قدم ہو جاتا ہے اور پھر مراقبے سے نکلتا ہے۔

ششم انبیاء کی محبت کا مراقبہ: جب انبیاء واصفیاء کے سفر کی سیر کے مراقبہ کی نیت

کرتا ہے اور بے خود ہو جاتا ہے تو ہر ایک نبی سے اس کی ملاقات ہوتی ہے اور مصافحہ کر کے مراقبے سے نکلتا ہے۔

ہفتم غالب الاولیاء حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کا مراقبہ: اس میں جب بے خود ہوتا ہے تو ان سے ملاقات کر کے اور ان کے مراتب کو دیکھ کر مراقبہ سے باہر نکلتا ہے۔

ہشتم ہر مومن مسلمان سے مصافحہ و ملاقات کا مراقبہ: جب ہر مومن کی روح کے سفر کی نیت سے مراقبہ کرتا ہے اور اس میں بے خود ہو جاتا ہے تو ہر ایک مومن مسلمان کی روح سے ملاقات اور مصافحہ کر کے مراقبہ سے نکلتا ہے۔

نہم وجودی مراقبہ اور اٹھارہ ہزار عالم کے سفر کی سیر کا مراقبہ: جب اس میں بے خود ہوتا ہے تو وجود کی سیر کرتا ہے اور اٹھارہ ہزار عالم کا تماشہ دیکھ کر مراقبہ سے نکلتا ہے۔

دہم وحدانیت باری تعالیٰ کا مراقبہ: اس مراقبے کے وقت توحید میں ایسا غرق ہو جاتا ہے۔ گویا ستر سال یا سو سال نور ظہور میں غرق رہا ہے اور لوگوں میں رہ کر بھی ایک لحظہ بھر اس مراقبے سے غافل نہیں رہتا جو شخص اس مراقبے سے باخبر نہیں اگرچہ وہ اعلیٰ خانوادے سے ہی کیوں نہ ہو وہ معرفت اور سلوک ربانی سے محروم ہے۔

مراقبہ چند قسم کا ہے: (۱) مراقبہ مبتدی۔ (۲) مراقبہ متوسط۔ (۳) مراقبہ منتہی۔

پس مراقبہ مبتدی: مبتدی ذکر اور فکر کے ساتھ ایسا غرق ہو کہ اگر کوئی تلوار مارے حرکت نہ کرے نہ ہلے۔ ایسا غرق اللہ کے شغل کا مقام ابتداء خام ہے۔

دوسرا متوسط: جب صاحب مراقبہ کو ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ الٰہی میں بارہ برس ایک مراقبہ کے ساتھ گزریں کہ نہ گرمی کی خبر نہ جاڑے کی اور جب اٹھے تو کہے طرفۃ

العین بھی نہ گزرا۔ ایسا مراقبہ متوسط بھی عوام ہے۔

مراقبہ منتہی: جب بے ذکر اور فکر کے اسم اللہ کے تصور سے اور اسم اللہ کا ہر حرف مثل آب نور اللہ وحدت کا دریا ہووے اور اس میں توحید کا دریا اور اس میں اللہ کا نور۔ اس نور میں صاحب مراقبہ غوطہ کھاوے اور غرق ہو جائے۔ اگر کوئی اس طریق سے غرق ہوگا تو اس کے تن پر سوئیاں لگیں کوئی زخم نہ ہو اور جسم سے خون نہ نکلے اور اپنے پر سلامت رہے اور باوجود اس کے کہ صاحب مراقبہ منتہی مراقبہ میں غرق ہو۔ جسۂ نفسانیت سے نکلے اور انبیاء و اولیاء کی مجلس میں ہم مجلس ہو جائے اور ذکر قلبی اس کے وجود میں جاری ہووے۔ خلق کے نزدیک مردہ اور قبر میں دفن ہو اور خدا کے نزدیک زندہ۔ (الحدیث) الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔ موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے پوست قبر میں اور روح عرش پر اس موت کو حیات ابدی کہتے ہیں۔ مُوتُوا قَبلَ اَنْ تَمُوتُوا اور ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من الدار الی الدار مراقبہ کی انتہا ہے جو اس مرتبہ میں آوے موت کو اختیار کرے۔ قرب الٰہی میں داخل ہو اور جسۂ نفسانیت سے نکلے۔

صاحب مراقبہ کی چار چیزیں دشمن ہیں۔

۱- ایک کشف:

۲- دوسرے کرامات:

۳- تیسرے خلق کی رجوعات:

۴- چوتھے سیر طبقات:

جو ان چاروں سے نکل کر اسم اللہ کے مراقبے میں داخل ہو کر فنا فی اللہ ہو

جائے ایسا مراقبہ مرتبہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ مراقبہ کو مردہ دل محروم معرفت کیا جان سکتا ہے۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔

مراقبہ کی شرح اور اس کی تحقیقات: کہ اس میں خطرات نفسانی اور توہمات شیطانی اور خیالات دنیا و جاہ پیدا نہ ہوں بلکہ ہمیشہ صاحب مراقبہ ذکر و فکر اور تسبیح میں رہا کرے جب طالب اللہ باطن کی طرف توجہ کرے تو اس کو چاہئے کہ شغل و اشغال باطنی شروع کرنے سے پہلے تین دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مع تعوذ۔

۱- تین دفعہ درود شریف۔
۲- تین دفعہ آیات الکرسی۔
۳- تین دفعہ سلام قولاً من رب رحیم۔
۴- تین دفعہ چاروں قل۔
۵- تین دفعہ سورہ فاتحہ۔
۶- تین بار کلمہ تمجید اور

تین دفعہ کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے اپنے اوپر پھونک کر حصار کرے۔ اسم اللہ اور اسم محمد پر نظر رکھے اور آنکھیں بند کر کے ملاقات انبیاء و اولیاء اور معرفت الا اللہ کی نیت کرے۔ بے شک مرشد کامل حضور میں پہنچائے گا اور حضور مجلس انبیاء و اولیاء تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی اور مطالعہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی باطنی قوت کے موافق ہوگا۔ پھر چند روز کے بعد جب توفیق الٰہی سے وہ انبیاء و اولیاء کی ارواح سے مانوس ہو جائے گا تو ظاہری باطنی حصار کی ضرورت نہ رہے گی کیونکہ طالب حق، حق کو پالے گا۔

اس مراقبہ والے کو مراقبہ نہیں کہہ سکتے۔ جس میں صاحب مراقبہ نیت کر کے علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین کا مشاہدہ نہ کرے اس طائفہ کی موت، حیات کا حکم

رکھتی ہے اور یہ طائفہ سرؔوری قادری اولیاء اللہ کا ہے جو دنیا و آخرت میں نجات یافتہ ہے۔

علم الیقین کا مراقبہ جو شخص علم مراقبہ کا مطالعہ شروع کرتا ہے اس کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے اور اس محبت سے سات مجلسیں منکشف ہوتی ہیں۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک۔ علم مراقبہ کے ابتدائی سبق سے ہی رقیب دور ہو جاتا ہے اور حبیب مل جاتا ہے لیکن جو شخص مردود، مرتد بے یقین اور بے دین ہے وہ شیطان لعین کی قید میں پھنسا ہوا ہے۔

عین الیقین کا مراقبہ جو شخص اپنے مرشد کے فرمان پر اعتبار نہیں کرتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس کے ہفت اندام کو مشاہدات نوری اور مشاہدات حضوری میں جلا کر پاک کیا جائے تاکہ ساری عمر اسے مجاہدہ اور ریاضت کی ضرورت نہ رہے اور مشاہدات حضوری سے حضوری میں پہنچ جائے اور بعدازاں اسے رجعت لاحق نہ ہو اور پیر و مرشد کی قید سے باہر نہ جائے ایسے مراقبے کو محرم اسرار کہتے ہیں۔ اس کے ذریعے طالب نفس و شیطان کی قید سے نکل جاتا ہے اور لاہوت و لامکان میں آمد و رفت نصیب ہوتی ہے۔ اس سے قرب رحمان حاصل ہوتا ہے جو شخص ذکر و فکر میں حیوان کی طرح دم بستہ حیران و پریشان ہے وہ مراقبہ کی قدر نہیں جانتا۔ مراقبہ موت کے متعلق اور قریب ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور میں توجہ کے ساتھ مراقبہ کرتا ہے اس پر موت کے حالات کا مشاہدہ منکشف ہوتا ہے۔ چنانچہ جان کنی، حقیقت قبر سوال منکر نکیر، حساب گاہ اور قیامت اسے دکھائی دیتی ہے اور پل صراط سے صحیح سالم گزر کر بہشت میں داخل ہوتا اور حور و قصور کو دیکھتا ہے اور دیدار پروردگار سے مشرف ہوتا ہے دراصل مراقبہ کا مطلب بھی یہی ہے۔

حق الیقین کا مراقبہ، حق الیقین کے مراقبہ سے انسان واصل بنتا ہے حدیث مُوتُوا

قَبلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ایسا مراقبہ مشق وجودیہ سے قرب خدا کی معرفت تک پہنچا دیتا ہے۔

از دل دور کن پیشۂ خطرات را

تا بیابی وحدت حق ذات را

مراقبہ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا وسیلہ ہے مراقبہ ایک آگ ہے جو شیطانی وسوسوں اور خطرات کو اس طرح جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔ جس طرح آگ خشک لکڑی کو۔

گر بگویم شرح ایں احوال را

ہر یکے عبرت خورد عارف خدا

مراقبہ ایمان کا جوہر ہے جس سے قرب رحمٰن حاصل ہوتا ہے۔ مراقبہ کئی طرح کا ہے نفس بانفس، قلب باقلب، روح باروح، سر باسر عیاں باعیاں، ذکر باذکر یعنی وہ ذکر جو لازوال ہے اور فکر بافکر وہ فکر جو باوصال ہے یہ راہ نص وحدیث کے مطالعہ اور بدعت ونفس کو ترک کر کے حاصل ہوتی ہے۔ بعض عارف پر تصور اسم اللہ ذات سے معرفت اور محبت میں مشاہدہ انوار دیدار مراقبے کے اندر کھل جاتا ہے۔ ایسا مراقبہ ظاہر میں چشم پوشی اور باطن میں عشق الٰہی سے خون جگر نوشی ہوتی ہے ایسے صاحب مراقبہ صحیح کو چاہئے کہ ہمیشہ سر مراقبے سے نہ اٹھائے کہ اس کا مراقبہ محرم اسرار پروردگار بالیقین واعتبار ہے۔

۱- جو شخص اخلاص قلبی اور روحی سے: نفس کو مردہ کر کے معرفت کا لباس پہن کر مراقبہ کرتا ہے۔ تو یہ مراقبہ اسم اللہ ذات کے سبب اسے ایک لحظہ میں حضور تک پہنچا دیتا ہے اور حضور سے سوال وجواب مفصل حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ باطن میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم حاصل کرتا ہے پھر اسے ظاہری آنکھ سے دیکھ لیتا ہے۔

۲- جو مراقبہ اربعہ عناصر کی: روکیا جائے وہ خام خیالی ہے اور سراسر خطرات سے

پر ہے بلکہ حیوانیت' بے جمعیتی اور پریشانی کا باعث ہے۔

۳- جو مراقبہ روح کی رو کیا جائے: اس کے سبب قرب الٰہی کی وجہ سے کل و جز نظر میں رہتا ہے۔

۴- جو مراقبہ سر کی رو کیا جائے: وہ پردے اٹھا دیتا ہے اور دیدار پروردگار سے مشرف کر دیتا ہے اور اسے یقین اور اعتبار آ جاتا ہے جو شخص دیدار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے اس کی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ امت سے شمار نہیں کیا جا سکتا اور حشر کے دن وہ ریچھ' سور' کتے اور گدھے کی شکل پر ہوگا۔

۵- جو مراقبہ ابرار کی رو کیا جائے: اس سے بقا اور لقاء دونوں حاصل ہوتے ہیں۔

۶- جو مراقبہ نور کی رو کیا جائے: اس میں مشاہدہ قرب حضور حاصل ہوتا ہے۔

۷- جو مراقبہ نور ایمان کی رو کیا جائے: اس سے دنیا کی ترک' نفس اور شیطان پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ ظاہر اور پوشیدہ سات مراقبے' سات اعضاء' سات چابیاں' سات قفل' سات حکم' سات حکمتیں' سات طلسمات وجود یہ اور سات گنج اگر جمع ہوں تو ایک وجود بنتا ہے۔ بعدازاں فقر میں قدم رکھا جاتا ہے کیونکہ ساتوں چیزیں فقر کے قاعدہ کی الف' ب ہیں۔ جب یہ ختم ہوا تو پھر فقر کے لاحد' لاعد' لانہایت اور لاہوت و لامکان میں پہنچتا ہے۔

مرشد کو چاہئے کہ طالب اللہ کے لئے مراقبہ میں ریاضت کا دروازہ کھول دے اور ریاضت صرف زہد و تقوی سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ ریاضت' تصور و تفکر سے حاصل ہوتی ہے اور ریاضت میں مراقبہ تصور کے چالیس چلے' یا بیس چلے' یا پانچ چلے یا دو چلے یا ایک چلہ کرا دے۔ یا یہ کہ بیس روز یا دس روز یا پانچ روز یا دو روز یا

ایک ہی روز چلہ کشی کروائے اور بہتر یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک طالب کو اپنے نزدیک بٹھا کر ایک توجہ سے اسے تمام مقامات طے کروائے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائے اور طالب کو مرشد کے ساتھ ہمیشہ صدق و ارادت رکھنی چاہیے اگر صدق و ارادت اس سے مفقود ہو جائے تو نعوذ باللہ منہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو کر سلوک اس سے سلب ہو جاتا ہے جب مرشد کامل نہ ہو تو طالب کو محض یقین کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔

شرح مراقبہ: اجتماع حواس خمسہ اور توجہ باطنی سے مستغرق ہو کر مشاہدہ کا نام مراقبہ ہے۔ تصور اسم ذات اللہ سے باطنی نظر کھلتی ہے اور مراقبہ سے اس میں وسعت پیدا ہو کر طالب روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ لفظ کے مفہوم میں اس طرح ڈوب جانا کہ سوائے اس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے اس کو مراقبہ کہتے ہیں اور مراقبہ کی وہ حدیث ہے جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک**" احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے سو اگر تو اس کو نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان کر کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے صاحب مناقب سلطانی حامد سلطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مراقبہ کے لغوی معنی گردن کو سینے کی طرف خدا کی خاطر جھکانا ہے۔ یعنی حضور الٰہی میں مشغول ہونا اور ماسویٰ اللہ کا خیال ترک کرنا۔

چشم بند و لب بہ بند و گوش بند
گر نہ یابی سر حق بر من بخند

مراقبہ کا شغل شام کی نماز' یا تہجد کی نماز' یا زوال کی نماز کے بعد...... وظائف ادا کرنے کے بعد جب کہ دل کو لطافت حاصل ہو چکی ہو کرے...... بعد ازاں اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپنے مرشد کی صورت یا اس کے مزار مبارک کو برزخ بنائے۔

یعنی شکل حاضر کر کے آئینہ کی طرح اسے سامنے رکھے...... ویسے بغیر اللہ تعالیٰ کو دیکھنا مشکل ہے۔ بوقت مراقبہ باطن میں شیطانی باطل خطرات اور نفسانی وہمات یا دنیاوی حادثات میں کوئی ایک بھی نہیں ہونا چاہئے صحیح ذکر فکر اور کلمات تسبیح سے مراقبہ کا طریق یہ ہے کہ جب طالب اللہ باطن کی طرف شغل الٰہی میں مشغول ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تین مرتبہ بسم اللہ۔ تین مرتبہ درود شریف۔ تین مرتبہ آیت الکرسی۔ تین مرتبہ سلام قولا من رب رحیم۔ تین مرتبہ چاروں قل۔ تین مرتبہ سورت فاتحہ۔ تین مرتبہ کلمہ تمجید اور تین مرتبہ کلمہ طیب پڑھے اور اپنے اوپر پھونک کر حصار کرے۔

۱۔ اسم اللہ واسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہ رکھے۔

۲۔ بعدازاں آنکھ بند کرے اور مجلس انبیاء مجلس اولیاء اور معرفت الٰہی کی نیت کرے۔

۳۔ صاحب مراقبہ کو مربعہ بیٹھنا چاہئے اور اپنے سر کو زانوؤں میں لے جائے۔

پردہ را بردار عین از عین بین
راہ عرفان این بود حق الیقین

الف۔ بعدازاں صاحب مراقبہ اس سانس کو جو اندر باہر آتا ہے پکڑ لے اور اسم الٰہی کا ذکر فکر ملحوظ رکھے۔

ب۔ جب سانس اندر کی طرف جائے تو اسم اللہ کا ذکر کرے۔

ج۔ جب سانس باہر نکالے تو دماغ اور ناک کی راہ خارج کرے اور اسم ھو کا تصور کرے۔

د۔ اسم اللہ کو دل کے صفحہ پر تصور کرے یعنی خیال کی انگلی کے قلم سے دل پر موٹے لفظوں میں خوش خط لکھے۔

ر۔ اور دل کو جو گوشت کا ایک لوتھڑا نیلوفر کے غنچہ کا سا ہے...... بدن کی نچلی طرف سرنگوں لٹکا ہوا ہے۔ فکر کے ہاتھ سے اٹھا کر سیدھا کرے یعنی اس کی نوک اوپر کی طرف کرے اور اپنے سینہ میں صفحہ کی طرح اپنے سامنے رکھے۔ اس طرح اسم اللہ کی مشق کرے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''مراقبے کا لب لباب یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا کوئی کلمہ زبان سے کہے یا اس کا دل میں خیال کرے اور اس کے معنی کو خوب طرح بوجھے پھر تصور کرے کہ یہ مدعا کیونکر ہے اور اس کی تحقیق اور ثبوت کی کیا صورت ہے پھر اسی صورت پر خاطر کو جمع کرے اس طرح پر کہ سوائے اس کے کوئی خطرہ نہ آوے۔ یہاں تک کہ اس میں استغراق محقق ہو اور ایک طرح کی ربودگی اور غفلت اس کے ماسوا سے حاصل ہو۔''

۱- مراقبہ حضور حق تبارک و تعالیٰ: اس مراقبہ میں اسم ذات اللہ کا تصور کرے اور اس اسم پاک کو باطن میں نگاہ رکھے پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور اس کی معیت یعنی اللہ حاضری' اللہ ناظری' اللہ معی کو خیال میں لائے اور خوب مضبوط تصور کرے۔ باوجود پاک ہونے اس ذات مقدس کے جہت و مکان سے یہاں تک تصور کو جماوے کہ اس میں ڈوب جاوے۔

۲- وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کا مراقبہ: میں تمہارے نفس میں ہوں' تم دیکھتے کیوں نہیں۔ پس مراقبہ کرنے والے کو چاہئے کہ مذکورہ آیت کے معنی و مقصد کے مطابق اپنی ہستی کے گھر کو برباد کرے تا کہ مشاہدۂ ذات میں مستغرق ہو۔

۳- وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُم: میں تمہارے ساتھ ہوں جہاں تم ہو اور اس کے ساتھ ہونے کو دھیان کرے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے' تنہائی اور لوگوں کی ملاقات میں

مشغولی اور بیکاری اس تصور کو پختہ کرے اور تصور اسم ذات میں مراقب ہو۔

۴- نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد: ہم تمہاری شہ رگ کے نزدیک ہیں۔ پس مراقبہ کرانے والے کو چاہئے کہ مذکورہ آیت کے معانی کی طاقت سے با تصور استغراق حاصل کرے تا کہ اسے معلوم ہو کہ حرکت دینے والا مطلق وہی ہے۔

میرا وجود اس کا پیراہن ہے مغز و پوست دشمن دوست میں وہی ہے۔

۵- فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰه: پس جس طرف تم اپنا چہرہ پھراتے ہو اللہ تعالیٰ کا چہرہ موجود ہے مراقبہ کرنے والے کو چاہئے کہ اس آیت مذکورہ کو شمع اور اپنے آپ کو پروانہ بنائے اس خیال میں مستغرق ہو اور ہر طرف اسی کو دیکھتا ہوا مراقب ہو۔

۷- هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ: یعنی حق تعالیٰ اوّل ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ آخر ہے جو بعد فنائے عالم باقی رہے گا ظاہر ہے باعتبار اپنی صفات اور افعال کے باطن ہے باعتبار اپنی ذات کے کہ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اس آیت پاک کے تصور میں مراقب ہو۔

۸- مراقبہ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام: یعنی جو کچھ زمین پر ہے وہ نیست و نابود ہونے والا ہے اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات، جو بڑائی اور بزرگی والا ہے اور اس مراقبے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو تصور کرے کہ مر گیا ہوں اور ایسی راکھ ہو گیا ہوں جس کو ہوائیں اڑاتی ہیں اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے اور ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی ہے اور اللہ کو باقی اور موجود دھیان کرے۔ سو اس تصویر پر قائم ہو کر مراقب ہو تو نیستی اور نابودی کو مفید ہو گا۔

۹- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: صاحب مراقبہ کو چاہئے کہ وحدانیت کے

خیال میں بسم اللہ کا تصور کرے اور مراقب ہو جس سے شیطان گل یا پگھل جاتا ہے۔ جس طرح آگ میں قلعی پگھل جاتی ہے۔

۱۰- مراقبہ اسرار اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ: طریقہ اس کا یہ ہے کہ حدیث پاک کے مضمون کو مد نظر رکھے باتصور ہو کر یکسوئی سے استغراق حاصل کرے تاکہ فقیر پر حدیث پاک ''انسان میرا بھید اور میں انسان کا بھید ہوں'' کے معانی منکشف ہوں۔

طالب مولیٰ کو چاہئے کہ ابتداء میں چار مراقبے پختہ کرے

(۱) مراقبہ بسم اللہ۔ (۲) مراقبہ اسم للہ۔ (۳) مراقبہ اسم لہٗ. (۴) مراقبہ اسم ھو: تاکہ فنا اور بقاء پختہ ہو کر فنا فی اللہ' بقا باللہ حاصل ہو۔

۲- علاوہ ازیں اسمائے پاک (۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم احمد صلی اللہ علیہ وسلم (۳) حامد صلی اللہ علیہ وسلم (۴) محمود صلی اللہ علیہ وسلم کا باتصور مراقبہ کرے۔ تاکہ حضوری سے مشرف ہو۔

۳- اسماء الحسنٰی میں سے اسمائے جمالی کا باری باری باتصور مراقبہ کرے تاکہ صفات الٰہی کے غیبی خزانوں کا تعرف حاصل ہو۔

۴- حروف تہجی میں سے ہر حرف کا الگ الگ باتصور مراقبہ کرے جس سے جملہ علوم اور باطنی خزانوں کی کلیدات میسر ہوں۔

۵- سورۃ فاتحہ' سورۃ اخلاص' آیت الکرسی' سورۃ ملک' سورہ مزمل' سورۃ یٰسین کا مراقبہ کرے۔

۶- آیت پاک سَلَامٌ" قَوْلاً مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ اور دوسرے آیات قرآنی کا مراقبہ کرے۔

۷- نفس' قلب' روح' سر' نور کا مراقبہ کرے۔

۸- پیغمبران عظام کی ملاقات کا مراقبہ کرے۔

۹- اولیاء عظام کی ملاقات وفیض کی نیت سے مراقب ہو۔

۱۰- اسم ذات واسم سرور کائنات کے مراقبہ میں ہمیشہ سرنگوں رہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ.

ایک طالب اللہ غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے دست حق پرست پر توبہ کر کے رخصت ہوا۔ آپ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا: کہ جو شخص ابھی بیعت کر کے گیا ہے' اسے تلاش کرو بہت تلاش کے بعد جب لوگ ناکام واپس لوٹے تو آپ نے فرمایا: وہ ابدال وقت تھا بہت دور سے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے کے لئے حاضر ہوا تھا۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ ابدال وقت اتنا کامل اور پھر توبہ؟ آپ نے لوگوں کی بدگمانی کی دلیل باطل کو روشن ضمیری سے معلوم کیا اور فرمایا: ہاں وہ توبہ کرنے آیا تھا۔ اس بات کی توبہ کہ پہلے وہ طیر سیر میں پھنسا ہوا تھا۔ صفات کی سیر میں مصروف تھا اب اس نے عہد کیا ہے کہ وہ آئندہ مشاہدہ ذات میں مستغرق رہے گا۔ کیونکہ تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ تک جو کچھ بھی ہے وہ سب حجاب اور ماسویٰ اللہ ہے اور اس نے اب غیر سے توبہ کی ہے۔ صاحب مراقبہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ طیر سیر میں عمر عزیز ضائع کرنے کی بجائے مشاہدۂ انوار تجلیات الٰہیہ کے نور میں مشتغرق ہو کر فنا سے بقا اور لقاء حاصل کرے۔ حضور رسالت مآب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس تشریف لائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ذات کبریا کو دیکھا؟ تو آپ نے فرمایا: تَفَكَّرُوْا فِيْ صِفَاتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ یعنی اس کی صفات میں فکر کرو اس کی ذات کا فکر نہ کرو!

مراقبہ اور حواس باطنی

حواس خمسہ ظاہری کو حبس کر لینے کا نام مراقبہ ہے کوئی طالب جب کسی بھی طریقہ سے خواب' مراقبہ' مکاشفہ معنوی موت یا عین العیانی حبس حواس کر لینے پر قادر ہو جاتا ہے تو اس کے حواس خمسہ باطنی واضع طور پر کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ حواس خمسہ باطنی یہ ہیں۔

۱- قوت متخیلہ۔

۲- قوت متصورہ۔

۳- قوت متفکرہ۔

۴- قوت واہمہ۔

۵- قوت توجہ۔

یہ پانچوں حواس ہر شخص میں پراگندگی اور منتشر قوت کی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ جب تک ان پر کنٹرول کر کے ان سے کام نہ لیا جائے یہ ایک قوت کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتے۔ پس چاہیے کہ ان باطنی قوتوں کی تربیت کر کے ان سے کام لیا جائے۔

قوت متخیلہ: شعراء حضرات کی قوت پرواز قوت متخیلہ ہی ہوتی ہے جس سے وہ خیالات کی وادیوں میں سرگردان رہتے ہیں۔ جس شاعر کی قوت متخیلہ جتنی پختہ ہوتی ہے اسی قدر اس کا کلام عمدہ اور بندش چست ہوتی ہے۔ لیکن اسلام نے یہ کہہ کر کہ ایسے شاعر جو کچھ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں ایسی شاعری کو پسندیدگی کا درجہ نہیں دیا گیا۔ البتہ وہ شاعری جس سے کردار کی تشکیل قوموں کے عروج کا کام لیا جاتا ہے۔ وہ مقصدی شاعری ضرور پسندیدہ قرار دی گئی ہے۔

مراقبہ میں قوت متخیلہ سے سیر کی جاتی ہے قوت خیال سے طالب اپنے باطنی

وجود کو کعبہ میں طواف کرتا ہوا نماز ادا کرتا ہوا مختلف دعائیں مانگتا ہوا دیکھ سکتا ہے۔
قوت متخیلہ دراصل دل کی آنکھ ہے جس سے طالب روضۃ الرسول پر کھڑا ہو کر درود سلام پڑھ سکتا ہے۔ بعض لوگوں کو یہ کیفیت دائمی طور پر حاصل ہوتی ہے ظاہر میں تو وہ لوگوں سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ لیکن باطن میں ہمہ وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں موجود رہتے ہیں اس طرح ایک ہی وقت میں فقیر کے کئی باطنی وجود مختلف مقامات پر حاضر ہوتے ہیں وہ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ بالآخر یہ باطنی حالت ظاہر میں بھی غالب ہو جاتی ہے۔

قوت متصورہ: تصور ہی قرب کا ذریعہ ہے۔ اپنی آنکھیں بند کر کے جب اور جس وقت چاہیں ہزاروں میل دور کسی بھی شخص کا قرب حاصل کر سکتے ہیں راہ سلوک میں تین طرح کا قرب حاصل کیا جاتا ہے۔

(۱) قرب شیخ۔ (۲) قرب اللہ۔ (۳) قرب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرب شیخ: اپنے شیخ کے تصور سے شیخ کا باطنی نوری وجود طالب کے ظاہری وجود پر غالب آجاتا ہے۔ جس سے بطور نعم العبدل طالب کا وجود گم اور شیخ کا وجود ظاہر ہو جاتا ہے اور طالب کو بغیر کسی ورد وظیفہ محنت مشقت اور زُہد و ریاضت وہ سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو شیخ کو حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح طالب اپنے مرشد کی مثل جملہ امور پر قادر ہو جاتا ہے۔

قرب اللہ: جو طالب اسم اللہ ذات کا تصور کرتا ہے اسم با مسمّیٰ' مع اللہ' باخدا اور قرب اللہ سے مشرف ہو جاتا ہے اور اسم اللہ ذات کا نور طالب کے وجود کو محیط کر لیتا ہے۔

قرب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: جو طالب اسم محمد سرور کائنات صلی

اللہ علیہ وسلم کا تصور کرتا ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اسے نصیب ہو جاتا ہے اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور طالب کے وجود پر چھا جاتا ہے۔ تینوں قسم کے قرب کی پہچان یہ ہے کہ تصور شیخ سے ہر سوال کا جواب باصواب قلب میں ملنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تصور کے غلبہ سے نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡد سے الہام ہونے لگتا ہے اور مقام روح سر دماغ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے پیغام آنے لگتا ہے اور ایسا طالب شریعت میں بہت کوشش کرنے لگتا ہے۔

۳-قوت متفکرہ: تفکر کی تین اقسام ہیں۔

۱- کائنات عالم میں تفکر: سے توحید کے دلائل اہل ایمان کو یقین کا مقام بخش دیتے ہیں۔

۲-باطنی تفکر: سے دیدار الٰہی نصیب ہو جاتا ہے قولہٗ تعالیٰ: وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: تیری دوا تیرے بیچ ہے تو باہر کیا ڈھونڈتا ہے۔

۳-تفکر موت: معرفت الٰہی کا وسیلہ ہے (الحدیث) اَلۡمَوۡتُ جِسۡرٌ یُوۡصِلُ الۡحَبِیۡبُ اِلَی الۡحَبِیۡبِ. موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے۔

طالب حق کو چاہئے کہ رات کو سونے سے قبل تفکر موت کیا کرے گویا کہ وہ فوت ہو گیا ہے اسے نہلا دھلا کر غسل کے بعد کفن پہنا دیا گیا ہے۔ عزیز و اقارب قبر میں دفن کر کے واپس آ گئے ہیں اکیلا بے یارومددگار قبر کی تنگ کوٹھڑی میں پڑا ہے۔ نکیرین نے اٹھا کر بٹھالیا ہے اور "مَنۡ رَّبُّکَ مَا دِیۡنُکَ" ستر ہزار سوال پوچھ لئے ہیں ایسی حالت میں اسم ذات فقیر کے ایک ایک بال پر چمکنے لگا ہے۔ فرشتے عبرت کھا کر پیچھے ہٹ گئے ہیں اور یہ کہتے ہوئے کہ نئی نویلی دلہن کی مانند آرام سے سو جا چلے گئے ہیں۔ پل صراط کا سفر درپیش ہے۔ اسم اللہ ذات کی روشنی میں وہ سفر

بھی طے کرلیا ہے۔ میزان میں نامہ اعمال تو لے جا رہے ہیں۔ فقیر کے نامہ اعمال میں اسم اللہ ذات کا نور ہے۔ اس لئے وہ اس کے گناہوں کے مقابلہ میں بہت بھاری ہے۔ وہ جنت میں داخل ہو کر دیدار الٰہی انوار تجلیات سے مشرف ہوتا ہے حور و قصور کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا بارگاہ الہ میں پانچ پانچ سو سال کے دو سجدے کرتا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے شراباً طہورہ کا جام پی کر مستی میں مستغرق اور نیند وصال میں محو ہو جاتا ہے اس تفکر کی مداومت سے فقیر کی آخرت کی جملہ منازل آسان ہو جاتی ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ.

۴- قوت واہمہ: وہم رائی میں پہاڑ اور قطرہ میں سمندر پیدا کرنے کی قوت رکھتا ہے قوت واہمہ کو بروئے کار لانے سے خیال مقام وصال سے دلیل قرب رب جلیل سے اور وہم مقام وحدانیت سے پیدا ہونے لگتا ہے۔ ان تینوں میں وہم ہی سلطانی قوت ہے۔ جس کسی کا وہم مقام وحدانیت سے ہونے لگتا ہے وہ دعا اور بددعا سے فارغ ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کے وہم میں جو چیز بھی آتی ہے دیر یا سویرا اپنے وقت پر لازمی طور پر پوری ہو جاتی ہے منفی واہمی قوت کو مثبت وہم میں تبدیل کرنے کے لئے وہم سے اپنے وجود کی نفی اور ذات کا اثبات کرنا چاہئے کہ میں نہیں اللہ ہی موجود ہے اور اس وہم کو اس قدر غالب کرے کہ ذات ہی ذات رہ جائے اس طرح جب وحدانیت ذات سے وہم پیدا ہونے لگے گا تو کسی ورد وظیفہ تعویذ گنڈہ۔ دعا بددعا کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ ذاتی وہم ہی ہر کام سر انجام دینے لگے گا اور توحید بھی حاصل ہو جائے گی۔

۵- قوت توجہ: کسی ایک نقطہ، مقام، اسم یا جسم پر اپنی باطنی قوتوں کو اکٹھا کر کے ہمت موثرہ کے ساتھ اپنے ظاہری اور باطنی چہرہ کے ساتھ روحانی اور نورانی غیر مری لہروں کے ساتھ رجوع کرنے کو ارتکاز توجہ کہتے ہیں۔ جس طرح سورج کی منتشر

شعاؤں کو آتشی شیشہ میں ایک نقطہ پر مرکوز کر کے کاغذ کو جلایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ہوا میں منتشر اور وجود میں موجود نورانی لہروں یا اسم ذات یا اسمائے صفات کی نورانی لہروں کو دماغ کے کمپیوٹر میں ایک نقطہ پر جمع کر کے کسی طرف متوجہ ہونے سے بڑے بڑے کام مثلاً بیماروں کو شفا نفس کا تزکیہ۔ قلوب کا تصفیہ ایک ہی توجہ سے کیا جا سکتا ہے توجہ میں کامل شخص ایک ہی توجہ سے لوہے کے پہاڑ کو موم کی طرح پگھلا کر پانی کی طرح بہا سکتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوگا تو وہ مجھ جیسے کام سرانجام دینے لگے گا اور اگر وہ پہاڑ کو حکم دے گا تو وہ اس کے ساتھ چلنے لگے گا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کے اشارہ اسم اللہ ذات کے تصور اور توجہ باطنی سے چاند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا اور چاند پر اترنے والے انسانوں نے چاند کے درمیان اس کے ٹوٹنے اور دوبارہ جڑنے کی لکیر کو دیکھ کر اس محیر العقول بات کی تصدیق بھی کر دی ہے لیکن سائنس دان جو روحانی دینا کے جاہل اور ہر چیز کو مادی پیمانوں سے تولنے کے عادی ہیں۔ اس نشان کو شہاب ثاقب کی کارگذاری بیان کرتے ہیں حالانکہ وہ روزانہ ریڈیائی ایتھرک لہروں اور لیزر شعاعوں سے کام لے رہے ہیں۔ یہ غیر مرئی لہریں مادہ اور روحانیت کے درمیان کی ایک چیز ہیں جس سے ایک ذرہ ایٹم بم بن کر ناقابل یقین ناقابل فراموش تباہی پھیلا دیتا ہے تو پھر اسم اللہ ذات کے نور کی شعاعوں اور انسانی وجود کے کمپیوٹر سے ایسے کارنامے سر انجام کیوں نہیں دیئے جا سکتے۔ جب کہ سائنس دان خود اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دماغ کے کمپیوٹر میں ۳۶ ارب ایسے خلیے موجود ہیں جن سے ابھی تک کام نہیں لیا گیا۔

توجہ کی تین اقسام ہیں:

۱- توجہ الی اللہ۔

۲- توجہ فی اللہ۔

۳- توجہ مع اللہ۔

۱- توجہ الی اللہ: اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کو توجہ الی اللہ کہتے ہیں جس کے تین درجات ہیں۔

گناہوں سے توبہ کرنا: قولہ "فَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ" توبہ سے مراد کسی گناہ کو ترک کر دینا۔ کسی گناہ پر قادر ہونے کے باوجود اس کو خوف خدا سے چھوڑ دینے کا نام ہے۔ توبہ وہی حقیقی ہے جس کے بعد اس گناہ کا اعادہ نہ کیا جائے اور توبہ کی قبولیت اس وقت ہوتی ہے جب اس گناہ کو یاد کر کے لذت محسوس نہ ہو۔ بلکہ طبیعت میں کراہیت پیدا ہو۔

ترک ماسویٰ اللہ: نفس، دنیا، شیطان، مخلوقات کو چھوڑ دینے کا نام ترک ہے۔ یعنی دنیا میں رہتے ہوئے اس سے تعلق نہ ہو مال و دولت موجود ہو مگر اس کی حجت نہ ہو۔ حتیٰ کہ قلب، روح، سر کو بھی چھوڑ دے۔ کیونکہ منزل پر جانے کے لئے اذکار کی ضرورت تو ہے مگر وہ مقصود نہیں ہے جو شے بھی توجہ الی اللہ کی راہ میں حائل ہے وہی تیرا بت ہے۔ خواہ یہ طرہ فضیلت اور خاندانی عز و شرف ہی کیوں نہ ہو توجہ الی اللہ میں کسی کو ساتھ لینا ہی شرک ہے۔ توحید کی راہ میں دوئی کا کیا کام پس وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کو اپنی جان کا وظیفہ بنائے تبھی اس راہ میں چل سکے گا۔

۲- توجہ فی اللہ: جب تک تصور سے اسم اللہ ذات کے نور میں فناء نہ ہو گا وجود پاک نہ ہو گا پس چاہئے کہ نور اسم اللہ ذات میں محو ہو کر اوّل کائنات عالم کو بھلا

دے پھر اپنا شعور اور احساس بھی اس میں گم کر دے کہ جب تو نہیں ہو گا تو اللہ ہی موجود ہو گا اس طرح فنا اور فنا فی الفنلو کو طے کر کے بقا کے لائق ہو جائے گا۔

۳- توجہ مع اللہ: جب کسی شخص کو فنائے نور کی توجہ فی اللہ حواس خمسہ ظاہری کی بیداری کے ساتھ حاصل ہو جاتی ہے تو اسے بقاء بالبقاء کا مقام حاصل ہو جاتا ہے وہ مع اللہ باخدا ہو جاتا ہے نہ خدا نہ خدا سے جدا۔ جب یہ تینوں مقام طے ہو جاتے ہیں تو فقیر توجہ میں کامل ہو جاتا ہے۔

توجہ تین مقاصد کے لئے کی جاتی ہے اور اس کے تین مراتب ہیں

۱- جو توجہ حصول دنیا کے لئے کی جاتی ہے وہ مخنث کی توجہ ہے نہ کچھ حصول نہ وصول۔

۲- جو توجہ حصول جنت کے لئے کی جاتی ہے وہ مونث کی طلب وخواہش کی توجہ ہے جو راحت و آرام کی طلب گار ہے۔

۳- مذکر کی توجہ وہ ہے جس سے وہ نفس پر غالب امیر الکونین بن جاتا ہے۔

ارتکاز توجہ کے تین طریقے ہیں

۱- ذکر فکر سے توجہ کرنا: یہ عاملین کی توجہ ہے جس سے وہ کسی اسم آیت یا وظیفہ سے کسی کو پھونک دم سے توجہ دیتے ہیں ایسی توجہ جھاڑ پھونک والے صوفی صافی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

۲- ذکر مذکور کی توجہ: اسی قسم کی توجہ کسی اسم کے ذکر مذکور سے مسموع ہو کر کشف کی حالت میں کی جاتی ہے ایسی توجہ سے نیک و بد انجام کی آ گاہی بھی ہو جاتی ہے۔

۳- مع اللہ باخدا: مقام وحدانیت میں عین العیانی نور کی توجہ مشکل کشاء اور ہر قسم کی مہمات کو سرانجام دے دیتی ہے ایسی توجہ سے طالب کے وجود کو پاک ان پڑھ کو

باطنی علوم کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ ایسی توجہ والے کا ارادہ ارادہ الٰہی ہوتا ہے جیسا کہ لسان الفقراء سیف الرحمٰن یعنی فقرا کی زبان رحمان کی تلوار ہوتا ہے قولہ تعالیٰ: واللہ یحکم لمایرید ۝ اللہ تعالیٰ جس بات کا ارادہ کرتا ہے اسی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ

(یوسف: ۱۲-۲۱)

علم دعوت

قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْلِیْ وَالْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ (المومن:۲۶-۶۰)

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ ۝ (البقرہ:۱۸۶تا۱۸۶)

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دم طریق بھی ہے اور دم غریق بھی ہے۔ دم دریائے عمیق بھی ہے اور دم دریائے توفیق بھی ہے دم زندیق بھی ہے ان تمام مراتب تک انسان ایک دم میں پہنچ جاتا ہے ہر ایک دم کی تحقیق کرنی چاہئے۔ دم کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں۔

۱- زندہ دم۔

۲- مردہ دم

۱- زندہ دم: زندہ وہ دم ہے جو ہر دم سوتے' جاگتے' اٹھتے' بیٹھتے ذکر اللہ ذکر کلمہ طیب سے زندہ ہو جائے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سانس گنتی کے ہیں اور جو سانس ذکر اللہ کے بغیر خارج ہوتا ہے وہ مردہ ہے۔

۲- مردہ دم: مردہ وہ دم ہے جو حیوانات کی طرح غفلت میں گذر جائے ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ حیوان ہیں بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔

صاحب یک دم زندہ وہ ہے۔ جو ایک دم اور توجہ سے پورے تصور اور تفکر کے

ساتھ تمام عالم کو جذب کے طریقہ سے اپنے تصرف میں لے آئے ایسا کامل دم والا شخص کل و جز تمام عالم کو توجہ سے ایک دم میں فنا کر سکتا ہے اور تمام عالم کو ایک دم میں فیض کے خزانے بخش سکتا ہے۔

جس کسی کا دم تصور اسم اللہ ذات سے آتا جاتا ہے ایسے شخص کا وجود نور ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے وہ جسے چاہتا ہے اس نور کی ہدایت عطا کر دیتا ہے۔

جو کوئی اسم اللہ کا تصور کر کے اپنا دم کسی نوری ناری مخلوق سے ملاتا ہے تو وہ خواہ موکل ہو یا جن فوراً حاضر ہو جاتا ہے۔

جو کوئی اسم لہٗ کا تصور کر کے اپنا دم کسی روحانی سے ملالیتا ہے تو وہ روحانی ایک دم میں حاضر ہو جاتا ہے۔

جو کوئی اسم ھو سے اپنے دم کو ملا کر متوجہ الی اللہ ہوتا ہے۔ اسے حضوری حق حاصل ہو جاتی ہے اس پر عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ کے اسرار کھل جاتے ہیں۔

جو کوئی کلمہ طیب کے جز لا الہ کو دم سے پکڑ کر اپنے وجود میں باتوجہ غوطہ زن ہوتا ہے اس کا نفس پہلے ہی روز مردہ ہو جاتا ہے اور اسے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

جو کوئی الا اللہ کے تصور سے دم کو پکڑ کر ذکر مذکور کرتا ہے اور اس میں باشعور رہتا ہے تو ا ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے سوال کا جواب باصواب ملنے لگتا ہے۔ اس کو الا اللہ کی معرفت نصیب ۔۔ جاتی ہے۔

جو کوئی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرتے ہوئے ہر دم میں درود پاک پڑھتا ہے استغراق حاصل کر کے باطن میں گم ہو جاتا ہے تو نوری مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو جاتا ہے۔ جو کوئی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حرف "د"

کے تصور سے دم دم درود پاک پڑھتے ہوئے حضوری مجلس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اسے اپنے سوال کا جواب ملنے لگتا ہے۔

جو کوئی زندہ دم چاہے کہ انبیاء علیہ السلام اہل البیت صحابہ رضوان اللہ علیہ شہدائے کرام اور اولیاء عظام سے باطنی روحانی فیض حاصل کرے۔ یا کسی مقصد مطلوب کے لئے استمداد روحانی کرے تو چاہئے کہ تصور اسم اللہ کے ساتھ اپنے دم کو روحانی کے ساتھ ملا کر اس سے امداد حاصل کرے اسی طرح زندہ دم اپنا دم مقرب فرشتوں کے دم سے بھی ملا سکتا ہے۔ اگر وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دم سے دم ملائے گا تو ہر قسم کے الہام سے ملہم ہو جائے گا۔ لیکن اس قسم کے الہام میں قرآن مجید کی کوئی نازل شدہ یا نئی آیت نازل نہ ہوگی کیونکہ وہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا ذاتی مقام ہے۔

اگر زندہ دم اپنا دم میکائیل علیہ السلام سے ملائے گا تو باران رحمت کا نزول ہونے لگے گا ہر قسم کے مال جان اولاد کھیتی میں برکت ہو جائے گی۔

اگر زندہ دم میکائیل علیہ السلام کے دم سے ملا کر قرناء میں کسی سرزمین یا مکان کا کسی جگہ کا تصور کر کے دم سے پھونک مارے گا تو وہ جگہ ہمیشہ کے لئے برباد ہو جائے گی اور قیامت تک آباد نہ ہوگی لیکن اس قسم کی زندہ دم دعوت پڑھنے کے لئے کامل مرشد کی اجازت اور زندہ دم ہونا بنیادی شرط ہے اور جو شخص کسی کو غیر شرعی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا تو خود مبتلائے عذاب ہو جائے گا اور اس کے اعمال کا وبال اس کی اپنی گردن پر ہوگا۔ اللہ بس ماسوئی اللہ ہوس۔

۲۔ باتصور علم دعوت: اسمائے ذاتی چار ہیں جو اسم اللہ ذات کے اندر ہی موجود ہیں اوّل اسم ذاتی اسم اللہ ہے۔ جو اسم عظمت بھی ہے جب اسم اللہ کا الف ہٹا کر دیکھتے ہیں تو اسم لله ظاہر ہو جاتا ہے۔ جو اسم مکرم ہے جب اسم ذاتی لله کا لام ہٹا کر

دیکھتے ہیں تو اسم ذاتی لـہٗ ظاہر ہو جاتا ہے۔ جو اسم اعظم ہے پھر اسم ذاتی ھو ظاہر ہو جاتا ہے جو اسم معظم ہے۔

اسم اللہ زمین و آسمان کا نور ہے قولہ تعالیٰ: اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسم اللہ کے تابع زمین و آسمان کے لشکر ہیں۔ قولہ تعالیٰ: للّٰہ جنود السموات والاض اسم للّٰہ ہی کے تابع ہیں آسمانوں اور زمین کے لشکر۔

اسم لـہٗ لاھوت لامکان کی کلید اور کن فیکون کی چابی ہے۔ عالم ارواح اسی اسم کے تابع ہے۔ قولہ تعالیٰ: وَاِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن جب وہ کسی شے کو (تخلیق) کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ''لـہٗ'' جس سے کن فیکون کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ کن سے تو وہ شے معرض وجود میں آ جاتی ہے۔ فیکون سے بقائے حیات کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابتداء میں تو گندم کا ایک دانہ پیدا ہوا جو بظاہر زمین میں مل کر گل کر مٹی بن گیا اور مناسب آب و ہوا سے اس میں ایک پودا بنا جس میں سات سو دانے پیدا ہو گئے۔ اس طرح قدرت کاملہ نے ایک Cycle پیدا کر رکھا ہے جس کو فنا و بقا کا دائرہ کہہ سکتے ہیں اور موت و حیات کا یہ عمل ہر شے اور ہر ذی روح پر جاری کر دیا گیا ہے۔ جسے کن فیکون کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اللہ 'للّٰہ 'لـہٗ 'ھو یہ چاروں اسمائے ذاتی ہیں اور کلید کل ہیں زمین و آسمان کے جس قفل میں بھی ان اسماء کی چابی کو ڈالا جاتا ہے وہی تالہ کھل جاتا ہے اور ہر مشکل، ان اسماء کی برکت سے حل ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ان اسماء کو اسمائے ذاتی اور ا کئی تین اسماء للّٰہ ''نہ'' کہ بطور ضمیر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ علماء ان اسماء کو بطور ضمیر ہی استعمال کرتے ہیں۔

علم دعوت میں ان چاروں اسمائے ذاتی کے تصور سے مجموعی طور پر یا الگ الگ تصور کر کے دعوت پڑھی جاتی ہے۔ یہ دعوت چند اقسام کی ہے۔

اوّل قرآن مجید یا آیات قرآن کی دعوت۔

دوم قرآن مجید کی کسی سورت کی دعوت۔

سوئم اسم رب اور اسماء الحسنٰی کی دعوت۔

چہارم حروف تہجی کی دعوت۔

باتصور دعوت پڑھنے کے لئے صاحب دعوت کا اجازت میں کامل اور باترتیب دعوت پڑھنے کا عامل ہونا ضروری ہے۔ایسی دعوت ہر طالب اپنی استعداد کے مطابق پڑھ سکتا ہے۔بعض یہ دعوت......

۱- زبانی پڑھتے ہیں جس سے زبان سیف ہو جاتی ہے۔ رجوعات خلق شروع ہو جاتی ہے۔ پھونک دم جاری ہو جاتا ہے۔

۲- جو شخص زبان قلب سے دعوت پڑھتا ہے اسے کشف القلوب' کشف القبور کھل جاتا ہے لوگوں کی ہر دلیل' ہر خیال' ہر وہم اس کے دل میں آ جاتا ہے اور وہ اسے بیان بھی کر دیتا ہے۔لوگوں کے نزدیک وہ بڑا صاحب کشف فقیر ہوتا ہے لیکن کاملوں کے نزدیک وہ ابھی خام ہے۔ اسی طرح کشف القبور کے عامل پر قبر کے حالات منکشف ہو جاتے ہیں۔اگر ایسا عامل کسی ایسی قبر پر کشف کا عمل کرے گا جس کا صاحب قبر عذاب میں مبتلا ہوگا تو اندیشہ ہے کہ ایسا عامل اس عذاب کو دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھے گا۔ کشف القبور حاصل ہو گیا تو کیا ہوا خدا تعالیٰ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ تو ابھی بہت دور ہے۔ فقیر کی ملاقات ایک بار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے فقیر سائیں گلزار کے ساتھ ہوئی سال دو سال پہلے ان کا وصال ہو چکا ہے اور ان کا مزار کھیوڑہ پہاڑ کے قریب زیر تعمیر ہے۔ فقیر بڑے صاحب کشف تھے جب آپ مجھے ملے تو ایک خوشبو کی شیشی نہایت پیار بھرے انداز میں مجھے عطا کی جواب بھی فقیر نے اس فقیر کی یاد کے طور پر سنبھال کر رکھی ہوئی ہے۔ پھر آپ مجھ

سے بغلگیر ہو کر گلے ملے اور مجھے کشف القلوب عطا کیا۔ فقیر نے فوراً باطن میں عرض کی مجھے کشف القلوب کی حاجت نہیں۔ فقیر تو بمشکل اپنے اندرونی وسواس' واہمات' دلیلوں کو کنٹرول کرنے میں مصروف ہے لوگوں کی دلیلیں اکٹھی کر کے کیا کروں گا۔ یہ ساری بات ایک لمحہ میں ہو گئی۔ آپ فوراً میرے جواب سے آگاہ ہو کر مجھ سے الگ ہو گئے اور جنگل کی بڑی بڑی جھاڑیوں میں گم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ رحمۃ اللہ علیہ

۳- جو شخص روح کی زبان سے دعوت پڑھتا ہے تو وہ روحانیوں سے ہم مجلس ہو جاتا ہے۔ روحانی ایسے شخص کے گرداگرد حلقہ باندھ کر اسی اسم کی دعوت پڑھتے ہیں جس سے اس کی دعوت جاری ہو جاتی ہے۔

۴- جو شخص سر کی زبان سے دعوت پڑھتا ہے۔ صاحب سر اسرار ہو جاتا ہے اس پر ہر قسم کے راز منکشف ہو جاتے ہیں ایسے فقیر کو صاحب راز کہتے ہیں۔

اول: راز الہام۔ دوم: راز معرفت۔ سیوم: راز توحید۔ چہارم: راز نور فنا فی اللہ ذات

۱- <u>راز الہام</u>: کا مقام قلب میں ہے۔ جس میں ہر آواز مقام الست سے سنائی دیتی ہے اور الہام ہوتا ہے۔

۲- <u>راز معرفت</u>: کا مقام سر دماغ میں روح ہے۔ جس میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز سنائی دیتی ہے۔

۳- <u>راز توحید</u>: کا مقام لامکان ہے جس میں کل و جز کو طے کر لیتے ہیں یہ آواز قرب پروردگار سے سنائی دیتی ہے۔

۴- <u>راز نور</u>: میں آواز قرب الحق حضور سے سنائی دیتی ہے۔ جس میں استغراق سے فنا فی اللہ ہو کر قرب حضوری کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

۵- جو شخص تصورِ نور: کی زبان سے دعوت پڑھتا ہے اس کا وجود سرتاپا نور ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کا غل وغش دور ہو جاتا ہے اور اسم دعوت سے صاحب دعوت پر نور کے قطرات مطرات کی بارش ہونے لگتی ہے۔

۶- تصورِ شیخ سے دعوت پڑھنا: جو شخص اپنے شیخ کا تصور نعم البدل کے قانون سے کرتا ہے اور شیخ سے دم بادم قلب باقلب روح باروح سر باسر نور بانور یک وجود یک زبان ہو کر دعوت پڑھتا ہے۔ مرشد اس کی دستگیری کر کے اسے ہر منزل و مقام پر پہنچا دیتا ہے اور یہ تصور ہر قسم کی مہمات اور مشکلات کو حل کر دیتا ہے اور ہر قسم کی دعوت جاری ہو جاتی ہے۔

اس مختصر رسالہ کی شرح میں صرف سورت مزمل شریف کی دعوت کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔

یہ دعوت تین طریقوں سے پڑھی جاتی ہے

اوّل زبانی دعوت پڑھنا: ایسی دعوت پڑھنے والے باوضو ہو کر روزانہ سات' گیارہ' اکیس یا اکتالیس بار سورہ مزمل شریف پڑھتے ہیں۔ جس سے دینی ودنیاوی فلاح مقصود ہوتی ہے۔ دعوت سورہ مزمل شریف پڑھنے کا یہ طریقہ عام لوگوں کا طریقہ ہے۔

دوم باموکل دعوت پڑھنا: ایسے عامل دعوت ہمیشہ باوضو رہتے ہیں اور جمالی جلالی پرہیز کرتے ہیں۔ جمالی پرہیز سے مراد باوضو رہنا اور جلالی پرہیز سے مراد گوشت انڈہ- مچھلی- پیاز وغیرہ کھانا ترک کرنا ہے۔

سیوم باتصور مع اللہ ذات دعوت پڑھنا: اس دعوت میں چند چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

۱- یہ دعوت زندہ دم سے پڑھی جاتی ہے۔

۲- اس دعوت میں پہلی سات آیات کو دور مدور پڑھا جاتا ہے۔

۳- اس دعوت میں استغراق کیا جاتا ہے۔

۴- پہلی سات آیات کے آخری حرف کو تین بار دہرایا جاتا ہے۔ مثلاً ترتیلا ترتیلا ترتیلا ط

۵- دعوت میں ہر آیت دور مدور پڑھنے سے پہلے تین بار اللّٰہ' للّٰہ' لہ' ھو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم' فقر اور لَآ اِلٰـہَ اِلاَّ اللہُ مُـحَـمَّـدٌ" رَسُوْلُ اللہِ کی تکرار کی جاتی ہے۔

دعوت پڑھنے کے لئے چند قسم کے فقیر ہوتے ہیں

دعوت میں عالم دعوت میں عامل' دعوت میں کامل' دعوت میں اکمل' دعوت میں مکمل' دعوت میں جامع' دعوت میں جمعیت' دعوت میں نور الھدیٰ نور علیٰ نور فقیر دعوت پڑھنے کا یہ طریقہ کاملین کا ہے۔ جو تصور اسم اللہ ذات میں اپنے وجود کو طے کر کے اسے پاک اور پختہ کر لیتے ہیں پھر بھی چاہئے کہ دعوت کا عمل شروع کرنے سے پہلے اپنے گرد حصار کر لے۔

۱- تین بار تعوذ' تین بار تسمیہ' تین بار سورۃ فاتحہ' تین تین بار چاروں قل' تین بار آیات الکرسی' تین بار سلام قول من رب الرحیم تین بار استغفار اوّل آخر گیارہ بار درود شریف پڑھ کر حصار کی نیت سے اپنے اوپر پھونک مارے اور دعوت شروع کرے۔

یہ دعوت سات قسم کے تصورات سے ساتھ ہر قسم کے مقاصد کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

۱- تصور اسم اللہ ذات سے سورۃ مزمل کی باترتیب دعوت ایک ہی بار پڑھنے سے

جملہ مشکلات کو حل کر دیتی ہے۔ اس لئے اس کو حل المشکلات دعوت کہتے ہیں۔

۲۔ تصور اسم للہ سے جو دعوت سورۃ مزمل شریف پڑھی جاتی ہے اس سے مؤکلات جنات کو حاضر کر کے کام لے سکتے ہیں۔

۳۔ تصور اسم لـــہٗ سے جو دعوت سورۃ مزمل شریف پڑھی جاتی ہے اس سے عالم ارواح میں سے جس روح کو چاہیں حاضر کر کے اس سے تعلیم و تلقین حاصل کر سکتے ہیں اور ہر قسم کی مہمات کو حل کر سکتے ہیں۔

۴۔ تصور اسم ھو سے سورۃ مزمل شریف کی دعوت پڑھنے سے حضوری حق' لاھوت لامکان دریائے ھو میں گم ہو جاتے ہیں۔ اس دعوت سے عالم الغیب والشہادۃ کھل جاتا ہے۔

۵۔ تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۃ مزمل شریف کی دعوت پڑھنے والا درود شریف پڑھتے ہوئے۔ استغراق کی کیفیت میں حضوری مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو جاتا ہے۔

۶۔ تصور اسم فقر سے سورۃ مزمل شریف کی دعوت پڑھنے والا صاحب امر کونین پر متصرف ہو جاتا ہے۔

۷۔ تصور کلمہ طیب سے کلمہ طیب کے جز لا الہ سے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا جز الا اللہ سے معرفت الٰہی اور بارگاہ الٰہی سے سوال کا جواب حاصل ہو جاتا ہے۔ فناء اور بقا طے ہو جاتی ہے۔

۳۔ دعوت القبور: اس قسم کی دعوت زندہ قلب پختہ کار کامل فقیر ہی پڑھ سکتا ہے۔

کشف القبور اور دعوت القبور میں بہت بڑا فرق ہے۔ کشف القبور تو عاملین کا کام ہے جس سے اہل قبر کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں کہ وہ عالم برزخ میں کس

کیفیت اور حالت میں ہے۔ لیکن دعوت القبور کاملین کا علم ہے جو تین مقاصد کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

اوّل: یہ کہ اگر کوئی مسلمان بادشاہ کافروں کے خلاف جہاد کر رہا ہو تو اس کی امداد اور مہمات کی مشکل کشائی کے لئے کسی ولی اللہ، غوث، قطب، شہید کی قبر پر دعوت پڑھ کر اس روحانی سے استمداد کیا جاتا ہے کیونکہ ایسے روحانی اپنی قبر میں نفسانی وجود سے آزاد ہو کر قلبی نورانی لطیف وجود اور روح کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں اور باطن میں ننگی تلوار ہوتے ہیں۔

دوم: یہ دعوت پڑھ کر روحانی سے باطنی فیض حاصل کیا جاتا ہے۔ جس سے طالب کے وجود میں قسم قسم کے ذکر جاری ہو جاتے ہیں اور صاحب دعوت کے وجود کا ایک ایک بال ذکر اللہ سے گویا ہو جاتا ہے اور زبان بن کر بولنے لگتا ہے جس کی آواز صاحب دعوت کو سنائی دیتی ہے۔ ایسے ذکر میں وہ حلاوت لذت اور روحانی عروج ہوتا ہے جو کسی دوسرے طریقہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ صاحب دعوت اہل استغراق باشعور کو روحانی یا تو نور توحید میں گم کر دیتا ہے۔ یا برق براق سے تیز حضوری مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر دیتا ہے۔

سوم: یہ دعوت پڑھ کر اہل اسلام کی آبادی زراعت اور باران رحمت کے لئے روحانی سے استمداد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی انفرادی مشکل کو دور کرنے یا کسی لاعلاج وبا یا بیماری کو رفع کرنے کے لئے جمہور مسلمین کو فائدہ پہنچانے کے لئے دعوت پڑھی جاتی ہے۔

چاہئے کہ سب سے پہلے روضۃ الرسول کی دعوت پڑھے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے صاحب دعوت کو کلید دعوت حاصل ہو جائے یاد رہے کہ ابتدائی دعوت بھی یہی ہے اور انتہائی دعوت بھی یہی ہے جب صاحب دعوت کو کلید

دعوت کسی اسم کی صورت میں عطا ہو جاتی ہے تو وہ دعوت پڑھنے میں کامل صاحب اجازت اور اہل تصرف ہو جاتا ہے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اس دعوت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ طالب کلید دعوت کو چاہئے کہ علاقہ چولستان کے ریگستان میں جائے اور پاک صاف ریت کے اوپر روضۃ الرسول کی چار دیواری بنا کر اس کے اندر قبر مبارک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش بنائے اور اس کے چاروں طرف اپنی شہادت کی انگلی سے درود پاک لکھے اور حسب ذیل نقشہ مکمل کرے۔



اوّل دوگانہ بہ نیت ثواب ارواح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ارواح اہل البیت، ارواح صحابہ و ارواح جملہ مسلمانان پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ۶ بار اور دوسری رکعت میں پانچ بار سورۃ یٰسین پڑھے۔ اگر سورۃ یٰسین زبانی یاد نہ ہو تو سورۃ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں پچیس بار قل ھو اللہ شریف پڑھے اور روضۃ الرسول کی طرف متوجہ ہو کر

۱- اسم اللہ ذات اور اسم محمد سرور کائنات کا تصور کرے اور درود شریف ہدیہ کرے۔

۲- پھر سورۃ مزمل سورۃ ملک یا سورۃ یٰسین کم از کم سات بار پڑھے۔

۳- پھر تین بار عرض کرے احضر و بحق ملک الارواح المقدس معظم امدنی یا رسول اللہ یا حیات النبی، للہ فریاد رس یا خاتم النبین یا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴- پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی طرف متوجہ ہو کر دم کے ساتھ کلمہ طیب لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللہُ مُـحَـمَّـدٌ'' رَّسُوْلُ اللہِ کا ذکر شروع کر دے حتیٰ کہ باشعور استغراقی کیفیت پیدا ہو جائے۔ بعض صاحب دعوت کو پہلے ہی روز بعض کو سات گیارہ اکیس یا اکتالیس روز کی دعوت پڑھنے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم مع اہل البیت صحابہ رضی اللہ عنہ اور غوث صمدانی حاضر ہو کر صاحب دعوت کی دستگیری فرماتے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھاتے اور کلید دعوت عطا فرما دیتے ہیں۔ ایسے صاحب دعوت کے لئے لازم ہے کہ ہمیشہ دوگانہ بنیت ثواب پڑھا کرے تا کہ اس کا عمل دعوت روز بروز ترقی پذیر رہے اور قیامت تک باز نہ رہے۔

۱- صاحب شریعت طالب دعوت کو خواب وصال میں۔

۲- صاحب طریقت طالب دعوت کو مراقبہ میں۔

۳- صاحب حقیقت طالب دعوت کو مکاشفہ میں۔

۴- صاحب معرفت طالب دعوت کو عین العیان حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مع ارواح اہل بیت وصحابہ رضی اللہ عنہ وغوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔

میرے ایک دوست مرزا طاہر بیگ جن کی ہال روڈ لاہور پر سپیکر سروس کی دوکان تھی۔ حضرت غلام جیلانی سلطان سجادہ نشین دربار باہو سلطان رحمۃ اللہ علیہ

کے مرید اور دعوت القبور کے شہسوار کامل فقیر تھے اور انہوں نے لاہور کے تقریباً ہر معروف غیر معروف مزار پر دعوت پڑھی تھی اور اکثر اس سلسلہ میں میرے ساتھ مجلس بھی کیا کرتے اور اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات اور تجربات بھی بیان کیا کرتے حضرت قبلہ نجیب سلطان مدظلہ تعالیٰ کی نگاہ اور دعا بھی مرزا صاحب کو حاصل تھی۔ وہ دعوت میں صاحب اجازت اور دعوت پڑھنے میں عامل کامل تھے۔ انہوں نے کپڑے کے اوپر روضۃ الرسول کا نقش بنوا رکھا تھا اسے سامنے رکھ کر الگ تھلگ جگہ پر انہوں نے دعوت کا عمل پورا کیا تھا۔

گذشتہ سال ماہ رمضان المبارک میں وہ دعوت پڑھنے کے لئے شاہ عنائیت قادری لاہور کے مزار پر گئے تو آپ کو صاحب مزار نے قبر پر سوار ہو کر دعوت پڑھنے سے منع کیا لیکن مرزا صاحب بضد رہے جس پر صاحب مزار نے اجازت دے دی اور پانچ رات مسلسل اپنی قبر پر دعوت شہسوار پڑھنے کا حکم دیا اور ان پانچ راتوں میں مرزا صاحب کو توحید و رسالت کی ہر مجلس کی تحقیق کروا دی اور آخری رات فرمایا: کہ اب تم اس دنیا میں رہنے کے قابل نہیں رہے۔ کل ظہر کی نماز کے بعد تمہارا وصال ہو جائے گا۔ مرزا صاحب واپس آ گئے دوسرے روز غسل کیا ظہر کی نماز پڑھی اور چارپائی پر لیٹ کر ذکر کلمہ طیب کرنے لگے۔ مرزا صاحب نے اپنی بیوی سے کہا کہ میرے سر کے نیچے سے تکیہ نکال لیں۔ چند لمحات بعد آپ کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں اور واصل بحق ہو گئے۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ."

دعوت القبور تین طریقوں سے پڑھی جاتی ہے۔

۱- قبر کے قریب بیٹھ کر دعوت پڑھنا۔

۲- قبر کے گرد گھوم کر دعوت پڑھنا۔

۳- قبر کے اوپر سوار ہو کر دعوت پڑھنا۔

۱- قبر کے قریب بیٹھ کر دعوت پڑھنا: یہ دعوت رات کے وقت کسی اولیاء شہید کی قبر کے قریب بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ صاحب دعوت صاحب قبر کو مخاطب کر کے السّلام علیکم یا اہل القبور کہہ کر سلام کرتا ہے۔ پھر دوگانہ بنیت ثواب قبلہ رخ ہو کر صاحب قبر کے لئے پڑھتا ہے۔ جس کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پچیس بار سورۃ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ اس سے فارغ ہو کر وہ قبر کی بائیں جانب صاحب قبر کی طرف منہ کر کے قعدہ کی صورت بیٹھ کر تین بار سورۃ مزمل شریف' سورۃ ملک یا سورۃ یٰسین پڑھتا ہے اور صاحب قبر کی طرف متوجہ ہو کر دم کے ساتھ ذکر کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ استغراقی کیفیت میں صاحب قبر سے رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ اگر صاحب قبر سے رابطہ نہ ہو سکے تو اس کو ملاقات کی دعوت دے کر اپنے گھر میں واپس آ کر ذکر کرتا ہوا لیٹ کر سو جائے۔ صاحب قبر سے ملاقات ہو جائے گی اگر ایک بار میں ملاقات نہ ہو تو دو تین راتیں مسلسل دعوت پڑھے۔ انشاء اللہ ملاقات ہو گی۔

۲- قبر کے گرد گھوم کر دعوت پڑھنا: سلام اور دوگانہ کے بعد قبر کے سرہانہ سے قبلہ رخ گھومتے ہوئے اذان اور تکبیر کہتے ہوئے قبر کے گرداگرد سات چکر لگائے (اس طرح روحانی اپنی قبر میں قید ہو جائے گا) اور حسب سابق قبر کے بائیں جانب پشت بقبلہ قبر کی طرف منہ کرے بیٹھ جائے اور تین بار سورۃ مزمل سورۃ ملک یا سورۃ یٰسین پڑھے اور تین بار اہل قبر کو مخاطب کرتے ہوئے کہے۔ احضروا للمسخرات یا اہل القبور عند اللہ بحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحرمت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز۔

اور کلمہ طیب کا ذکر دم کے ساتھ شروع کر دے اور استغراق کی کیفیت میں

مراقب ہو جائے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اہل قبر سے رابطہ ہو جائے گا۔ اس سے قول وقرار لے کر کہہ دے کہ میں نے تمہیں اپنی قید سے آزاد کیا۔ بعدازاں جس وقت بھی صاحب قبر کا ارادہ کر کے باتصور اسے پکارے گا تو روحانی اسی وقت حاضر ہو کر مہمات سر انجام دے دے گا۔ اگر روحانی حاضر نہ ہو تو اس کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر دعوت پڑھے۔ روحانی تکلیف میں مبتلا ہو کر حاضر ہو جائے گا۔

۳۔شہسوار دعوت القبور: اس قسم کی دعوت وہی شخص پڑھ سکتا ہے جو دعوت پڑھنے کے لائق اجازت میں کامل اور اس کا وجود مشق وجودیہ کی کثرت سے پختہ ہو چکا ہو۔ اس کے باطنی نوری لطائف زندہ ہو چکے ہوں اسے چاہئے حسب ترتیب سلام و دوگانہ کے بعد روحانی کو اس کی قبر میں قید کر لے اور تین بار سورۃ مزمل' سورۃ ملک یا سورۃ یٰسین پڑھ کر کلمہ طیب کا ذکر کرتے ہوئے قبر پر گھوڑے کی مانند سوار ہو جائے یا سوار ہو کر قرآن مجید کی کسی سورت کی تلاوت اور ذکر کرے۔ صاحب قبر صاحب دعوت کو پلک جھپکنے میں حضوری مجلس محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر دے گا۔

لیکن سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ ناقص اس قسم کی شہسوار دعوت پڑھنے کی جرات نہ کرے۔ آگ پر پاؤں رکھ دے مگر قبر پر ہرگز سواری نہ کرے۔ اگر اہل قبر جلالیت سے اس کی طرف متوجہ ہوا تو اہل دعوت رجعت میں گرفتار بیمار ہو کر مر جائے گا یا اس کے حواس مختل ہو کر وہ پاگل دیوانہ ہو جائے گا۔ اگر صاحب قبر صاحب دعوت کی بات نہ سنے تو صاحب دعوت کو چاہئے کہ اہل قبر پر سختی کرے اور اپنے ہاتھ میں ایک تنکا پکڑ کر اسے قبر پر مارے جو اسے کوڑے کی طرح لگے گا اور روحانی سر تسلیم خم کر دے گا صاحب دعوت کے احکام کی پابندی کرنے لگے گا۔

جس کسی کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے کلید دعوت کوئی اسم عطا ہو

چکا ہو اسے چاہئے کہ دعوت القبور کے عمل میں کلمہ طیب کے ساتھ اس اسم کا بھی ذکر کرے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے روضہ مبارک کی دعوت

اس کے لئے چاہئے کہ حسب سابق دوگانہ کا ثواب روح پرفتوح شیخ سید عبدالقادرؒ جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کو پہنچا کر دوزانو بیٹھ کر روضہ غوث الاعظم کی طرف متوجہ ہوکر "احضروایا مالک الارواح المقدس والحی الحق نور مطلق مشھود علی الحق شاہ شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئا للہ امدد فی سبیل اللہ بحرمت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر شو حاضر شو حاضر شو۔ بحق لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ" رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اسی طرح باھو سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مطہرہ منورہ کا تصور کر کے حسب دستور دعوت پڑھی جا سکتی ہے روضہ کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے۔ احضروایا متصرف الارواح المقدس والحی الحق نور مطلق مشھود علی الحق ھو باھو فنا فی ھو سر اسرار عین ذات یا ھو باھو رحمۃ اللہ علیہ مدد کن فی سبیل اللہ۔ بحرمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر شو' حاضر شو' حاضر شو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اپنی روحانیت سے حاضر ہو کر ہر مشکل مہم کو سرانجام کر دی

ہر چہ خواہی طالبا از من بخواہ خود وہم یا ے دہا تم از الہ

طرفۃ العین اسم اعظم کی مستجاب الدعوت: جو کوئی اپنے داہنے انگوٹھے کے ناخن کے اوپر اسم اعظم لکھ کر اس کا تصور کرتا ہے اور کلمہ طیبہ مع اسم اعظم کا ذکر کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اسی ذکر کی کیفیت میں اپنے داہنے کان کے نیچے رکھ کر قبلہ رخ ہو کر مطلب مقصود کی نیت کر کے مستغرق ہو جاتا ہے۔ یا خواب وصال میں غرق ہو جاتا ہے تو اس پر اس کے انجام کی کیفیت کھل جاتی ہے کیونکہ اسم اعظم کا تصور ہزار استخاروں سے

بڑھ کر ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس آگاہی کے ساتھ ساتھ اسم اعظم کی برکت سے وہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔ ذکر فکر سے بڑھ کر علم دعوت ہے۔ لیکن علم دعوت بھی بیان ہے اس سے آگے عین العیان کا مقام حاصل کرنا چاہئے اور اس سے آگے بڑھ کر غرق نور ہو جائے ذات باذات صفات باصفات۔ **وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ.**

فقیر نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں اکثر ہر قسم کی دعوت پڑھی ہے اور اس کے اثرات کی آزمائش بھی کی ہے۔

فقیر نے تصور اسم اللہ ذات سے وحدت کی دعوت۔

تصور اسم اللہ ذات سے طے کی دعوت۔

تصور اسم اللہ ذات سے نور کی دعوت۔

تصور اسم اللہ ذات سے حاضر دیدار کی دعوت۔

تصور اسم اللہ ذات سے حضوری حق کی دعوت پڑھ کر تجربہ کیا ہے کہ ان میں سے ہر دعوت مشکل کشاء ہے۔ اسم اللّٰہ، للّٰہ، لہ، ھو کا تصور کلید کل ہے۔ جس مطلب کے قفل میں اس چابی کو ڈالا جاتا ہے۔ وہ قفل کھل جاتا اور مشکل حل ہو جاتی ہے ایک بار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فقیر پیر بھائی نے اپنی مجبوری کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ وہ دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر آباد ہے۔ ہر سال دریا کا سیلابی پانی اس کی فصلوں کو تباہ کر دیتا اور اس کے مکانوں کو گرا دیتا ہے۔ فقیر نے کچی مٹی کا پاک ڈھیلا منگوایا۔ تصور اسم اللہ ذات سے اس پر توجہ کی اور وہ ڈھیلا اس فقیر کے حوالہ کر کے اسے کہا کہ وہ دریا کے کنارے پر جا کر مٹی کا وہ ڈھیلہ پوری طاقت سے دریا کے پانی میں پھینک دے اور حضرت خضر علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہے یا خضر علیہ السلامؑ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے دریا کا پانی دور

ہٹادیں۔ سردیوں کا موسم تھا۔ دریا میں پانی ویسے ہی کم تھا۔ اس فقیر نے دریا کے پانی میں وہ مٹی کا ڈھیلہ پھینک دیا اور خضر علیہ السلام کی خدمت میں عرض بھی کر دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دریا کا پانی تین میل تک دور ہٹ گیا۔ اب اس فقیر نے مکان بھی پختہ بنالئے ہیں اور اسے فصل بھی حاصل ہونے لگی ہے۔ یہ سب اسم اللہ ذات کے تصور یکتائی کی توجہ اور سلطان العارفین کی نگاہ کی برکت سے ہوا۔

دعوت دم: اس دعوت کے لئے بنیادی شرط یہ ہے کہ صاحب دعوت کا دم زندہ ہو۔ یعنی سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر حال میں دم اسم اللہ کے تصور سے نکلے۔ جو شخص دم کے ساتھ اسم اللہ کی توجہ میں رہتا ہے یا جسے مرشد توجہ سے زندہ دم عطا کر دیتا ہے اسے یہ توفیق حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ اپنا دم کسی نبی' غوث' قطب ولی یا شہید سے ملا کر اس کی زیارت سے مشرف ہو جائے اور اس سے ہم کلام ہو جائے۔ صاحب شریعت کو خواب وصال میں صاحب طریقت کو مراقبہ میں صاحب حقیقت کو مکاشفہ میں اور صاحب معرفت کو عین العیان یہ ملاقات اور ہم کلامی نصیب ہو جاتی ہے۔ فقیر اس طریقہ سے بیک وقت کئی کئی بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوا ہے اور عین العیانی مالا کلام ہم سخن ہوا ہے۔

اسی طرح زندہ دم اپنا دم جبرائیل علیہ السلام سے ملا کر صحائف انبیاء قرآن مجید کی تفسیر کا علم حاصل کر سکتا ہے۔ میکائیل علیہ السلام کے دم سے دم ملا کر اگر کسی جگہ یا مکان پر پھونک دے تو وہ جگہ قیامت تک کے لئے برباد ہو جائے گی۔ کبھی آباد نہ ہو گی اگر عزرائیل کے دم کے ساتھ دم ملا کر کسی دشمن اسلام کے دم کو پیوست کر لے گا تو اس شخص کی جان روح اس کا دم قبض کر لے گا جس سے اس کی موت واقع ہو جائے گی۔

فقیر نے ایک بار حضرت عزرائیل علیہ السلام کی زیارت کرنے کے لئے آپ

کے دم سے دم ملایا تو آپ تشریف لے آئے آپ کی شکل جنگلی کبوتر جیسے رنگ کی تھی۔ آپ کے پر پاؤں اور منہ بھی کبوتر جیسا تھا۔ البتہ لمبے لمبے بازو بھی خاکستری رنگ کے تھے لمبی لمبی لوہے کی انگلیاں بھی تھیں۔ فقیر نے ارادہ کیا کہ آپ کی صورت کا دوسرا رخ دیکھوں تو آپ اچانک پر ہیبت ڈراؤنی شکل میں ظاہر ہو گئے۔ لوہے کے بڑے بڑے دانت منہ سے آگ نکل رہی تھی لوہے کہ ہاتھ گردن دبوچنے کے لئے تیار آپ کی یہ صورت دیکھ کر فقیر خوف زدہ ہو گیا۔ آپ فوراً تشریف لے گئے لیکن تین دن تک آپ کی ہیبت کا خوف میرے دل اور جسم پر طاری ہو گیا۔ ہر قسم کی آیات پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتا تھا لیکن دل تھا کہ قابو سے نکلا جاتا تھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل اور درود پاک کی برکت سے افاقہ ہوا یا اللہ نزع کے وقت اپنی امان میں رکھنا۔

<u>تصور شیخ سے دعوت پڑھنا:</u> سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں علم نعم البدل کا متعدد بار ذکر کیا ہے تصور شیخ بھی نعم البدل کے علوم میں سے ایک علم ہے۔ جس میں جب کوئی فقیر تصور شیخ کثرت سے کرتا ہے یا شیخ اپنے طالب کو اپنا وجود نعم البدل کے طور پر عطا کر کے طالب کا مرتبہ اپنے مرتبہ کے برابر کرنا چاہتا ہے تو وہ طالب کو تصور شیخ سے علم دعوت پڑھنے کی تلقین کرتا ہے۔ جس میں طالب اپنے شیخ سے جسم با جسم، قلب با قلب، روح با روح، سر با سر، نور با نور یک وجود ہو کر نفسی زبانی یا قلبی زبان یا روحی زبان یا سری زبان یا زبان نور سے کسی اسم مثلاً حی وقیوم یا آیت مثلاً سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ یا کسی سورت مثلاً سورۃ اخلاص کی دعوت میں مستغرق ہو جاتا ہے تو اس اسم آیت یا سورۃ کے معانی کے مطابق خزائن اللہ پر متصرف ہو جاتا ہے۔ تصور سے سورۃ اخلاص پڑھنے والا جس منزل مقام پر چاہتا ہے پہنچ جاتا ہے۔ فقیر کو حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ کا تصور شیخ کرنے کی توفیق بارگاہ

کبریا سے حاصل ہے ایک بار آپ کا تصور کر کے جب قل ھو اللہ شریف کی دعوت حضرت عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ المعروف شہباز قلندر کی زیارت کی نیت سے پڑھی اور استغراق کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فقیر اپنے وجود سے باہر نکلا ہے اپنا بایاں قدم تو اپنی ناف پر رکھا اور داہنا قدم اٹھا کر قلندر پاک کے مزار پاک کے قریب رکھ دیا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہو گیا سبحان اللہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے کیسے کیسے اسرار فقیروں کے لئے کھول دیئے ہیں۔

سورۃ مزمل شریف کی دعوت: سورۃ مزمل شریف کی دعوت چار طریقوں سے پڑھی جاتی ہے۔

۱-عوام الناس سورۃ مزمل کی دعوت جاری کرنے اور برکت و یمن حاصل کرنے کیلئے روزانہ سات بار، اکیس بار یا اکتالیس بار پڑھتے ہیں اگر یہ دعوت صبح کی نماز کے بعد پڑھی جائے تو چاندی جیسے اثرات رکھتی ہے اگر مغرب کی نماز کے بعد پڑھی جائے تو سونے کے برابر ہے اور اگر تہجد کی نماز کے بعد پڑھی جائے تو ہیرے جواہرات موتیوں جیسا اثر رکھتی ہے۔ ایسے عامل دعوت کو بے شمار دینی و دنیاوی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہے۔

۲-عاملین کا طریقہ دعوت: عامل لوگ سورۃ مزمل شریف کو باموکل پڑھتے ہیں جس سے اس سورۃ مبارک کے موکلات عامل دعوت سے رابطہ قائم کر لیتے اور اس کے احکام کے مطابق دینی اور دنیاوی کاموں میں اس کی مدد کرنے لگتے ہیں۔ فقیر نے باموکل دعوت نہیں پڑھی۔ نسیم رفیق دربار باھو سلطان رحمۃ اللہ علیہ جھنگ نے سورۃ مزمل شریف کی باموکل دعوت کا ایک طریقہ مجھے بتایا تھا چونکہ اس میں جمالی جلالی، پرہیز اور ہمہ وقت باوضو رہنا پڑتا ہے۔ اس لئے فقیر نے نہ تو وہ طریقہ کسی کتاب میں لکھا ہے اور نہ ہی خود اس کا تجربہ کیا ہے۔

۳- دعوت سے روحانی کو اپنی قید میں لا کر اس سے قول وقرار لینا: ایسی دعوت پڑھنے کے لئے چند چیزوں کا اکٹھا کرنا ضروری ہے۔

اوّل: کامل مرشد کی اجازت۔

دوم: زندہ دم ہونا۔

سوم: اپنے وجود کو مشق وجودیہ سے پختہ کرنا۔

چہارم: تصور اسم اللہ اور کلمہ طیب کے ذکر سے استغراق حاصل کرنا۔

پنجم: روحانی کی قبر پر باترتیب دعوت پڑھنے کے طریقہ سے واقف ہونا۔

فقیر نے بھی اس قسم کی دعوت پڑھی ہے ایسی دعوت میں روحانی اہل دعوت قید و قبضہ میں آ جاتا ہے۔ عند اللہ اس سے قول وقرار کرتا ہے اور ہمیشہ صاحب دعوت کے پکارنے پر اس کی امداد کے لئے پہنچ جاتا ہے اور ایسا روحانی مؤکلات جنات ہر ایک پر غالب ہوتا ہے۔

۴- باتصور اسم اللہ ذات دعوت پڑھنا: ایسی دعوت کاملین کا طریقہ ہے جسے صرف سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں منکشف کیا ہے یہ دعوت سات قسم کے تصورات سے سات قسم کے مقاصد کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

۱- اسم اللہ کے تصور سے باترتیب دعوت مشکل کشاء ہے۔

۲- اسم للہ کے تصور سے دعوت پڑھنے والا مؤکلات' جنات غیبی لشکروں کو حاضر کر سکتا ہے۔

۳- اسم لہٗ کے تصور سے دعوت پڑھ کر روحانی کو حاضر کیا جا سکتا ہے۔

۴- اسم ھو کے تصور سے سورۃ مزمل شریف کی دعوت پڑھنے والا حضوری حق سے مشرف ہو جاتا ہے۔

۵- اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور سے دعوت پڑھنے والا درود شریف کے ذکر اور باشعور استغراق سے حضوری مجلس محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ملازم ہو جاتا ہے۔

۶- اسم فقر کے تصور سے دعوت پڑھنے والا امیر الکونین صاحب تصرف ہو جاتا ہے۔

۷- کلمہ طیب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُـحَـمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے تصور اور ذکر سے دعوت پڑھنے والا فنا' بقا' لقاء اللہ اور حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے۔

فقیر نے ان ساتوں طریقوں کی دعوت پڑھی ہے اسے آزمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے فوائد سے بہرہ ور ہوا ہے۔ اس قسم کی دعوت کے لئے کسی کامل کی اجازت تصور میں کامل ہونا دعوت دم پر متصرف ہونا اور باترتیب دعوت کے طریقہ سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔

ایک شخص نے جن کو قابو میں کر رکھا تھا جسے چاہتا اس پر جن کو مسلط کر دیتا اور اس شخص سے دس پندرہ ہزار روپے لے کر اس کی خود پیدا اردہ تکلیف کو رفع کر دیتا فقیر کو ایک روز خیال ہوا کہ دیکھوں اس شخص کے پاس کیا چیز ہے؟ فقیر نے اسم للہ کا تصور کر کے مؤکلات سورۃ مزمل شریف کو کہا کہ جو چیز فلاں شخص کی قید میں ہے اسے حاضر کریں۔ دو مؤکلات اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر لے آئے وہ چھوٹے سے قد میں نظر آ رہا تھا اور ڈر کی وجہ سے کانپ رہا تھا۔ فقیر نے اس سے پوچھا کیا تو جن ہے؟ اس سے گردن ہلا کر اپنے جن ہونے کا اقرار کیا۔ فقیر نے غصہ سے کہا اگر تم دوبارہ اس علاقہ میں آئے اور کسی کو تنگ کیا تو تمہاری جان مار دیں گے جس پر مؤکلات نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ زمین پر گرتے ہی غائب ہو گیا۔ فقیر نے دعوت القبور بھی بکثرت متعدد اولیاء اللہ کی قبور پر پڑھی ہے اور اس دعوت پڑھنے کے دو

مقاصد کو ہمیشہ مدنظر رکھا ہے۔

۱- روحانی کی توجہ سے اپنے وجود کے ایک ایک بال میں ایسا ذکر جاری کرنا جو بلا ارادہ ممکن نہیں۔

۲- دوم حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ منورہ کی زیارت کرنا۔ بعض اولیاء اللہ اپنی قبر میں اتنے مہربان ہوتے ہیں کہ آپ ان کی قبر کے قریب جا کر ان کے قدموں کو ہاتھ ہی لگاتے ہیں تو وہ آپ کے وجود میں توجہ باطنی سے ہزارہا قسم کے ذکر بھی جاری کر دیتے اور روضہ مطہرہ کی حاضری سے بھی مشرف کر دیتے ہیں۔

جلالی قسم کے فقیروں کی قبر پر دعوت پڑھنے سے بعض اوقات نقصان بھی پہنچ جاتا ایک جگہ ایک مزار دیکھ کر فقیر اس پر دعوت پڑھنے کے لئے مزار کے قریب عمارت کے اندر داخل ہو کر دعوت پڑھنے لگا۔ قبر کی شرقی جانب سے ایک بہت بڑا کوڑیالہ سانپ نکلا اور قبر کے اندر سے ہی قبر کے سرہانے سے گھومتا ہوا قبر کی غربی جانب جہاں فقیر کھڑا تھا آیا اور میری بائیں پنڈلی پر کاٹ لیا اور دوسرا وار اس نے میری کمر پر دل کے عین پیچھے کیا اور مجھے پریشان چھوڑ کر اپنی قبر میں واپس داخل ہو گیا۔ فقیر مزار کی عمارت سے باہر نکلا اور اس مزار کا واحد دروازہ جلالیت سے کھینچ کر بند کر دیا۔ اس کی کنڈی لگا دی اور کہا اب قیامت تک کے لئے تم اپنی قبر سے باہر نہ نکل سکو گے۔ فقیر نے کسی شخص سے سوال کیا کہ یہ بزرگ کیسا ہے؟ تو اس نے جواب دیا آپ وہ بڑی بڑی گھاس دیکھ رہے ہیں۔ اس میں ایک مٹھی بھر گھاس اگر کوئی شخص اپنی بھینس کو ڈال دے تو رات کو ہی سانپ اسے ڈس لیتا ہے اور وہ مر جاتی ہے اور ایسے کئی واقعات ہو چکے ہیں۔ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سلطان الاوراد میرے پاس موجود تھی میں نے وہ کتاب جس جگہ سانپ نے کاٹا تھا وہاں

رگڑی لیکن مجھے بخار ہو گیا اور میری طبیعت بگڑنے لگی۔ وہاں سے کار لے کر فقیر اپنے گھر پہنچ گیا موسم خوشگوار تھا اسے لئے چھت پر چارپائی ڈال کر لیٹ گیا۔ تین دن تین رات مدہوشی کی حالت طاری رہی کبھی ہوش میں آ جاتا کبھی بے ہوش ہو جاتا۔ وہ سانپ مجھے اپنی قبر میں بے قرار ایسے سر کو آگے پیچھے حرکت دیتا اور پیچ و تاب کھاتا نظر آتا۔ تیسری رات میں نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو امداد کے لئے پکارا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہی سانپ میری چارپائی کے نزدیک ادھ مواء سا پڑا ہے۔ فقیر نے اس کو سر کے قریب گردن سے پکڑ لیا تو اس نے نیم دلی سے اپنی دم میرے بازو کے گرد لپیٹنے کی کوشش کی لیکن فقیر نے بائیں ہاتھ سے اس کی دم کو ہٹا دیا اور اپنا دایاں بازو اونچا کر کے اسے زور زور سے چار پانچ جھٹکے دیئے۔ جس سے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے تمام مہرے ٹوٹ گئے اور مجھے اس کی آواز سنائی دی پھر میں اسے اپنے مکان کے صحن میں لے آیا اس کے منہ میں سامنے کے دو دانت توڑ ڈالے اور زہر کی پوٹلی کو کھرچ کر باہر نکال کر پھینک دیا اور ارادہ کیا کہ زمین پر اس کا منہ رگڑ کر اسے مار دوں کہ اچانک آواز آئی عالم برزخ میں دوبارہ موت نہیں اس کو چھوڑ دو۔ فقیر نے سانپ کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور وہ ایسے گرا جیسے بھیگی ہوئی رسی اور غائب ہو گیا۔ بعد ازاں لوگوں نے دیکھا کہ اس کی قبر کی سب شوں شاں بند ہو گئی۔ لوگوں نے وہ گھاس کاٹ لی اور جس شخص کا وہ پلاٹ تھا اس نے عمارت تعمیر کر لی۔ فقیر کی ٹانگ چھ ماہ تک ٹھیک نہ ہو سکی اور دل کا درد بھی شروع ہو گیا۔ بالآخر سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اپنے جسم کو محل پاک سے لپٹ کر دعا کی تو اس مصیبت سے جان چھوٹی۔

یاد رہے کہ مذکورہ بالا واقعات صرف سکون قلبی اور جمعیت کا ذریعہ ہیں۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا

ہے تا کہ مجھے سکون قلبی حاصل ہو جائے راہ سلوک میں جو کچھ بھی پیش آتا ہے وہ چراغ راہ ہے منزل نہیں طالب حق کو چاہئے کہ فقر فخر محمدی حاصل کرے اور ماسویٰ اللہ سے فارغ ہو کر مع اللہ اس طرح پیوست ہو جائے کہ اسے عرش تا تحت الثریٰ' ملائکہ' مؤکلات روحانی اور جنات میں سے کچھ بھی یاد نہ رہے اور نہ ہی اس کا التفات رہے۔

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

حضوریٔ حق

حضوریٔ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

حضوری بنیادی طور پر دو طرح کی ہے۔

(۱) حضوری حق

(۲) حضوری مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضوری حق کا مقام زندہ قلب کو حاصل ہوتا ہے اور زندہ قلب کے تین درجات ہیں۔

قلب سلیم قولہ تعالیٰ: مَنْ اَتَی اللہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ (الشعراء:۱۹-۸۹) وہی شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منظور و مقبول ہے جو قلب سلیم لے کر حاضر ہوتا ہے۔

قلب سلیم کیا ہے؟

روز ازل جب اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کا اقرار جملہ ارواح سے لیا گیا روحوں کے قالو بلی کہنے پر اسم رب کے نور کی تجلی ان ارواح پر ہوئی۔ نورانی روح پر نورانی روح کی تجلی سے ایک تیسرا نور پیدا ہوا جسے قلبی نور کہتے ہیں۔ جس کی اصل نور ربی سے ہے۔ اسی لئے فرمایا' میں زمین و آسمان کی وسعتوں میں کسی جگہ نہیں سماتا سوائے قلب عبد مومن کے۔ قلبی نور خاکی جسم کے اندر مستور ہے۔ ذکر کلمہ طیب الا اللہ کی معرفت سے یہ نور باطن میں ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) یا تو یہ نور شمع کی مانند روشن ہوتا ہے جس سے صرف فقیر کے باطن میں روشنی ہوتی ہے۔

(۲) یا یہ نور آفتاب کی مانند چمکتا ہے جو قاف تا قاف ہر چیز کو روشن کر دیتا ہے۔

(۳) یا یہ نور آگ کی مانند فروزاں ہوتا ہے۔ جو قلب صنوبری کے اندر ہر قسم کے غل و غش وہم و خطرات خناس و خرطوم کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔

زندہ قلب کے متعلق غلط فہمی

بعض لوگ وجود کے اندر قلب صنوبری کو حرکت دیتے اور اسے ذکر قلبی کہتے ہیں یہ عبث فعل ہے جس سے کچھ ہاتھ نہیں آتا چونکہ یہ قلب خناس خرطوم وہم وسواس کا گھر ہے اس لئے اس کو حرکت دینے سے خواہ وہ حرکت ذکر اللہ سے ہی دی جائے۔ وہم و وسواس بڑھ جاتے ہیں گویا کہ یہ حرکت ان کیلئے پنگھوڑے کا کام دیتی ہے۔

قلب سلیم: جب قلب نورانی ظاہر ہو جاتا ہے تو روح اس کو بطور لباس اختیار کر لیتی ہے جس سے فقیر کو قلب و روح کی دائمی حیات حاصل ہو جاتی ہے قبر میں بھی قلب روح کی زندگی ہے۔ فقیر کو ایک ایسا نورانی روحانی وجود حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ خواب کا وجود ہوتا ہے۔ یہ وجود فقیر کے تابع ہوتا ہے یہ وجود دائمی ذاکر ہوتا ہے ایسے ہی وجود والا سلامتی کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی وجود سے رب تعالیٰ کے نور کی پہچان ہوتی ہے۔

جیہڑا دل دا محرم ہویا سوئیو رب پچھانے ہو

قلب منیب: یہ ہے وہ چیز (یعنی جنت جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہر ایسے شخص کیلئے ہے جو (اللہ تعالیٰ) کی طرف پابندی کے ساتھ رجوع کرنے والا ہو۔ جو شخص (اللہ) رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہو وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ اور جو رجوع (الی

اللہ) والا دل لے کر آئے گا۔ (ق:۲۶-۳۳)

اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کو بنایا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں لگائیں جو ذریعہ ہے بتائی اور دانائی کا جو (اللہ تعالیٰ) کی طرف رجوع کرنے والے بندے کیلئے (توحید کی نشانیاں ہیں) تو کیا انہوں نے زمین اور آسمان کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے اور پیچھے بھی موجود ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں۔ اس میں (قدرت الٰہیہ) کی پوری دلیل موجود ہے اس (عبد منیب) خدا کی طرف رجوع کرنے والے بندے کیلئے۔ (پ۲۲ سبا۷)

(ابراہیم علیہ السلام نے جب فرشتوں سے قوم لوط پر عذاب کی خبر سنی) تو ہم سے لوط کی قوم کے بارے میں جدال شروع کیا واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع اور رقیق القلب تھے۔ (پ۱۲ ھود۷)

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتے ہیں اور پھر جب اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو بس اس میں سے بعض لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

(پ۲۱ الروم۷)

وہ دلوں کے اندر خفیہ باتوں کو بھی جانتا ہے آدمی کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتا ہے۔ پھر جب وہ ان کو اپنے پاس سے نعمت عطا کر دیتا ہے تو جس کیلئے پہلے سے اس کو پکار رہا تھا اس کو بھول جاتا ہے اور اس کیلئے شریک ٹھہرانے لگتا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

(پ۲۳ الزمر۱۵)

توحید کے پانچ طریقے اور درجات ہیں

اول: رجوع الی اللہ

دوم: دیدار اللہ

سوم: فنا فی اللہ

چہارم: بقا باللہ

پنجم: مع اللہ باخدا

قلب شہید

اور ہم اس سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو قوت میں ان سے (کہیں) زیادہ تھے اور تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے۔ (لیکن جب ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا) تو ان کو کہیں بھاگنے کی جگہ نہ ملی۔ اس میں اس شخص کیلئے بڑی عزت ہے جس کے دل کو (فہم) عطا کیا گیا ہو اور وہ شہید یعنی مشاہدہ کرنے والا (دل رکھتا) ہو۔ (القرآن)

شہید: گواہ، مشاہد، نگران، احوال کہنے والے اقرار کرنے والے کو کہتے ہیں امام راغب کے نزدیک شہید شاہد کو بھی کہا جاتا ہے اور کسی چیز کے مشاہدہ کرنے والے کو بھی شہید کہتے ہیں حق تعالیٰ کے اسماء میں شہید وہ ذات ہے جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔

اسم شہید شہادۃ سے ماخوذ ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہوا اپنی جان قربان کر دیتا ہے اسے دل کی آنکھوں سے دیدار انوار کا جلوہ نصیب ہو جاتا ہے اور اسے جنت کی خوشخبری دے دی جاتی ہے روایت ہے کہ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو فرعون کی بیوی تھی جب موسیٰ علیہ السلام اور رب موسیٰ پر ایمان لے آئی تو

فرعون نے سزا کے طور پر ان کے ہاتھوں پاؤں اور پیٹ میں لوہے کے کھونٹے ٹھونک دیئے گئے جب آپ کا آخری وقت قریب ہوا تو آپ کے چہرہ پر نور اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور آپ نے کہا سب پردے اٹھا دیئے گئے ہیں میرا رب میرے روبرو ہے۔ پھر تکلیف کیسی؟ اسم قسم کا دیدار قلب شہید کو حاصل ہوتا ہے۔

فقیر بھی جب اپنے نفس کے ساتھ جہاد اکبر میں مصروف ہو کر اسے قتل کر دیتا ہے تو تصفیہ قلبی سے اس کو قلب شہید مل جاتا ہے جس میں وہ دائمی طور پر تجلیات انوار ذات سے مشرف رہتا ہے اور ملکوت الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے۔

مجلس

ان لوگوں کی مجلس اختیار کیجئے جو صبح شام ہمارا ذکر کرتے ہیں اور دنیا کی زیب و زینت دیکھ کر تمہاری نگاہ ان سے ہٹنے نہ پائے اور ان لوگوں کی پیروی نہ کیجئے جن کے قلوب کو ہم نے اپنے ذکر سے غفلت میں ڈال رکھا ہے اور ان کا حال حد سے گزر گیا ہے۔ (القرآن)

سلطان العارفین نے فرمایا مجلس معراج ہے۔ لقاء اللہ اپنے وقت پر موقوف ہے خواہ معروف کرخی جیسا مرید ہی کیوں نہ ہو کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے سات قسم کے لوگوں کی مجلس اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے سات چیزیں پیدا کر دیتا ہے جس نے امراء کی مجلس اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کبر اور دل کی سختی پیدا کر دی جس کسی نے دولتمندوں کی صحبت اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس کے وجود میں حرص بڑھا دی جو شخص لونڈوں سے ہم مجلس ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے لہو و لعب اور مزاح پیدا کر

دیا اور جس کسی نے عورتوں کی ہم جلیسی اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جہالت اور شہوت پیدا کر دی جس نے فقراء کی ہم نشینی اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے روشنی پیدا کر دی اور جس کسی نے صالحین کی مجلس اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس کی رغبت اور اطاعت میں اضافہ کر دیا اور علماء کے ساتھ بیٹھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے علم اور ورع میں اضافہ کر دیا۔

دنیا داروں سے ہم مجلس ہونے والوں کیلئے فرمایا:

آنکھ کی سختی دل کی سختی کی وجہ سے ہے اور دل کی سختی حرام کھانے کا نتیجہ ہے۔ حرام کھانا گناہوں کی زیادتی کا باعث ہے گناہوں کی زیادتی موت کو بھول جانے کی وجہ سے ہوتی ہے اور موت کا بھلا دینا اور دنیا داروں سے محبت کے باعث ہے اور دنیا کی محبت کل خطاؤں کی جڑ ہے اور ترک دنیا کل عبادات کی بنیاد ہے۔

دیدار الٰہی

بعض علماء کا خیال ہے کہ دنیا میں دیدار الٰہی ممکن نہیں جس کا استدلال قرآن مجید کی دو آیات سے کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ تمہاری آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں بلکہ وہ تمہاری آنکھوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے وہ لطیف وخبیر ذات ہے۔

قولہ تعالیٰ: موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ رَبِّ اَرِنِي اے میرے رب مجھے اپنا دیدار عطا کر جواب ملا لَنْ تَرَانِي تو نہیں دیکھ سکتا۔

پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ ظاہری آنکھوں سے دیدار الٰہی کی نفی فرمائی ہے کیونکہ یہ آنکھیں اس کی ذات کے انوار کا ادراک کرنے کے قابل نہیں۔ ظاہری آنکھیں تو بجلی کی بہتی ہوئی رو اور ہوا کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نور کا

مشاہدہ کیسے کرسکتی ہیں۔

قدیم کو قدیم آنکھیں ہی دیکھ سکتی ہیں اور وہ دل کی آنکھیں ہیں۔

قولہ تعالیٰ: وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ وہ تمہارے نفسوں کے اندر موجود ہے تم اس کو دیکھتے کیوں نہیں؟

قولہ تعالیٰ: مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی جو اس دنیا میں اندھا ہے (دیدار الٰہی سے مشرف نہیں) وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا (دیدار سے بہرہ ور نہ ہو سکے گا)

اور یہ حقیقت تو سب پر عیاں ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب کھلی آنکھوں دیدار کیا نہ آپ کی آنکھ بہکی نہ بھٹکی قولہ تعالیٰ۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ○

جہاں تک موسیٰ علیہ السلام کو دیدار سے انکار کا تعلق ہے وہ استعداد کا انکار ہے دیدار کا انکار نہیں اور یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ مقدس وادی طویٰ میں موسیٰ علیہ السلام نے ایک درخت کے پتے پتے میں انوار الٰہی کا دیدار کھلی آنکھوں سے کیا تھا یہ کثافت میں لطافت کا جلوہ تھا اور آواز آ رہی تھی اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (القصص: ۲۰-۳۰) بے شک میں اللہ رب العالمین ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کھلی آنکھوں بغیر کسی واسطہ کے دیدار کرنا چاہتے تھے۔ بار بار کے تقاضا کے جواب میں ''لَنْ تَرَانِیْ'' تو نہیں دیکھ سکتا کا جواب آ رہا تھا جب موسیٰ علیہ السلام نے سوال یہ سوال کیا تو حکم ہوا کہ کوہ طور کی طرف نگاہ رکھیں جب موسیٰ علیہ السلام دو نفل ادا کر کے قعدہ کی صورت کوہ طور کی طرف متوجہ ہوئے ''فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ'' پس تیرے رب کے نور کی تجلی پہاڑ پر ہوئی۔ پہاڑ تو ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا اور موسیٰ علیہ السلام تین دن رات بے ہوش پڑے رہے۔

دیدار الٰہی تجلیات کی صورت میں ہوتا ہے اور تجلیات کی بنیادی طور پر چودہ اقسام ہیں۔

اوّل: تجلی اسم اللہ کی جس سے توحید حاصل ہوتی ہے۔

دوم: تجلی اسم ھو کی جس سے ہویت ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

سوم: تجلی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جس سے اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو جاتے ہیں۔

چہارم: تجلی اسم فقر کی جس سے کونین کے تصرفات حاصل ہوتے ہیں۔

پنجم: تجلی قلب کی جس سے نورِ قلبی حاصل ہو جاتا ہے۔

ششم: تجلی ذکر روح کی جس سے دیدار پر انوار ہوتا ہے۔

ہفتم: تجلی ذکر کی جس سے شعلہ نور دماغ میں پیدا ہوتا ہے اور ظاہری آنکھوں میں نظر آنے لگتا ہے۔

ہشتم: تجلی نفس جس سے غل وغش کفر پیدا ہوتا ہے۔

نہم: تجلی شیطانی جو عبادات سے روک دیتی ہے۔

دہم: تجلی شمس جس سے رجوعات خلق شروع ہو جاتے ہیں۔

یازدہم: تجلی قمر جس سے وجود میں قمر کا فور پیدا ہوتا ہے۔

دوازدہم: تجلی جس سے دیوانگی اور جنونیت پیدا ہوتی ہے۔

سیزدہم: تجلی ملائکہ وموکلاں جس سے بے قراری وتنہائی پیدا ہوتی ہے۔

چہاردہم: تجلی تصور شیخ ومرشد کامل جس سے جمعیت جمال، شوق واشتیاق، مستی حال اور قرب وصال لازوال پیدا ہوتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب کوہ طور پر اسم رب کے نور کی تجلی ہوئی تو اس تجلی کو دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں یہ کیفیت پیدا ہوگئی کہ جس طرح بھی نگاہ اٹھا کر

دیکھتے وہ چیز جل کر خاکستر ہو جاتی۔ یہاں تک کہ آپ نے لوہے، چاندی اور سونے کے ٹکڑوں کے نقاب بنائے سب کے سب آپ کی آنکھوں کی حرارت سے پگھل کر بہہ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کیفیت کو بیان کر کے امداد کی درخواست کی تو حکم ہوا کہ کسی فنافی اللہ بقاباللہ فقیر کی گودڑی کا نقاب بنا کر آنکھوں پر رکھیں جب ایسا کیا گیا تو وہ نقاب صحیح سالم رہا اس کو کوئی گزند نہ پہنچی۔ عرض کی بارگاہ الٰہ ایسا کیوں ہے؟ جواب ملا یہ لباس میرے ذاکروں کا ہے جسکا ایک ایک ریشہ نور اللہ سے بھرپور ہے اور یہ وہ فقیر ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے سوا کبھی بھی دوسری طلب نہیں کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جو تجلی آپ کے سامنے کی گئی وہ سوئی کے سوراخ میں ستر ہزار پردوں میں لپٹی ہوئی تھی جس کی برداشت کی طاقت آپ میں نہ ہوئی اور آپ بے ہوش ہو گئے پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے فقرا ہوں گے کہ ستر ہزار تجلیات اپنی نظر کرم سے ان کے قلوب پر کروں گا وہ ہرگز اپنے حال سے بے حال نہ ہوں گے بلکہ عرض کریں گے خداوند رحمت کی یہ تجلی مجھ پر اور بڑھا دے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ہفت سلطان الفقراء پر اسم ھو کی ستر ہزار تجلیات ایک لمحہ میں ہوتی ہیں جو موسیٰ علیہ السلام پر ہونے والی اسم رب کے نور کی تجلی سے ستر ہزار گنا زیادہ قوی ہیں۔ پھر بھی ہم نہ نعرہ مارتے ہیں نہ شور کرتے ہیں بلکہ **ھل من مزید** اور لائیے کا پکارتے ہیں۔

پس یاد رہے دیدار تجلیات کی صورت ہوتا ہے یہ تجلیات قلب یا سر دماغ میں ہوتی ہیں۔ جب کوئی شخص اسم اللہ یا کسی اسم کا تصور کرتا ہے تو اس میں سے شعلہ نور ہویدا ہو کر اس کے حواس ظاہری کو ... کر لیتا ہے اور فقیر دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔

راہ سلوک میں تجلیات کا یہ مقام بہت سخت ہے۔ پانی اور ریت کے بھنور کی

مانند تجلیات نور کا بھنور ہے جس میں پھنسنے والا کبھی باہر نہیں نکلتا تجلی کے مقام پر جذب ہونے والے مجذوب ہو جاتے ہیں۔ کامل مرشد وہی ہے جو اپنے طالب کو تجلیات کے مقام سے نکال کر سرالٰہی عطا کر دیتا ہے **وما توفیقی الا باللہ**

قولہ تعالیٰ قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ تحقیق آپ کی طرف اللہ کا نور (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور کتاب مبین (قرآن مجید) نازل کیا گیا۔ حیف ہے ان لوگوں کی عقل پر جو قرآن مجید کو تو نور کہتے ہیں لیکن صاحب قرآن کو نور نہیں مانتے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے قرآن ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اول ماخلق اللہ نوری اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔

ہمارا ایمان ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہیں اور اپنے روضہ انوار میں اسی طرح تصرف فرماتے ہیں جس طرح اپنی دنیاوی زندگی میں فرماتے تھے۔ قرآن مجید اور نص و حدیث سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ شہدا اپنی قبور میں زندہ ہیں خدا تعالیٰ نے انہیں مردہ کہنے سے مسلمانوں کو منع کر دیا ہے۔ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء کرام تو بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں اولیاء عظام کے متعلق حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من الدار الی الدار**۔ بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں "بعث بعد الموت" پر ایمان سے مراد ہی عالم برزخ کی حیات کا اقرار ہے ایک مومن اور کافر قبر میں دونوں زندہ ہوتے ہیں نیک لوگوں کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے اور گناہ گار لوگوں کی قبر دوزخ کا گڑھا بن جاتی ہے۔ کلمہ گو کا نفس موت کا ذائقہ چکھ لیتا ہے تو روح نفسانی عنصری وجود کو چھوڑ کر لطیف نورانی قلبی وجود بطور قالب اختیار کر لیتی ہے اور ایک ایسا وجود بن جاتا ہے جیسا وجود ہم

اکثر خواب میں دیکھتے ہیں۔ قبر کی زندگی قلب اور روح کی زندگی ہے چونکہ کافروں اور گناہگاروں کو یہ وجود نصیب نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کی روح نفسانی وجود میں مقید ہو کر رہ جاتی ہے اور وہ مبتلائے عذاب رہتے ہیں قولہ تعالیٰ وَ کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ کُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡیَاکُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ ثُمَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ○ تم اللہ کی (ذات اور صفات) کا کیسا انکار کرو گے تم تھے مردہ تمہیں زندگی عطا کی پھر وہ تمہیں موت دے دیتا ہے۔ پھر تمہیں (عالم برزخ) میں زندگی عطا کر دیتا ہے پھر (بروز حشر) تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر حاضر ہو کر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ کہنا اور التحیات میں اَیُّھَا النَّبِیُّ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کہنا حضور کی حیات کا واضح ثبوت ہے۔ سلطان العارفین فرماتے ہیں جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات النبی نہیں مانتا وہ سست دین کذاب اور منافق ہے تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے شاہد ہیں نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ شام کے بادشاہ کا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر مدینہ میں آ کر دو یہودیوں کو قتل کرنا جو بظاہر مسلمانوں کی شکل وصورت اختیار کر کے در پردہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی طرف سرنگ لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو نکال لینا چاہتے تھے۔ اب روضہ کے گرد اور سبز جالی کے ساتھ نور الدین زنگی نے مختلف دھاتوں کو پگھلا کر ایک کنواں نما دیوار بنا دی ہے۔ قصیدہ بردہ شریف کے مصنف علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ کے قصیدے سے خوش ہو کر ان کو خواب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر عطا فرمائی اس طرح ان کا فالج دور ہو گیا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لمعات میں فرماتے ہیں کہ جب میں نے روضۃ الرسول پر حاضری دی اور جتنی بار حاضری دی ہر بار رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف ایک نئے نور

سے متوجہ ہوئے۔

اگر کلمہ گو اور کافر دونوں کا حال قبر میں ایک سا ہی ہو۔ تو پھر کلمہ طیب پڑھنے کا فائدہ ہی کیا ہوا۔

وجود مبارک صورت مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین طریقوں سے تحقیق ہے۔

اول: ظاہری صورت جو بشریت میں ظہور پذیر ہوئی القرآن اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

دوم: جثہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سر نور ہے کہ مثل آفتاب ہر جگہ اس کا ظہور ہے قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ (القرآن)

سوم: صورت و سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جس کا تصور قرآن مجید نے دیا ہے۔ قولہ تعالیٰ: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ○

وجود مبارک وصورت مبارک صلی اللہ علیہ وسلم

ظاہری صورت اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بحکم خدا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ۶۲۴ء میں (۱۰ نبوت) ہجرت فرمائی یکم ربیع الاوّل ہجری کو اونٹنی پر سوار بحیرہ عرب کے ساحل کے ساتھ ساتھ ایک لمبی راہ اختیار کی کیونکہ مکہ کے روساء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع دینے والے کے لئے ایک سو سرخ اونٹ انعام دینے کا اعلان کر رکھا تھا مکہ اور اس کے قرب و جوار کا ہر چھوٹا بڑا آپ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اثنائے سفر میں آپ کا گزر ایک بدوی عورت ام معبد رضی اللہ عنہ کے گھر پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کھانے پینے کی کوئی چیز طلب کی۔ ایک بکری کو دیکھ کر اس کا دودھ دوہنے کی

خواہش کا اظہار کیا۔ ام معبد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ بکری بیمار ہے اور دودھ نہیں دیتی حضور پاک رحمت عالم نے اس عورت سے اجازت لے کر جب بسم اللہ کہتے ہوئے بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ حضور پاک نے دودھ نکالا خود بھی سیر ہو کر پیا اور صدیق اکبر کو بھی پلایا اور اس عورت سے کہا کہ اس کے پاس جتنے خالی برتن ہیں وہ لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ دوہ کر وہ سب برتن بھر دیئے اور وہاں سے اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ سب لوگ بجا طور پر ام معبد رضی اللہ عنہ کی خوش قسمتی پر رشک کرتے ہیں القصہ جب ام معبد رضی اللہ عنہ کے خاوند گھر واپس آئے اور تمام برتن دودھ سے بھرے ہوئے دیکھے تو ام معبد رضی اللہ عنہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے اور بکری کا دودھ دوہنے کی کیفیت بیان کی اور اپنے خاوند کے استفسار پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حلیہ مبارک بیان کیا وہ تاریخ کے اوراق میں ثبت ہے اور ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا۔

ام معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں آپ پاکیزہ اور کشادہ چہرہ والے ہیں۔ پسندیدہ خو' نہ پیٹ بڑھا ہوا نہ سر کے بال گرے ہوئے زیبا صورت' صاحب جمال' آنکھیں سیاہ و فراخ بال لمبے اور گھنے آواز میں بھاری پن (رعب و دبدبہ لیے ہوئے) بلند گردن روشن آنکھیں' سرگیں چشم باریک و پیوستہ ابرو سیاہ و گھنگریالے بال خاموش و پروقار گویا دلبستگی لیے ہوئے دور سے دیکھنے میں خوبصورت دل کو کھینچنے والے قریب سے دیکھنے پر نہایت شیریں و کمال حسین عمدہ شیریں کلام۔ الفاظ واضح کلام کی بیشی سے مبرا۔ گفتگو گویا موتیوں کی لڑی ہے۔ میانہ قد نہ اتنے کوتاہ کہ حقیر نظر آئیں نہ اتنے طویل کہ آنکھ کو نفرت ہو۔ زیبندہ نہال کی تازہ شاخ زیبندہ منظر۔ والا قدر اس کے رفیق اس کے گرد و پیش رہتے ہیں جب وہ کچھ کہتا ہے تو وہ چپ چاپ سنتے ہیں جب وہ کوئی حکم دیتا ہے تو تعمیل کیلئے جھپٹتے ہیں۔ مخدوم مطاع نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے مفتاح العارفین میں شمائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیمO

بیضا اللون: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گندمی رنگ رکھتے تھے۔

واسعة الجبه: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کشادہ تھی۔

افلج الانسان: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کشادہ تھے۔

اقنی الانف: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلند تھی۔

اسود العین: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک سیاہ تھیں۔

محمة اللحیه: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔

طویل الیدین: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک لمبے تھے۔

رفیق الانامل: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں مبارک پتلی تھیں۔

تام القد: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا۔

ولیس فی بدیه شعر الاکالخط من سدره الی سرة حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک پر بال نہ تھے صرف ایک خط سینہ سے ناف تک کھینچا ہوا تھا۔

دوم جثہ سر نوری محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے جس کا ہر جگہ مثل آفتاب ظہور ہے۔ کاملوں کے لئے آفتاب کی طرح روشن ہے جو ان سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔

جز حضوری ہر طریقہ راہزن

باطنی حضوری مجلس نو مقامات پر قائم ہوتی ہے۔

(۱) مقام ازل (۲) مقام ابد (۳) مدینہ مبارک روضہ مطہرہ پر (۴) خانہ کعبہ یا مقام جبل عرفات میں (۵) عرش کے اوپر (۶) مقام قاب قوسین پر (۷) بہشت میں (۸) حوض کوثر پر (۹) دیدار الٰہی کے انوار میں مجلس کی چند اقسام ہیں۔

(۱) مجلس عام (۲) مجلس خاص (۳) مجلس خاص الخاص (۴) مجلس اہل البیت جس میں ہر کسی کو داخلہ کی اجازت نہیں۔ حضوری مجلس ایک کسوٹی ہے جس سے حضوری طالب کے وجود میں ترک توکل، توحید، تجرید وتفرید، توفیق بحق رفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ جو لوگ بہشت میں کچھ کھا پی لیتے ہیں انہیں تمام عمر بھوک پیاس نہیں لگتی۔ حوض کوثر کا پانی پی کر وجود پاک ہو جاتا ہے چنانچہ محمدی ذوق معرفت وصال اور جمعیت نصیب ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص کشف وکرامات سے ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ حضوری مجلس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب کے وجود میں صدق وصفاء پیدا ہو جاتا ہے کبر اور نفاق اس کے وجود سے نکل جاتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے اس کے وجود میں عدل اور محاسبہ نفسی پیدا ہو جاتا ہے جس سے حرص وہوا نفسانی اور ہر قسم کے خطرات اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ سے اس کے وجود میں ادب حیاء اور سخا پیدا ہو جاتی ہے۔ بے ادبی بے حیائی اور بخل اس کے وجود سے نکل جاتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہ سے اس کے وجود میں علم، ہدایت، فقر اور تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے جہالت دنیاوی محبت اس کے وجود سے اٹھ جاتی ہے حضوری مجلس میں دنیا کا سوال کرنے والا اپنے مرتبہ سے گر جاتا ہے اور اسے مجلس سے باہر نکال دیا جاتا ہے واضح رہے کہ عالم علماء کو ہر رات یا جمعرات یا ماہ بماہ یا سال بسال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پر انوار ہوتا ہے۔

شرح دیدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

بعض عارف فقیر جو نظر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منظور ہوتے ہیں وہ روحانیت کے لطیف جثہ سے حضوری ہوتے ہیں لیکن روحانی جثہ والے صورت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے۔ یہ معشوقی و محبوبی مراتب ہیں جو مشق وجودیہ مرقوم اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔ دوسرے فقیر وہ ہوتے ہیں جو تصور سے جثہ جسد قالب طے کر لیتے ہیں وہ ہمیشہ صورت مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں اور آنکھ جھپکنے کے لئے بھی اپنی نظر دیدار سے جدا نہیں کرتے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھتے ہیں یہ جان فدا عاشقوں کے مراتب ہیں۔ عاشق فقیر بنظر نگاہ عین عیان ہوتا ہے۔ جو دنیا کی بادشاہی سے بہتر ہے ان کا دل غنی اور ان کی نگاہ ہمیشہ دیدار پر ہوتی ہے۔

تیسرے یہ کہ (فقیر) حاضرات اسم اللہ ذات سے پیوستہ ہو کر اپنے وجود میں غوطہ لگاتے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر جواب باصواب حاصل کرتے ہیں اور ایک ساعت ایک لحظہ کے لئے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوتے۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں جو محبوب القلوب جس کا نفس فناء جو زندہ قلب بقائے روح والا ہوتا ہے۔

پس فقیر اولیاء عارف باللہ حضوری کی تین اقسام ہیں۔

اوّل: وہ فقیر جسے خدا اور اس کا رسول جانتے ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو نہیں جانتا۔

دوم: وہ فقیر جو قرب حضوری میں اپنے آپ کو جانتے ہیں مگر مخلوق ان کو نہیں جانتی وہ سر اسرار الٰہی میں پوشیدہ رہتے ہیں۔

سیوم: وہ فقیر جو خود کو بھی جانتے ہیں اور خلق خدا بھی ان کو جانتی ہے اور وہ مشہور

ہوتے ہیں ان کا خطاب فقیر اولیاء اللہ ہوتا ہے فقر کے یہ تینوں مراتب اختیاری ہیں جو غرق مع اللہ ذات میں ہوشیار رہنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کے طریقے

قادری طریق کا پہلا سبق یہ ہے کہ......

(۱) تصور اسم اللہ

(۲) ضرب الا اللہ

(۳) توجہ باطنی سے (گم ہوکر)

(۴) حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوتا ہے۔

حضوری کا پہلا طریقہ: کامل مرشد مکمل جامع نور الہدیٰ حضوری مرشد کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مرید کو ہاتھ سے پکڑ کر حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر دیتا ہے۔ غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کو پیر دستگیر اس لئے کہتے ہیں کہ آپ ہر روز تین ہزار طالبوں کو الا اللہ کی معرفت میں مستغرق فرماتے اور دو ہزار طالبوں کی دستگیری کر کے حضوری مجلس میں داخل کر دیتے اس لئے لازم ہے کہ کسی کامل قادری سروری مرشد کی تلاش کی جائے۔

حضوری کا دوسرا طریقہ: مجلس خاص الخاص حضرت محمد سرور کائنات کا نشان و مکان یوں ہے کہ جو کوئی

(۱) مراقبہ

(۲) ذکر اللہ (اشتغال اللہ) یا

(۳) تصور اسم اللہ

کے فکر سے استغراق کر کے خود سے بے خود اور غرق ہو جائے تا کہ وہ شغل اللہ اسے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی مجلس سے مشرف کر دے چاہیے کہ اس مجلس

میں لاحول کلمہ طیب یا درود پاک کا ورد کرے۔

حضوری کا تیسرا طریقہ: شرح مراقبہ تحقیقات باطن کہ اس میں شیطانی نفسانی باطل خطرات واہمات دنیاوی حادثات راہ نہیں پاتے۔ جب طالب باطن کی طرف متوجہ ہونا چاہے تو اسے چاہیے کہ اشتغال اللہ شروع کرنے سے پہلے اپنے اوپر حصار کرے۔ تین بار تسمیہ مع اعوذ باللہ تین بار درود شریف۔ تین بار آیات الکرسی تین بار سَلَامٌ" قَوۡلاً مِنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ تین تین مرتبہ ہر چار قل تین بار کلمہ طیب پڑھے اور اپنے اوپر دمکرے (۲) اسم اللہ واسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر جمائے۔ (۳) بعد ازاں آنکھیں بند کر کے انبیاء اولیاء اللہ کی ملاقات اور الا اللہ کی معرفت کی نیت کرے۔ مرشد کامل بے شک اپنی رفاقت سے پہنچا دیتا ہے اس طرح حضوری حق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء اولیاء اللہ کی مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔

حضوری کا چوتھا طریقہ: طالب اللہ اسمائے ذات اللہ للہ لہ ھو کو دل پر تصور کی انگشت شہادت سے لکھتا رہتا اور دل کی طرف متوجہ ہو کر دیکھتا رہتا ہے تو ان اسماء کے حروف میں سے نوری تجلیات ہونے لگتی ہیں اور طالب اس نور میں گم ہو کر حضوری حق سے مشرف ہو جاتا ہے۔

حضوری کا پانچواں طریقہ: جو طالب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرتا اور درود شریف پڑھتا ہوا حضوری مجلس کی نیت سے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو استغراق سے حضوری مجلس میں داخل ہوتا ہے جہاں اول نص و حدیث ذکر اللہ کی آواز آتی ہے بعد ازاں دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔

حضوری کا چھٹا طریقہ: چاہیے کہ رات کے وقت کسی زندہ ولی اللہ یا شہید کی قبر پر جائے جہاں فیض رسانی عام اور مخلوق خدا کی آمد و رفت کافی ہو۔

(۱) اول دوگانہ بہ نیت ثواب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے۔

(۲) پھر قعدہ کی صورت قبر کی غربی جانب قبر کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔

(۳) سورۃ فاتحہ قل شریف درود شریف تین تین بار پڑھ کر صاحب قبر کو ایصال کرے۔

(۴) اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے اور سات بار سورۃ مزمل شریف پڑھے۔

(۵) بعد ازاں با تصور کلمہ طیب کا ذکر کرتے ہوئے مستغرق ہو جائے صاحب قبر کی رفاقت سے بے شک حضوری مجلس نصیب ہو جائے گی۔

(۶) اگر قبر میسر نہ ہو تو اپنے گھر میں الگ تھلگ بوقت شب یہ عمل کیا کرے اور کاغذ پر روضہ مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بنالے اور اسے سامنے رکھا کرے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس میں داخل ہونے کے لئے چند چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) طالب کا قلب زندہ ہو اس کا وجود پرنور ہونا چاہیے کیونکہ نور کو ہی حضور ہے۔

(۲) طالب حضوری کو درود پاک اور کلمہ طیب کا ذکر کثرت سے کرتے رہنا چاہیے۔

(۳) شریعت کی پابندی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور کامل مرشد کی رفاقت کے بغیر حضوری مجلس نصیب نہیں ہوتی۔ **وما توفیقی الا باللہ**

حاضرات اسم اللہ ذات سے حضوری مجلس

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ جب طالب اپنے دل پر اسم اللہ کا تصور اچھی طرح نقش کر لیتا ہے اور وہ ٹھیک طور پر سکونت قرار پکڑ لے اور طالب باطن میں اسم اللہ کو درست دیکھے تو اسم اللہ سے آفتاب کی روشنی کی طرح نور نکلے گا اور معرفت الٰہی کے نور کی تجلیات سے شیطانی وسوسے خطرات اور تاریکی سیاہی اندھیرا دور ہو جائے گا مرشد طالب کو کہے کہ وہ باطنی توجہ اور تفکر سے دل کے ارد گرد دیکھے اس وقت دو حالتیں ہوں گی یا تو طالب باطن میں غرق

ہو جائے گا تو معلوم ہوگا کہ باطن میں اسے معرفت الٰہی کا نور حاصل ہو گیا ہے۔ اگر طالب باطن میں غرق میں باشعور ہو تو کہے گا کہ دل کے گرد ایک وسیع میدان ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اس کے اندر روضے کی شکل کا ایک گنبد ہے جس کے دروازہ پر ایک قفل ہے۔ جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے اس وقت طالب اللہ' ذکر اللہ اللہ۔ اللہ کرے وہ تالہ کھل جائے گا اس طرح طالب روضہ کے اندر جا کر دیکھے گا تو اسے حضوری مجلس دکھائی دے گی اس مجلس میں قرآن و حدیث کا ذکر اذکار سنائی دے گا۔

سیوم حضرت محمد ﷺ کی صورت و سیرت کا تصور قرآنی

اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت کا ایک تصور قرآن مجید میں دیا ہے۔ آیئے نگاہ عشق سے اس سے بھی آگہی اور فیض حاصل کریں۔

قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللهِ نُوْرٌ" تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نُوْر "مِنْ نُوْرِ اللهِ" ہیں "الحدیث" "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِیْ" اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا ہی نور پیدا فرمایا۔

والضحیٰ: قسم ہے آپ کے روز روشن کی طرح تاباں چہرے کی۔ پہلی امتوں کے لوگ آپ کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے جو کوئی آپ کا چہرہ دیکھ لیتا بے ساختہ پکار اٹھتا یہ ایک سچے شخص کا چہرہ ہے۔

واللیل: قسم ہے رات کی سیاہی اور آپ کی زلفوں کی کہ ہزاروں عاشقوں کے دل آپ کی زلفوں کے پیچ کے اسیر ہیں۔

الم نشرح لک صدرک کیا ہم نے آپ کا سینہ نور اسلام کیلئے کشادہ نہیں کر دیا ہے۔

آپ کے قلب پر جبرائیل امین بحکم الٰہی قرآن مجید نازل فرماتے ہیں

''الحدیث'' ینام عینی ولا ینام قلبی میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔
مازاغ البصر وما طغیٰ پیارے رسول آپ کی آنکھیں دیدارالٰہی کے وقت نہ تو بہکتی ہیں نہ بھٹکتی ہیں وقاب قوسین او ادنیٰ معراج کی رات آپ کا اللہ رب العزت سے کمان کے دوسروں جتنا فاصلہ رہ گیا ''الحدیث'' لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ونبی مرسل میرا اور اللہ کا ایک ایسا وقت ہے جس میں ملک مقرب اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ پر جرائیل امین علیہ السلام بھی پیچھے رہ گئے اور بزبان حال کہا......

اگر یک سرموئے برتر پرم   فروغ تجلی بسوزد پرم

آپ کو روح الامین عطا کی گئی ہے جس نے کائنات عالم کا بار امانت اٹھایا ہوا ہے۔
یَدُ اللہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ (الفتح:۲۶-۱۰) آپ کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے آپ کے ہاتھوں میں اللہ کا نورالٰہی قوت ہے۔ قولہ تعالیٰ: وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللہَ رَمٰی (الانفال:۹-۱۷) یارسول اللہ! (جنگ بدر) میں جو آپ نے مٹھی بھر ریت کفار کی طرف پھینکی اور (جو ہر کافر کی آنکھ تک پہنچ گئی) وہ آپ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہے۔ آپ کے ہاتھوں میں رحمت ہے۔ شفاء ہے' معجزہ ہے۔ یا رسول اللہ آپ لوگوں کے لئے دعا کے وقت ہاتھ اٹھا دیا کریں۔ یہ ان کی تسکین کا باعث ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عین نماز کے عالم میں ہم آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی دیکھتے ہیں ہم نے بیت المقدس کی بجائے کعبہ مکرم کو آپ کے لئے قبلہ مقرر کر دیا ہے۔ آپ نماز میں ہی قبلہ کی سمت تبدیل کر لیں۔

ایک نگاہ جے عاشق تک لکھ ہزاراں تارے ہو

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی ہم جب کوئی کلام کرنا چاہتے ہیں تو ایک ہوا ایک خواہش ہمارے دل میں پیدا ہوتی ہے جو الفاظ کا جامہ پہن کر وَعَلَّمَہُ الۡبَیَانَ کی

صورت زبان سے ادا ہوتی ہے لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہمہ وقت وحی الٰہی تھی۔ جس کی دو اقسام تھیں۔

(۱) اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کے مقام پر جو وحی الٰہی نازل ہوتی وہ حدیث پاک کا حصہ بنتی۔

(۲) جو وحی لی مع اللہ کے وقت یا جبرائیل امین کلام الٰہی لے کر نازل ہوتے وہ قرآن مجید کا حصہ بنتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میری زبان سے کبھی سوائے حق کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

یا ایھا المزمل اے کملی پوش رسول یا ایھا المدثر اے چادر پہننے والے نبی۔

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ ﷺ

یا صاحب الجمال و سید البشر　　　من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن اثناء کما کان حقه　　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی حضور پاک پر درود بھیجو سلام بھیجو اور سر تسلیم خم کر دو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

حاضرات ناظرات

حاضرات پانچ قسم کی ہے:

اوّل : حاضرات وجود دوم: حاضرات موجود سوم: حاضرات مطلوب جمیع مطالب مقصود' چہارم: حاضرات کل مخلوقات کن فیکون کو حاضر کرنا' پنجم: حاضرات دنیا نفس شیطان مردود جو مرشد حاضرات سے متذکرہ ہر مرتبہ حاصل نہیں کرواتا اور حاضرات سے باتوفیق ہوکر ہر مرتبہ کی تحقیق نہیں کرواتا۔ وہ ناقص ناتمام مرشد ہے طالب کیلئے ایسے نام نہاد مرشد سے تلقین لینا مطلق حرام ہے۔ طالب کو حضوری حاضرات کے سوا ذکر فکر مراقبہ مکاشفہ ورد وظائف سے کچھ ہاتھ نہیں آتا اگرچہ وہ سالہا سال تک ریاضت کے پتھر سے سر ٹکراتا رہے۔

جاننا چاہیے کہ جمیع بلا و آفات' نفسانی شیطانی حوادث کو اگر ایک جگہ جمع کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کی کلید دنیا کی محبت ہے پس اسی طرح معرفت کے خزانہ' گنج توحید و گنج نور و گنج قرب حضور جو ہر ایک انسان کے وجود میں موجود ہیں کی کلید حاضرات اسم اللہ ذات ہے جو کوئی حاضرات اسم اللہ ذات کا طریقہ جانتا اور کنہ اسم اللہ ذات سے پڑھتا ہے وہ دنیا و آخرت سے بے نیاز اور لایحتاج ہو جاتا ہے۔ الفقر ولا یحتاج الا الی اللہ۔

بیت

ہر کہ ایں راہ نداند لاف زن

ہر کہ داند حاضرات آن جان من

نفس کی حاضرات نفس سے ہم سخن ہو جاتی ہے قلب کی حاضرات قلب سے ہم سخن ہوتی ہے روح کی حاضرات روح سے ہم سخن ہو جاتی ہے اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضرات سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سخن ہو جاتے ہیں۔ اسم اللہ کی حاضرات مع اللہ میں الہام سے ہم سخن ہو جاتے ہیں اور اسم فقر کی حاضرات سے کل مقامات درجات طے کر لیتے ہیں اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

حاضرات نعم البدل کے مراتب ہیں اور نعم البدل کے یہ مراتب اسم قادری کا ایک معما ہے۔ جس سے کیمیا گنج وجود کے طلسمات کو صاحب طلسمات حاضرات سے کھول کر عین بعین دکھا دیتا ہے۔ یہ حاضرات تصور حضور شہسوار قبور کو حاصل ہوتی ہے۔

پیر مرشد پر یہ فرض عین اور لازم ہے کہ یکدم اور ایک قدم پر حاضرات اسم اللہ اور حاضرات کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا میں کنہ کن کے انوار کا تماشہ کروا دے اور انتہا میں مشرف دیدار کر دے۔

اور ہر گھڑی میں بے ریاضت' بے طاعت' طالب اللہ کو حضوری میں پہنچا دے اور منصب دلوا دے۔

جان لو! کہ کامل فقیر مکمل درویش علمائے عامل' عارف اکمل ولی اللہ غوث قطب وہی ہے جو کنہ کن کے مقام پر فنا فی اللہ ہو جائے۔ اسم اللہ ذات کے تصور تصرف توجہ تفکر کی طے سے قرآن مجید کی آیات کی حاضرات کھول دے اور اسم اعظم کی عظمت سے کونین کا تماشہ ہاتھ کی ہتھیلی یا پشت ناخن پر دکھا دے۔ تصور اسم اللہ ذات سے باتوفیق اور تصرف اسم اللہ ذات سے باتحقیق کر دے یہ مراتب شروع

دعوت روز اول کا قاعدہ ہے۔

غرق کی چند اقسام ہیں

غرق از خود نسیانی، غرق روحانی، غرق قلبی فی امان اللہ امانی، غرق سلطانی، غرق قربانی، غرق فی اللہ ربانی، غرق لاہوت لا مکانی، غرق عین العیانی، غرق نور سبحانی، غرق نور ایمانی، غرق جس میں کوئی پردہ حجاب نہیں رہتا۔ اس قسم کا غرق تصور اسم اللہ ذات کی حاضرات کیلئے کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں باتوفیق ہو کر غلط صحیح کی تحقیق کی جاتی ہے کیونکہ اس کی اصل بنیاد وصل سے مشاہدہ نور حضور ہے نیز یہ مراتب تصور اسم اللہ ذات مشق وجود یہ باتفکر مرقوم سے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ جس میں علم حیی و قیوم سے ماضی حال مستقبل کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ غرق خام خیال بے معرفت وصال معرض زوال ہوتا ہے۔ غرق نفسانی و غرق خطرات وسوسہ شیطانی، غرق واہمات جنونیت حیرانی غرق دنیا پریشانی اس قسم کے سارے غرق استدراج معرفت معراج سے محروم کے مراتب ہیں۔

اصل صاحب غرق وہی ہے کہ جو بحر وجود میں غواصی کر کے موتی نکال لاتا ہے۔

جان لو! کہ حاضرات اسم اللہ ذات کے احوال خواب مراقبہ اور موت سے بھی سخت تر اور غالب تر ہیں جو طالب اللہ کو بجلی اور ہوا سے تیز تر دیدار حضور سے مشرف کر دیتے ہیں جو کوئی دیدار نور سے مشرف ہو جائے اس کا حوصلہ کونین سے بڑھ کر ہونا چاہیے۔

ولی اللہ اس کو کہتے ہیں ، جو چار قسم کی ظلمات سے نکل کر چار قسم کے نور حاصل کر لے۔ (۱) ظلمات نفس (۲) ظلمات دنیا (۳) ظلمات شیطان (۴) ظلمات خلق سے نکل آئے اور (۱) نور علم (۲) نور ذکر (۳) نور الہام (۴) نور معرفت با قرب حضور حاصل کرے۔

قولہ تعالیٰ: اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ ۝ (البقرہ: ۲۵۷) اللہ تعالیٰ جن کو اپنا ولی بناتا ہے اس کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتا ہے۔

عارف منتہی وہ ہے جو دیدار الٰہی سے مشرف ہو جائے یہ دیدار تجلیات انوار ذات کی صورت میں ہوتا ہے قولہ تعالیٰ: فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ ۝ پس تیرے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے عارفوں کا قلب مثل طور ہوتا ہے جس پر اسمائے ذات اور صفات اور حروف و آیات کی تجلی ہوتی ہے۔ تجلی اور اس کا دیدار دل کی قدیم آنکھوں سے کیا جاتا ہے۔ ظاہری آنکھیں تو عالم ناسوت کی ظاہری شیاء کو دیکھنے کے کام آتی ہیں۔ قولہ تعالیٰ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ قولہ تعالیٰ: وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وہ تمہارے نفسوں کے اندر موجود ہے تم اس کو دیکھتے کیوں نہیں قولہ تعالیٰ۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تم جس طرف بھی رخ کرتے ہو پس اللہ کا چہرہ اسی طرف موجود ہوتا ہے۔

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
تجلی تیری ذات کی سو بسو ہے

پس عارفوں کی انتہا دیدار الٰہی سے مشرف ہونا ہے جو عین الیقین کا مقام ہے۔ بعض لوگ ذکر کی گرمی سے اسم کی تجلی میں جذب ہو کر مجذوب ہو جاتے ہیں۔

دیدار کے چھ Media ہیں۔

صاحب شریعت کو خواب میں جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ستر بار خواب میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے صاحب طریقت کو مراقبہ میں جیسا کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ستر بار مراقبہ میں دیدار الٰہی سے بہرہ ور ہوئے صاحب طریقت کو مکاشفہ میں جیسا کہ کشف الحضور والوں کو دیدار نصیب ہوتا ہے۔

صاحب معرفت کو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا میں الحدیث مَن عرف نفسهٗ بالبقاء فقد عرف ربه بالفناء ٥ جس نے اپنے نفس کو حضوری موت سے فنا کرلیا اس نے اپنے رب کو بقاء میں پالیا۔

صاحب فقر کو عین العیانی کھلی آنکھوں دیدار نصیب ہوتا ہے۔

حاضرات کی چند اقسام ہیں

(۱) تصور اسم اللہ ذات سے باطن میں استغراق سے دیدار انوار ذات سے مشرف ہونا۔ جس کی اصل جبس حواس ہے۔

(۲) تصور اسم للہ سے ملائکہ موکلات' جنات کو حاضر کرنا۔ قولہ تعالیٰ: وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (الفتح:۲۶-۴)

(۳) تصور اسم لَہٗ سے عالم ارواح کو حاضر کرنا جس سے کسی بھی روح سے رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: وَاِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ٥

(۴) تصور اسم ھو سے حضوری حق حاصل کرنا۔ جس سے عالم غیب والشہادۃ کا مشاہدہ دعوت القبور کا تصرف حاصل ہوجاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ (الحشر:۲۸-۲۲)

تصور اسم فقر سے سلطان الفقر کی حضوری حاصل کرنا۔ جس سے صاحب امر اور صاحب، تصرف ہوجاتا ہے۔

سید عبدالقادر جیلانیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے استمداد اور حاضری کیلئے پڑھے

احفروا یا مالک الارواح المقدس والحی الحق نور مطلق مشهود علی الحق شاہ شیخ ۔ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ امدونی فی سبیل اللہ

اور تین بار دل پر کلمہ طیب کی ضرب شدید لگائے۔ غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فوری طور پر نفسی، قلبی، روحی، سری، نوری وجود کے ساتھ حاضر ہو کر اپنے مرید کے بستہ کام سرانجام دے کر واپس تشریف لے جاتے ہیں۔ نفسی وجود میں سیاہ رنگ قلبی وجود میں سرخ رنگ، روحی وجود میں سبز رنگ، سری وجود میں سفید رنگ اور نوری وجود میں نورانی رنگ میں حاضر ہوتے ہیں۔ فقیر جس مقام پر خود ہوتا ہے۔ اسی رنگ میں قلبی، روحی، سری، نوری آنکھ سے مشاہدہ کر لیتا ہے۔ فقیر کی بیوی شدید بیمار اور ہسپتال میں داخل تھی۔ رات کے دو بجے تھے اس کے پہلو میں شدید درد اٹھا۔ ڈاکٹر کو بلانے کی بجائے اسی حاضرات سے استمداد کیلئے سرکار غوث الاعظم کی خدمت میں عرض کی ابھی پکار ختم نہ ہوئی تھی کہ سرکار سبز لباس میں ظاہر ہو گئے۔ فقیر دونوں ہاتھ باندھ کر مودب ہو کر کھڑا ہو گیا۔ آپ آئے اور تشریف لے گئے۔ میری بیوی نے مجھے پکار کر کہا کہ ہم نے قوالی کے یہ بول۔ غوث پاک دے منن والیاں دی بیڑی کدے نہ اڑی، کہاں سنے تھے۔ معلوم ہوا کہ سرکار کی آمد کا اس پر بھی اثر ہو گیا ہے۔ حالانکہ فقیر نے اس بات کو اخفا میں رکھا تھا اور اپنی بیوی سے ذکر نہ کیا تھا۔ چند لمحوں بعد درد رفع ہو گئی اور افاقہ ہو گیا۔

حق باھو سلطان کی حاضری دیدار اور استمداد کیلئے اس طرح پکارنا چاہیے

احضروا یا متصرف الارواح المقدس والحی الحق نور مطلق مشهود علی الحق هو با هو فنا فی هو سراسرار ذات یا هو شیئاً لله امدونی فی سبیل الله امدد نی فی سبیل لله بحق لا اله الا الله محمد رسول الله اور قلب پر شدت کی تین ضربیں لگائے اکثر فقیر اس طریقہ سے سلطان العارفین کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

حضور پاک ﷺ کی حضوری حاضرات از تصور اسم اللہ ذات و تصور اسم محمد ﷺ سرور کائنات

طالب کو چاہیے کہ ابتداء میں اپنے قلب پر اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم کثرت سے کیا کرے تا کہ اس کا دل صاف ہو جائے اور خناس خرطوم وسواس دور ہو جائے۔

بعد ازاں دل کی طرف متوجہ ہو کر باطنی نظر سے دیکھے کہ دل کے گرد اگرد ایک وسیع میدان ہے اور اس میں روضہ مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ جس کے قریب مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور پاک صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور اولیاء عظام اپنے اپنے درجہ کے مطابق موجود ہیں۔

چاہیے کہ باطنی وجود کے ساتھ ہاتھ باندھ کر کھڑا رہے اور درود وسلام پڑھے۔

پھر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا مقام تعین کر کے بیٹھ جائے۔

حضوری مجلس میں وہ کلام اور الہام سے مشرف ہوتا ہے۔

چاہیے کہ اس پر مداومت اختیار کر کے دائمی حضوری حاصل کرے۔ تا کہ ظاہر میں تو لوگوں سے ہمکلام ہو اور باطن میں حضوری مجلس میں حاضر ہو۔ حتیٰ کہ اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

جو شخص چاہے کہ حضور پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو اور حضور پاک ﷺ کی ذات سے استمداد کرے تو اسے چاہیے کہ

رات کے وقت اول دوگانہ نیت ثواب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرے تو سورۃ ملک یا سورہ مزمل یا سورۃ یٰسین، ہر رکعت میں پڑھے۔ اور ایصال ثواب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کرے۔

دوم یہ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر درود وسلام کا تحفہ ہدیہ کرے سیوم یہ کہ کلمہ طیب کا ذکر دم کرے۔ اللہ لہ ھو لا الہ

الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

چہارم یہ کہ **اللہ للہ لہ ھو اللہ لا الہ الا ھو ھو الحی قیوم لیس فی الدارین الا ھو** کا ذکر کرے۔

پنجم حاضرات کیلئے عرض کرے۔

احفروا بحق ملک الارواح مقدسہ معظمہ امددنی یا رسول اللہ یا حیات النبی للہ فریادرس یا خاتم النبین یا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم۔

یا رب روضۃ المبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

لا الہ محمد رسول کی تین ضربیں دل پر شدت سے لگائے اور اپنی استعداد کے مطابق خواب' مراقبہ' مکاشفہ' **موتوا قبل ان تموتوا یاعین العیانی** دیدار پرانوار سے مشرف ہو جائے امین یارب العالمین۔

نفسانی اور شیطانی حاضرات

آج کل کے زمانہ میں جادوگروں کا زور ہے۔ یہ لوگ ہمزاد خبات ہنومان' کالی دیوی' بھیروں' بیروں کو چلہ کشی کے ذریعہ اپنے قبضہ میں لے آتے ہیں ظلمات کی اس مخلوق سے لوگوں کو نقصان پہنچانے کا کام لیتے ہیں اور اپنے شیطان اعمال کی اچھی خاصی قیمت وصول کرتے ہیں وہ تو اپنے ایمان کا سودا ان شیطانوں سے کر لیتے ہیں اور چند روز کے دنیاوی مفاد کیلئے اپنے آپ کو بیچ کر مرتے وقت شیطانی ظلمانی لشکر کا حصہ بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں نے جاہل عوام میں یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ کالے جادو کے مقابلہ میں نوری علم کی کوئی حیثیت نہیں کیسی الٹی گنگا ہے۔ قانون تو یہ ہے کہ نور پر اندھیرا غالب نہیں آ سکتا۔ قولہ تعالیٰ: قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ

اَلْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا ۝ (بنی اسرائیل:۱۵-۸۱) فرما دیجئے حق آ گیا اور باطل چلا گیا بے شک باطل کو تو جانا ہی تھا۔ جب ماچس کی ایک تیلی روشن ہو کر تہ بہ تہ اندھیرے کو دور کر دیتی ہے تو اسم اللہ ذات کے نور کی روشنی میں ظلمات کی سیاہی کفر کی گمراہی کا کیا کام؟ جاہل تو جاہل پڑھے لکھے لوگ بھی یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ جادو برحق ہے۔ کرنے والا کافر ہے۔ معاذ اللہ یہودیوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا جس سے آپ علیل ہو گئے۔ اول تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور نور پر ظلمات کے غلبے کا تصور بھی جہالت ہے۔ دوسرے آپ نور الہدایت ہیں شیطان تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہی اختیار نہیں کر سکتا۔ جب اس فقیر پر کوئی جادو نہیں کر سکتا۔ میرے مرشد سلطانی العارفین پر جادو نہیں ہو سکتا۔ غوث الثقلین پر کوئی جادو نہیں کر سکتا تو سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کون جادو کر سکتا ہے۔ جادوگروں کو تو حضور کے غلام معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی جوتیوں نے سیدھا کر دیا تھا۔ ہاں جو پلید ہیں جن کا رزق حرام ہے۔ ان پر تو جادو اثر کرے گا جب ابلیس نے اللہ رب العزت کی بارگاہ سے قیامت تک کیلئے مہلت حاصل کر لی اور انسانوں کو گمراہ کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور کہا کہ میں تیرے بندوں پر داہنے بائیں آگے پیچھے سے حملہ آور ہو کر گمراہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی زور نہ ہوگا اور جو تیری راہ چلے گا تیرے ساتھ ہی اس کو جہنم میں داخل کر دوں گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ لبید یہودی نے جو ایک بڑا جادوگر تھا اپنے زعم میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا عمل کیا تھا۔ لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پتہ چل گیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال ایک کنگھی میں گیارہ گرہیں دے کر الجھائے گئے تھے اور ان پر جادو کا عمل کر کے ایک اینٹ کے

ساتھ باندھ کر کنوئیں میں ڈالے گئے تھے۔ وہ بال کنوئیں سے نکال لئے گئے۔ جبرائیل امین سورۃ فلق اور سورۃ ناس کا تحفہ لے کر حاضر ہوئے اور آیات کی تلاوت کی گیارہ آیات سے گیارہ گرہیں خود بخود کھل گئیں اور جادو باطل ہو گیا۔ پس جو کوئی ان آیات کی تلاوت کرتا ہے اس پر جادو اثر انداز نہیں ہوتا۔ رفع جادو کیلئے سورۃ فلق کو اس ترتیب سے پڑھنا چاہیے لکھ کر پانی میں گھول کر مسحور کو پلائیں گلے میں تعویذ بنا کر باندھیں جادو کا ہر حربہ ناکام ہو گیا۔

اسمائے ذات واسمائے صفات

اسم اللہ ذات کا الف دور کریں تو اسم ذات للہ ظاہر ہوتا ہے اگر حرف لام دور کریں تو اسم ذات لہٗ نظر آتا ہے اور اگر حرف لام دوم کا پردہ ہٹائیں تو اسم ذات ھو ظاہر ہوتا ہے۔ پس اللہ ۔ للہ۔ لہٗ ھو یہ چاروں ذاتی اسماء ہیں اور چاروں اسماء کی الگ الگ حکمرانی ہے۔ قولہ تعالیٰ............

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے۔
وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	زمین وآسمان کے لشکر اسم اللہ کے ماتحت ہیں
اِذَا اَرَادَ شَيْـئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ	وہ جب کسی شے کو (پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو وہ لہٗ کہتا ہے جس سے کن فیکون کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	نہیں ہے کوئی اِلٰہ سوائے ھو کے وہ ظاہر اور غیب ہر شے کا جاننے والا ہے۔

ھو کے تین مقامات ہیں۔ ھاھویت۔ یاھوت۔ لاھوت۔ اللہ۔ للہ۔ لہ۔ ھو یہ چاروں اسمائے ذاتی جملہ اسمائے صفات کیلئے کلید کل ہیں۔ سوا لاکھ کی تسبیح نکالنے کی بجائے۔ جو شخص ان اسمائے ذاتی کو اسمائے صفاتی کے ساتھ ملا کر تین بار پڑھتا ہے تو اسم صفاتی کے اثرات شروع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً رزق کی زیادتی کیلئے اللہ۔ اللہ۔ لہ ھو یا رزاق پڑھا جائے گا۔ اگر روزانہ چند بار پڑھا جائے تو فوائد عظیم ظاہر ہوں گے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مختلف کتابوں اور نور الہدیٰ کلاں۔ عقل بیدار اسرار قادری میں اسمائے صفات تحریر کیے ہیں اور ہر اسم کا دائرہ بنا کر اس کے چاروں کونوں میں چند اشارات تحریر کر دیئے ہیں۔ مثلاً عقل بیدار میں دیئے گئے اسماء کے ساتھ تصور، تصرف، کلید، حاضرات لکھا گیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ......

اسم کا تصور کیا جائے۔

تصرف سے باشعور استغراق کیا جائے۔

یہ طریقہ اس اسم کی حاضرات کی کلید ہے۔

تصور تصرف اسماء الحسنیٰ یہ ہیں۔

تصور تصرف تصور تصرف تصور تصرف

یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا مالک

کلید حاضرات کلید حاضرات کلید حاضرات

اسماء الحسنیٰ۔ فوائد مع علامت اسم جمالی و جلالی اور عدد معتبر کتابوں سے منتخب کر کے لکھے گئے ہیں۔ ان کا وظیفہ طالبوں کے لئے ایک لا انتہا خزانہ اور بے بہا موتی ہے اور دنیا کے شر سے بچنے اور عاقبت کی نیکی حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

یَا اَللّٰہُ	اے معبود۔ خدائے بزرگ	اسم ذات	۶۶

خاصیت: جو شخص ہزار مرتبہ پڑھے' وہ صاحب یقین ہو جاتا ہے۔ جو شخص ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھے وہ صاحب باطن اور کشف ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص چالیس روز ہر دن تین ہزار مرتبہ لکھ کر آٹے میں گولیاں باندھ کر دریا میں پھینکے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری ہوگی۔

یَا رَحْمٰنُ	اے بہت بخشنے والے	جمالی	۲۹۸

خاصیت: جو شخص فجر کی نماز کے بعد ۲۸۹ مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر بہت رحم کرتا ہے اور جو شخص ہر نماز کے بعد الرحمٰن الرحیم کا وظیفہ مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے غفلت نسیان اور قساوت دور کر دیتا ہے اور اس کے دل کو نور باطنی سے روشن کرتا ہے۔

یَا رَحِیْمُ	اے مہربان	جمالی	۲۵۸

خاصیت: جو شخص اس کو پانچ سو مرتبہ پڑھے اسے دولت ملتی ہے اور ساری خلقت اس پر مہربان ہوتی ہے اور اگر اکتالیس مرتبہ اکتالیس روز تک یا رحمٰن و رحیما پڑھے تو اس کی ضروری حاجتیں کبھی نہ رکیں۔

یَا مَلِکُ	اے بادشاہ	جمالی	۹۰

خاصیت: جو شخص اس اسم کو قدوس کے ساتھ ملا کر پڑھے اگر صاحب ملک ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ہمیشہ رکھے نہیں تو نفس اس کا فرمانبردار اور تابعدار بن جائے۔

یَا قُدُّوْسُ	اے بہت ظاہر اے بہت پاک	جمالی	۱۷۰

خاصیت: یہ اسم عزت اور حرمت کے لئے خاص مخصوص ہے اگر کوئی شخص نوے مرتبہ

پڑھے تو اس کا دل اللہ تعالیٰ روشن اور منور کر دیتا ہے جو شخص ہزار بار پڑھے سب سے بے پرواہ ہو جائے۔ اگر جو کی روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر کھائے تو فرشتہ صفت بن جائے دشمنوں سے بچنے کے لئے بھاگتے وقت جتنا ہو سکے پڑھے۔ اگر مسافر ہو تو رستے میں پڑھنے سے ہرگز نہ تھکے گا۔

يَا سَلَامُ	اے سلامت	جمالی	۱۳۱

خاصیت: جو شخص فجر کی نماز کے بعد اس کو ہزار بار پڑھا کرے وہ صاحب علم وجود ہو جائے۔ اگر ایک سو اکتالیس بار پڑھ کر مریض پر دم کرے تو صحت یاب ہو جائے اس کا وظیفہ خوان خوف سے نڈر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دونوں جہان کی سلامتی کا امیدوار بنتا ہے۔

يَا مُؤْمِنُ	اے امن دینے والے	جمالی	۱۳۶

خاصیت: جو شخص ہر روز تین سو مرتبہ پڑھے خوف سے خاطر جمع ہو جائے اور لکھ کر اپنے پاس رکھے اللہ تعالیٰ اس کو شر شیطان سے امن میں رکھے اور کوئی شخص اس پر قدرت نہ پا سکے اور ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے۔

يَا مُهَيْمِنُ	اے محافظ اے نگہبان	جمالی	۱۴۵

خاصیت: اگر کوئی شخص اس اسم کو ۲۹ بار پڑھے تو اسے غم لاحق نہ ہو۔ اگر مداومت کرے تو تمام آفتوں سے بچا رہے اور اگر غسل کر کے اس اسم کو ایک سو پندرہ مرتبہ پڑھے تو باطن اور غیب سے مطلع ہو جائے۔

يَا عَزِيْزُ	اے غالب و بے مثل	جمالی	۹۴

خاصیت: اگر لوگ جمع ہو کر رات کے آخری حصے میں اس اسم کو دو ہزار مرتبہ پڑھیں تو بارش ہو اور جو اسے ہمیشہ پڑھے وہ معزز ہو اور دشمن پر غالب آئے اور اگر يَا عَزِيْزُ

مِنْ کُلِّ عَزِیْزٍ پڑھے تو ساری خلقت اسے عزیز جانے اگر فجر کی نماز کے بعد اکتالیس بار پڑھے تو کسی کا محتاج نہ ہو۔

یَا جَبَّارُ	اے جبر کرنیوالے سزا دینے والے	جلالی	۲۰۶

خاصیت: جو شخص مسبعات عشرہ کے بعد اکتالیس مرتبہ یہ اسم پڑھے وہ طاعون کے شر سے امن میں رہے اور اگر ہمیشہ پڑھا کرے تو خلقت کی بدگوئی اور غیبت سے نڈر رہے اور اگر نقش کھدوا کر انگوٹھی کے طور پر پہنے تو خلقت کے دلوں میں اس کی ہیبت و شوکت پیدا ہو۔

یَا مُتَکَبِّرُ	اے بزرگ و بے مثل	جلالی	۶۶۳

خاصیت: اگر کوئی شخص اپنی عورت سے ہم بستر ہوتے وقت دخول سے پہلے دس مرتبہ یہ اسم پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیک اور پرہیزگار لڑکا عطا کرے اگر ہر کام کی ابتدا میں بکثرت پڑھے تو مراد کو پہنچے اگر اکیس مرتبہ پڑھے تو خواب میں ہرگز نہ ڈرے۔

یَا خَالِقُ	اے ہر چیز پیدا کرنے والے	جمالی	۷۳۱

خاصیت: جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس کے لئے قیامت تک عبادت کرتا ہے اور قیامت کے دن اس کا چہرہ روشن اور منور ہوگا اور اگر لڑائی میں بکثرت پڑھے تو دشمن پر غالب آئے۔

یَا بَارِئُ	اے خلقت کے پیدا کرنے والے	جلالی	۲۱۳

خاصیت: جو شخص اس اسم کو ہفتے میں سو بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں نہ چھوڑے گا بلکہ بہشت کے باغ میں لے جائے گا اگر جمعہ کو دس مرتبہ پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے نیک فرزند عطا فرمائے گا۔

یَا مُصَوِّرُ	اے خلقت کی صورت بنانے والے	جلالی	۳۳۶

خاصیت: جو عورت بانجھ ہو وہ اگر سات روزے رکھے اور افطار کے وقت اکیس مرتبہ یہ اسم پڑھ کر پانی پر دم کر کے پیا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے نیک فرزند عطا کرے گا جو شخص اس اسم کو بکثرت پڑھے گا اس کے سارے مشکل کام آسان ہو جائیں گے۔

یَا غَفَّارُ	اے گناہوں کے بخشنے والے	جمالی	۱۲۸۱

خاصیت: جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ اِغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ یَا غَفَّارُ پڑھے اللہ تعالیٰ اسے اپنے بخشے ہوؤں میں سے بنائے گا اور آخرت میں اسے اپنی مغفرت اور عنایت کا امیدوار بنائے گا اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

یَا قَھَّارُ	اے قہر یا عذاب نازل کرنے والے	جمالی	۳۰۶

خاصیت: جو شخص اس اسم کا ورد کرتا ہے حق تعالیٰ اس کے دل سے دنیا کی محبت اٹھا لیتا ہے اور اس کا انجام نیک ہوتا ہے اگر کسی مشکل کے لئے سو مرتبہ پڑھے تو وہ مشکل آسان ہو جاتی ہے اگر دشمن کی مقہوری کے لئے سنتوں اور فرضوں کے مابین پڑھے تو بامراد ہو۔

یَا وَھَّابُ	اے بہت بخشنے والے	جمالی	۱۴

خاصیت: جو کوئی فقر و فاقے میں مبتلا ہو تو اس کا ورد کرے اللہ تعالیٰ اس کو اس طریق سے عنایت کرے گا کہ حیران رہ جائے گا کہ یہ کہاں سے انعام حاصل ہوا۔ اگر چاشت کے بعد سر بسجود ہو کر آیت سجدہ پڑھے اور پھر سات مرتبہ یہ اسم پڑھے تو خلقت سے بے پرواہ ہو جائے۔

یَا رَزَّاقُ	اے خلقت کو روزی دینے والے	جمالی	۳۱۵

خاصیت: جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر گھر کے چاروں کونوں میں دس دس بار یہ اسم پڑھے اس گھر میں کبھی رنج و مفلسی نہ آئے لیکن داہنے کونے سے شروع کرے اور منہ قبلے کی طرف سے نہ پھیرے یہ اسم کشائش رزق کے لئے از بس مفید ہے۔

یَا فَتَّاحُ	اے کاموں کے کھولنے والے	جمالی	۴۸۹

خاصیت: جو شخص فجر کی نماز کے بعد سر پر دونوں ہاتھ رکھ کر ستر بار پڑھے تو اس کے دل سے زنگ دور ہو جائے اور صفائی آ جائے اگر دائمی طور پر کرے تو دلی صفائی میں کامل ہو جائے۔

یَا عَلِیْمُ	اے جاننے والے	جمالی	۱۵۰

خاصیت: جو شخص اس اسم کو بہت پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی معرفت عطا فرماتا ہے اگر ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھے تو عالم الغیب اور اہل کشف ہو جاتا ہے اگر استخارہ کرنا چاہے تو جمعرات کو سو مرتبہ پڑھ کر سجدہ کرے اور پھر سو جائے۔

یَا قَابِضُ	اے رزق کو تنگ کرنے والے	جلالی	۱۹۳

خاصیت: جو شخص چالیس روز تک اسے لقمے پر لکھ کر کھائے وہ عذاب قبر سے نجات پا جاتا ہے اور بھوک سے بے خوف ہو جاتا ہے اگر تیس مرتبہ پڑھے تو دشمن پر فتح پائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ مَرْجِعُ الْمَآبِ۔

یَا بَاسِطُ	اے فراخ کنندہ روزی	جلالی	۷۲

خاصیت: جو شخص سحر کے وقت ہاتھ اٹھا کر اس اسم کو دس مرتبہ پڑھ کر ہاتھ منہ پر پھیرے وہ کسی کا محتاج نہ ہو اگر چالیس مرتبہ پڑھے تو لایحتاج ہو جائے۔

یَاخَافِضُ	اے پست کرنے والے	جمالی	۱۴۸۱

خاصیت: جو شخص تین روزے رکھے اور چوتھے روز ایک مجلس مبں میں بیٹھ کر ستر مرتبہ یہ اسم پڑھے وہ ضرور دشمن پر فتح پائے اگر پانچ سو مرتبہ پڑھے دشمن سے نڈر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جائے۔

یَا رَافِعُ	اے درجات کے بلند کرنیوالے	جلالی	۳۵۱

خاصیت: جو شخص آدھی رات کو یا زوال کے وقت اس اسم کو سو مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اسے خلقت سے برگزیدہ بناتا ہے اور تو انگرو بے نیاز کر دیتا ہے جو شخص ہر روز بیس مرتبہ پڑھے اس کی تمام حاجتیں اور مرادیں بفضل ایزدی پوری ہوں۔

یَا مُعِزُّ	اے بندوں کو عزت دینے والے	جمالی	۱۱۷

خاصیت: جو شخص اس اسم کو سوموار کی رات یا جمعرات کی مغرب کی نماز کے بعد ۱۴۰ مرتبہ پڑھے خلقت کی نگاہوں میں اس کی ہیبت پیدا ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی سے نہ ڈرے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حفظ و امن میں رہے۔

یَا مُذِلُّ	اے ذلیل کرنے والے	جلالی	۷۷۰

خاصیت: جو شخص کسی دشمن یا حاسد سے ڈرتا ہو وہ اس اسم کو ۷۵ مرتبہ پڑھ کر سربسجود ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرے کہ اے پروردگار! مجھے فلاں شخص کے شر سے امن دے تو اللہ تعالیٰ اسے امن دے کر اپنے حفظ میں رکھے گا۔

یَا سَمِیْعُ	اے خوب سننے والے	جلالی	۱۸۰

خاصیت: جو شخص اس اسم کو جمعرات کے روز نماز چاشت کے بعد ۵۰۰ مرتبہ پڑھے یا ایک قول کے بموجب ہر روز ۵۰۰ سو مرتبہ پڑھے اور پڑھتے وقت کسی سے کلام نہ کرے تو پھر جو دعا مانگے ضرور قبول ہوگی۔

یَا بَصِیْرُ	اے دیکھنے والے	جمالی	۳۰۲

خاصیت: جوشخص صبح کی سنتوں اور فرض کے درمیان اس اسم کو بکمال اعتقاد پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے مخصوص ہو جاتا ہے اور اگر ہر روز عصر کے وقت سات مرتبہ پڑھے تو بفضل خدا مرگ مفاجات سے امن میں رہے۔

یَا حَکَمُ	اے حکم کرنے والے	جمالی	۶۸

خاصیت: جوشخص اس اسم کو جمعرات یا بقول بعض آدھی رات کے وقت اس قدر پڑھے کہ بے ہوش ہو جائے تو حق تعالیٰ اس کے باطن کو معدن اسرار بناتا ہے اور جو ہر نماز کے بعد اسی مرتبہ پڑھتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

یا عدل	اے انصاف کرنے والے	جلالی	۱۰۴

خاصیت: جوشخص اس اسم کو روٹی کے بیس لقموں پر لکھ کر کھائے اللہ تعالیٰ ساری خلقت کو اس کا مسخر بنا دیتا ہے اور مغرب کی نماز کے بعد ہزار مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس سے آسمانی اور زمینی آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔

یَا لَطِیْفُ	اے باریک بین	جمالی	۱۲۹

خاصیت: جوشخص فقروفاقہ سے تنگ آ جائے یا سفر میں یاروغمخوار کے بغیر ہو۔ یا بیماری میں گرفتار ہو یا لڑکیوں کی شادی کے بارے میں متفکر ہو کہ کس طرح نکاح ہوگا تو غسل کر کے دوگانہ ادا کرے اور سو مرتبہ پڑھے تو جس کام کے بارے میں فکرمند ہوگا اللہ تعالیٰ بہم پہنچائے گا۔

یَا خَبِیْرُ	اے خبردار	جلالی	۸۱۲

خاصیت: جوشخص نفس امارہ کے ہاتھوں تنگ ہو وہ ہر روز اس اسم کو پڑھا کرے انشاء اللہ نفس امارہ کے شر سے محفوظ رہے گا اور استخارہ کے لئے یَاخَبِیْرُ اَخْبِرْنِی پڑھے

انشاء اللہ تعالیٰ نیکو بد سے مطلع ہو جائے گا۔

یَا حَلِیْمُ	اے بردبار	جمالی	۸۸

خاصیت: جو شخص اس اسم کو لکھ کر اور اسے دھو کر زراعت پر چھڑکے تو وہ زراعت ہر آفت سے محفوظ رہے گی جو شخص ظہر کی نماز کے بعد ہر روز ۹ مرتبہ پڑھے وہ ساری خلقت سے سرخ رو ہے۔

یَا عَظِیْمُ	اے بزرگ تراز ذات وصفات	جمالی	۱۰۲۰

خاصیت: جو شخص اس اسم کا وظیفہ کرتا ہے وہ لوگوں کی نگاہوں میں معزز و مکرم ہو جاتا ہے اور اگر درد شکم کے لئے سات بار پڑھ کر آئے پر دم کر کے دے تو آرام پائے۔

یَا غَفُوْرُ	اے بخشنے والے	جمالی	۱۲۸۶

خاصیت: جو شخص مریض یا غمناک ہو۔ وہ اس اسم کو لکھ کر روٹی میں رکھ کر کھا جائے انشاء اللہ صحت پائے گا اس اسم کو کثرت سے پڑھنے سے دل کی سیاہی دور ہوتی ہے جو شخص سر بسجود ہو کر تین مرتبہ رَبِّ اغْفِرْلِیْ پڑھے اس کے جرم بخشے جاتے ہیں۔

یَا شَکُوْرُ	اے شکر کرنیوالوں کا قدردان	جمالی	۵۲۶

خاصیت: جس شخص کو کسی قسم کی تنگی ہو وہ اکتالیس مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی جائے اور دل اور آنکھ پر ملے شفا پائے گا اور جو ہر روز پانچ ہزار مرتبہ پڑھے گا قیامت کے دن اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔

یَا عَلِیُّ	اے سب سے بلند	جلالی	۱۱۰

خاصیت: جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھے اور اپنے پاس رکھے تو اگر بے عزت ہے تو معزز بن جائے گا اور اگر فقیر ہے تو دولت مند ہو جائے گا اگر سفر میں مبتلا ہے تو وطن میں آجائے گا اگر تین مرتبہ پڑھ کر ورم پر دم کرے تو ورم دور ہو جائے۔

۲۳۲	جمالی	اے سب سے بڑے	یَا کَبِیۡرُ

خاصیت: جو شخص اس اسم کو بہت پڑھے گا عالی قدر ہو جائے گا۔ اگر حاکم یا بادشاہ اس کی مداومت کرے تو اس کی عیش زیادہ ہو گی اور اس کی مہمات سرانجام ہوں گی اگر نو مرتبہ پڑھ کر بیمار پر دم کر دے گا تو شفا پائے گا۔

۹۹۸	جمالی	اے خلقت کو نگاہ رکھنے والے	یَا حَفِیۡظُ

خاصیت: جس شخص کو جلنے غرق ہونے زخم لگنے یا جن و پری کا وہم ہو یا اسے نظر حرام اور نظر بد کا اندیشہ ہو وہ اس اسم کو لکھ کر بازو پر باندھے تو انشاء اللہ امن میں رہے گا ارر اگر ہیضہ کی بیماری میں دم کرے تو شفا پائے گا۔

۵۵۰	جلالی	اے قوت دینے والے	یَا مُقِیۡتُ

خاصیت: جس کی آنکھ درد کرتی ہو یا سرخ ہو گئی ہو تو دس مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے شفا ہو گی اور اگر کوئی شخص مفلس اور مسکین ہو یا کسی مسکین کو دیکھے یا لڑکا بدچلن ہو تو خالی آبخورے پر سات بار پڑھ کر پھونکے اور اس میں پانی ڈال کر خود پئے یا پلائے تو اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔

۸۰	جمالی	اے حساب کرنے والے	یَا حَسِیۡبُ

خاصیت: جو شخص حاسد کے حسد یا چور یا ہمسایہ دشمن یا نظر بد سے ڈرتا ہو وہ ہفتہ بھر ہر صبح و شام ستر مرتبہ حَسۡبِیَ اللّٰہُ الۡحَسِیۡبُ پڑھے اور جمعرات کو شروع کرے تو اللہ تعالیٰ ان سب سے اسے محفوظ رکھے گا اور ہفتے کے اندر ہی دوستی ہو جائے گی۔

۷۳	جمالی	اے بزرگ قدر بے نیاز	یَا جَلِیۡلُ

خاصیت: جو شخص اس اسم کو مشک اور زعفران سے لکھ کر اپنے پاس رکھے گا یا کھائے گا خلقت کے دلوں میں اس کی وقعت اور عزت بڑھ جائے گی اور اس سے محبت

کرنے لگے گی اگر اپنے مال اسباب پر دس مرتبہ پڑھ کر دم کرے گا تو چوروں سے محفوظ رہے گا۔

یَا کَرِیْمُ	اے بخشش کرنیوالے اے کرم کرنیوالے	جمالی	۲۷۰

خاصیت: اگر یہ اسم بستر خواب پر اس قدر پڑھے کہ نیند آ جائے تو اس کے حق میں فرشتے دعا کریں گے کہ اے پروردگار اس کو بزرگ بنا اور وہ خلقت کی نگاہوں میں بزرگ ہو جائے گا۔ روایت ہے کہ چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس اسم کو بکثرت پڑھا کرتے تھے اس لئے آنجناب کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔

یَا رَقِیْبُ	اے خلقت کو نگاہ رکھنے والے	جمالی	۳۱۲

خاصیت: جو شخص اس اسم کو سات مرتبہ پڑھ کر زن و فرزند اور مال و اسباب پر دم کرے گا وہ تمام آفات سے محفوظ رہے گا اور جو شخص تین سو بارہ مرتبہ پڑھ کر پھوڑے پھنسی پر دم کرے تو تین یا سات روز میں بالکل شفا پائے گا۔

یَا مُجِیْبُ	اے قبول کرنیوالے دُعا کے	جلالی	۵۵

خاصیت: جو شخص اس اسم کو بہت پڑھ کر دعا کرے اس کی دعا قبول ہو جائے اگر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو حفظ خدا میں رہے۔ اگر تین مرتبہ پڑھ کر مقام درد پر دم کیا جائے تو شفا حاصل ہو۔

یَا وَاسِعُ	اے وسعت دینے والے	جلالی	۱۳۷

خاصیت: جسے بچھو کاٹے وہ ستر مرتبہ پڑھ کر دم کرے تو زہر اثر نہ کرے گا اور اس کا ورد کرے وہ دولت قناعت سے مالا مال ہو جائے گا کشائش کے لئے یہ مجرب ہے میں نے یہ ورد کیا تھا۔ سو کبھی تنگدست نہ ہوا بلکہ جتنا صرف کرتا تھا اور بڑھتا تھا۔

یَا حَکِیْمُ	اے استوار کار	جمالی	۷۸

خاصیت: جسے کوئی مشکل کام پیش آئے جس کا سرانجام کرنا دشوار ہو تو اس اسم کو پڑھا کرے انشاء اللہ تعالیٰ کام سرانجام ہوگا اگر ظہر کی نماز کے بعد ۹ مرتبہ پڑھے تو خلقت میں سرخرو ہو۔

یَا وَدُوْدُ	اے بہت دوست رکھنے والے	جمالی	۲۰

خاصیت: جس شخص کا لڑکا بدچلن ہو وہ جمعہ کے روز نماز کے بعد ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھ کر مٹھائی پر دم کرے اور دو رکعت نماز ادا کر کے وہ مٹھائی اسے کھلا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ نیک چلن ہو جائے گا۔

یَا مَجِیْدُ	اے بزرگ ذات	جمالی	۵۷

خاصیت: جو شخص آبلہ بادفرنگ جذام یا برص کی بیماری سے تنگ آ گیا وہ ایام بیض میں روزے رکھے اور افطار کے وقت اس اسم کو بکثرت پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی جائے انشاء اللہ تعالیٰ شفا پائے گا اور نیز اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام عزت کے لئے پڑھا کرے۔

یَا بَاعِثُ	اے حشر کرنے والے	جمالی	۵۷۳

خاصیت: جو شخص سات مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور حاکم کے پاس جائے تو حاکم مہربان ہو جائے جو شخص دل کو زندہ کرنا چاہے وہ سوتے وقت سینے پر ہاتھ رکھ کر سو مرتبہ پڑھے انشاء اللہ اس کا دل زندہ اور روشن ہو جائے گا۔

یَا شَہِیْدُ	اے حاضر	جمالی	۳۱۹

خاصیت: جس کا لڑکا یا لڑکی بد یا نافرمان ہو وہ ہر صبح ان کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر آسمان کی طرف رخ کر کے اکیس مرتبہ یہ اسم پڑھے تو حق تعالیٰ اس فرزند کو نیک اور

صالح بنادے گا۔

یَا حَقُّ	اے ثابت	جلالی	۱۰۸

خاصیت: جس شخص کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو وہ اس اسم کو کاغذ کے چار کونوں میں لکھے اور بیچ میں اس چیز کا نام لکھے اور آدھی رات کو وہ کاغذ ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے اس اسم کو شفیع بنائے تو چیز ضرور ہاتھ آئے گی۔

یَا وَکِیْلُ	اے کام بنانے والے	جمالی	۶۶

خاصیت: اگر کسی کو بجلی گرنے، آندھی، طوفان یا آگ کا ڈر ہو وہ اس اسم کا ورد کرے انشاء اللہ تعالیٰ امن میں رہے گا۔ اگر کسی خوفناک مقام پر پڑھے گا تو بے خوف ہو جائے گا جو شخص ہر روز عصر کے وقت سات مرتبہ پڑھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے حفظ و امن میں رہے گا۔

یَا قَوِیُّ	اے طاقت ور	جلالی	۱۱۶

خاصیت: جس کا دشمن قوی ہو اور اس کے دفع کرنے پر عاجز ہو تو تھوڑا سا آٹا لے کر اس کی ایک ہزار ایک گولیاں بنائیں اور ایک ایک گولی اٹھا کر دفع دشمن کی نیت سے یا قوی پڑھ کر مرغ کو ڈالتا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن مقہور ہوگا۔

یَا مَتِیْنُ	اے مضبوط	جمالی	۵۰۰

خاصیت: اگر بچے کا دودھ چھڑانے میں تکلیف ہو یا دودھ میں کمی آگئی ہو تو اس اسم کو لکھ کر اس بچے کو پلائے انشاء اللہ بچہ صبر کرے گا یا دودھ زیادہ ہو جائے گا ہر مہم کے لئے اتوار کے روز پہلی ساعت میں سات مرتبہ پڑھے انشاء اللہ مہم سرانجام ہوگی۔

یَا وَلِیُّ	اے دوست موماناں	جمالی	۴۶

خاصیت: جو شخص اس اسم کو بکثرت پڑھے گا وہ لوگوں کے دل سے واقف ہو جائے

گا اور جس کی عورت یا لونڈی بدمزاج ہو وہ اس کے روبرو آتے وقت اس اسم کو بکثرت پڑھے انشاء اللہ وہ نیک ہو جائے گی۔

یَا حَمِیْدُ	اے اپنی ذات کا وصف کرنیوالے	جمالی	۶۲

خاصیت: جو شخص اس اسم کو بکثرت پڑھے وہ پسندیدہ افعال ہو جائے گا اور فحش اور بدزبانی سے امن میں رہے گا اگر اس کو پیالے میں لکھ کر پانی میں ڈال کر پئے گا یا نوے بار پڑھے گا وہ نیک ہو جائے گا۔

یَا مُحْصِیُ	اے احاطہ کرنے والے	جلالی	۱۴۸

خاصیت: جو شخص جمعہ کی رات کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا وہ عذاب قبر سے نجات پائے گا اور جو ہر روز دس مرتبہ پڑھے گا وہ رات کو نہیں ڈرے گا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

یَا مُبْدِئُ	اے پیدا کرنیوالے	جلالی	۵۶

خاصیت: جس شخص کو اسقاطِ حمل کا ڈر ہو وہ سحر کے وقت نوے مرتبہ پڑھ کر عورت کے شکم پر انگشت شہادت لگائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حمل ساقط نہیں ہو گا۔

یَا مُعِیْدُ	اے دوسری مرتبہ پیدا کرنیوالے	جمالی	۱۲۴

خاصیت: اگر کسی غائب کے آنے کے لئے پڑھنا چاہے تو گھر کے چاروں کونوں میں ستر ستر مرتبہ پڑھے اور بعد ازاں کہے اے پروردگار غائب شدہ کو لا یعنی **یا معید** غائب شدہ آ جائے سات روز نہیں گزرنے پائیں گے کہ غائب یا اس کی خبر آ جائے گی۔

یَا مُحْیِ	اے زندہ کرنے والے	جلالی	۵۸

خاصیت: جو شخص درد و رنج یا چیز کے گم ہونے سے ڈرے وہ اس اسم کو سات مرتبہ پڑھے تو اس کا ڈر جاتا رہے گا فت اندام کے درد کے لئے سات روز تک ایک سو

سات مرتبہ پڑھ کر دم کیا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ شفا پائے گا اگر اس اسم پر مداومت کرے تو اس کا دل زندہ ہو جائے گا۔

یَا مُمِیْتُ	اے مردہ کرنے والے	جلالی	۴۹۰

خاصیت: جس کا نفس سرکش ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی متابعت نہ کرے وہ سوتے وقت ہاتھ سینے پر رکھ کر اس اسم کو پڑھتا پڑھتا سو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو فرمانبردار بنائے گا اگر سات مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے تو جادو کا اثر ہرگز نہ ہو۔

یَا حَیُّ	اے زندہ وقائم	جلالی	۱۸

خاصیت: اگر کوئی بیمار ہو تو وہ خود اس اسم کو بکثرت پڑھے یا دوسرا پڑھ کر اس پر دم کرے تو شفا پائے گا اگر لکھ کر اپنے روبرو رکھے تو بہت جلد شفا پائے گا اگر ہر روز ستر مرتبہ پڑھے تو اس کی عمر دراز ہوگی۔

یَا قَیُّوْمُ	اے قائم رہنے والے	جلالی	۱۵۶

خاصیت: جو شخص سحر کے وقت اس اسم کو پڑھے گا لوگوں کے دل پر قابض ہو جائے گا یعنی خلقت اسے محبت کرے گی اور اس کی مہمات حسب دلخواہ پوری ہوں گی اور اس کا دل ہمیشہ خوش رہے گا۔

یَا وَاجِدُ	اے غنی و بے نیاز	جلالی	۱۴

خاصیت: جو شخص کھانا کھاتے وقت ہر لقمہ کے ساتھ یہ اسم پڑھے گا وہ طعام اس کے پیٹ میں نور ہو جائے گا اور جو خلوت میں اس اسم کو بکثرت پڑھے گا اسے بڑی دولت ہاتھ آئے گی اگر کسی کو پانی پر ایک مرتبہ دم کر کے پلائے گا وہ اس سے محبت کرنے لگے گا۔

یَا مَاجِدُ	اے صاحب عظمت	جلالی	۴۸

خاصیت: جو شخص خلوت میں اس اسم کو اس قدر پڑھے کہ بے ہوش ہو جائے تو انوار

الٰہی اس کے دل میں پیدا ہوں گے اگر ہمیشہ بکثرت پڑھا کرے تو خلقت کی نگاہوں میں بزرگ ہو جائے گا اگر شربت پر دم کر کے بیمار کو پلائے تو شفا پائے۔

یَا وَاحِدُ	اے ایک بذات خود	جلالی	۱۹

خاصیت: اگر خلوت سے کسی کا دل ڈرتا ہو تو اس اسم کو ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے تو ڈر سے امن میں ہو جائے گا اور حق تعالیٰ کا مقرب بن جائے گا اگر حق طلب کرنا چاہے تو بکثرت پڑھے اگر فرزند چاہے تو اسے لکھ کر اپنے پاس رکھے۔

یَا اَحَدُ	اے ایک	جلالی	۱۳

خاصیت: جو شخص اس اسم کو نو مرتبہ پڑھ کر کسی حاکم کے پاس جائے تو عزت پائے۔ اگر یا واحد یا احد دونوں کو سو مرتبہ پڑھ کر سانپ کے ڈسے ہوئے کو دم کرے تو شفا پائے مجرب ہے۔

یَا صَمَدُ	اے بے نیاز	جمالی	۱۳۴

خاصیت: جو شخص سحر یا آدھی رات کو سربسجود ہو کر ایک سو پندرہ مرتبہ پڑھے تو صادق الحال ہو جائے اگر کسی ظالم کے پنجے میں ہو تو بکثرت پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ رہائی پائے گا۔

یَا قَادِرُ	اے ہر چیز کو قوت دینے والے	جلالی	۳۰۵

خاصیت: اگر وضو کرتے وقت اس اسم کو پڑھتا رہے تو کبھی کسی ظالم کے پنجے میں گرفتار نہ ہو اگر مشکل کے وقت اکتالیس مرتبہ پڑھے تو مشکل آسان ہو جائے۔

یَا مُقْتَدِرُ	اے قدرت ظاہر کرنیوالے	جلالی	۷۴۴

خاصیت: جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھے اس کے سارے کام آسان ہو جائیں اور اس کے وجود سے غفلت نکل جائے اگر صبح اٹھتے وقت اس اسم کو ایک سو بیس مرتبہ

پڑھے تو اس کے سارے کام اللہ تعالیٰ سنوار دے۔

یَا مُقَدِّمُ	اے ہر بات کا آغاز کرنیوالے	جلالی	۱۸۴

خاصیت: جو شخص میدان جنگ میں اس اسم کو پڑھے گا اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور جو اس اسم کا وظیفہ کرے اس کا نفس مطمئنہ ہو جائے گا اور طاعت الٰہی میں فرمانبردار بن جائے گا جو شخص نو مرتبہ پڑھ کر مٹھائی پر دم کر کے کسی کو کھلا دے وہ اس کا فریفتہ ہو جائے۔

یَا مُؤَخِّرُ	اے ہر بات کا انجام کرنیوالے	جلالی	۸۴۶

خاصیت: جو شخص اس اسم مبارک کی ایک تسبیح پڑھے گا اس کے دل میں کسی کی محبت نہ رہے گی اگر اس کو سو مرتبہ پڑھے گا تو اس کے سارے کام سرانجام ہو جائیں گے اگر اکتالیس مرتبہ پڑھے گا تو اس کا نفس فرمانبردار ہو جائے گا۔

یَا اَوَّلُ	اے سب سے اوّل	جلالی	۳۷

خاصیت: جس کے اولاد نہ ہو وہ اگر چالیس دن پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے نیک فرزند عطا کرے گا اگر چالیس جمعرات کو ہزار بار پڑھے تو اس کی تمام مرادیں بر آئیں اگر ہر روز تسخیر کی نیت سے پڑھے تو خلقت مسخر ہو جائے۔

یَا آخِرُ	اے سب سے آخر	جلالی	۸۰۱

خاصیت: جس کی آخری عمر آ گئی ہو اور کوئی نیک عمل نہ کیا ہو وہ اس اسم کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ بالخیر کرے گا جو شخص اس اسم کو پڑھ کر کہیں جائے گا عزت اور وقعت پائے گا۔

یَا ظَاهِرُ	اے اپنی صفات سے ظاہر	جلالی	۱۱۰۶

خاصیت: جو شخص اشراق کی نماز کے بعد اسم کو پانچ سو مرتبہ پڑھے اس کی آنکھ روشن

ہو جائے اگر ہوا یا مینہ کا خوف ہو تو بکثرت پڑھے تو انشاء اللہ تعالیٰ حفظ وامن میں رہے گا اگر کمزور دیوار پر لکھ دے تو دیوار نہیں گرے گی اگر سرے پر گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے آنکھ میں لگائے تو خلقت اس پر مہربان ہو۔

يَا بَاطِنُ	اے وہم وخیال سے پوشیدہ	جمالی	۶۲

خاصیت: جو شخص اس اسم کا ورد دل میں کرے گا وہ صاحب باطن اور واقف اسرار ہو جائے گا اور جو اس کو ہمیشہ پڑھے گا اسے ساری خلقت محبت کرے گی اور وہ ہر دل عزیز ہو جائے گا۔

يَا وَالِيُ	اے مالک کارساز	جمالی	۴۷

خاصیت: اگر کوئی چاہے کہ میرا گھر یا غیر کا تمام آفات سے محفوظ رہے تو آب خورے میں لکھ کر اس کو دھو کر گھر کی چار دیواری پر چھڑکے اور مسخر کرنے کے لئے بکثرت پڑھے۔

يَا مُتَعَالِيُ	اے بزرگ بنانے والے	جلالی	۵۵۱

خاصیت: جو شخص اس اسم کو بکثرت پڑھے گا اس کے مشکل کام آسان ہو جائیں گی اگر عورت حیض کی حالت میں بکثرت پڑھے تو تمام آفات سے محفوظ رہے گی اگر اتوار کو رات کے وقت غسل کر کے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کرے تو بفضل خدا اس کی دعا قبول ہو گی۔

يَا بَرُّ	اے نیکو کار بنانے والے	جلالی	۲۰۲

خاصیت: جو شخص آفتوں وغیرہ سے ڈرتا ہو وہ اس اسم کو پڑھنے سے امن میں رہے گا جو شخص سات مرتبہ پڑھ کر بچے پر دم کر کے خدا کے سپرد کرے تو وہ سن بلوغ تک باامن رہے گا جو شخص شراب خوری اور زنا میں مبتلا ہو وہ ہر روز سات مرتبہ پڑھ کر

اپنے پر دم کرے تو شیطان سے خلاصی پائے گا۔

یَا تَوَّابُ	اے قبول کرنے والے	جمالی	۴۰۹

خاصیت: جو شخص نماز چاشت کے بعد ایک سو ساٹھ مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے توبہ نصوحی عنایت کرے گا اگر وظیفہ کرے تو اس کے سارے کام سنورتے جائیں گے اور نفس فرمانبردار ہو جائے گا اور وقت عیش وعشرت میں بسر کرے گا۔

یَا مُنْتَقِمُ	اے بدلہ لینے والے	جمالی	۶۳۰

خاصیت: جو شخص دشمنوں کا مغلوب ہو وہ اس اسم کو تین جمعے تک پڑھے انشاء اللہ اس کی دشمن مغلوب ہو جائیں گے جس نیت سے آدھی رات کو پڑھے گا وہی پوری ہو جائے گی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اگر یامنعم ہمیشہ پڑھے تو کبھی محتاج نہ ہو۔

یَا عَفُوُّ	اے معاف کرنے والے	جلالی	۱۵۶

خاصیت: جس شخص کے گناہ بہت ہو جائیں وہ اس اسم کی مداومت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے جو شخص بائیس مرتبہ پڑھ کر خنجر پر دم کرے اس پر ہرگز کارگر نہ ہو گو ظاہر میں یہ خلاف قیاس ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز بعید نہیں۔

یَا رَؤُفُ	اے مہربان	جمالی	۲۸۷

خاصیت: جو شخص مظلوم کو ظالم کے ہاتھ سے چھڑانا چاہے وہ اس کو دس مرتبہ پڑھ کر ظالم سے سفارش کرے تو وہ مظلوم کو چھوڑ دے گا جو اس اسم کو ہمیشہ پڑھے اس کا دم نرم ہو جائے گا اور ساری خلقت اس سے محبت کرنے لگے گی۔

یَا مَالِکُ	اے مالک	جلالی	۹۱

خاصیت: جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھا کرے گا دولت مند ہو جائے گا اور اس کی

دونوں جہان کی حاجات اور مہمات سرانجام ہوں گی عالموں نے لکھا ہے کہ جو شخص اس کو یا رؤف کے ساتھ ملا کر پڑھے گا اگر فقیر بھی ہوگا غنی ہو جائے گا لیکن اس میں جلالیت زیادہ ہے۔

یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام	اے صاحب بزرگی وعزت	جلالی	۱۰۹۴

خاصیت: یہ بعض کی رائے میں اسم اعظم ہے جو شخص یَاذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِکَ الْخَیْرِ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر سو بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے بیمار کو پلائے تو صحت پائے اور غمگین دل شاد ہو جائے۔

یَا مُقْسِطُ	اے انصاف کرنے والے	جلالی	۲۰۹

خاصیت: جو شخص اس اسم کو سو مرتبہ پڑھے وہ شیطانی شر سے محفوظ رہے جو کسی مقصود کے لئے سات بار پڑھے وہ مقصود پورا ہو اور جو رنج میں مبتلا ہو وہ ستر بار پڑھے تو رنج سے نجات ملے اور دونوں جہان کی خوبی ہاتھ آئے۔

یَا جَامِعُ	اے خلقت کو روز حشر جمع کرنیوالے	جلالی	۱۱۴

خاصیت: جس کے خویش واقارب متفرق ہوں اسے چاہیے کہ چاشت کے وقت غسل کر کے آسمان کی طرف منہ کر کے دس مرتبہ یہ اسم پڑھے اور ہر مرتبہ ایک انگلی کو بند کرتا جائے پھر منہ پر ہاتھ پھیرے تو تھوڑے عرصہ میں سارے اکٹھے ہو جائیں گے اگر ایک لاکھ مرتبہ پڑھے تو فرشتہ صفت بن جائے۔

یَا غَنِیُّ	اے بے پرواہ	جلالی	۱۰۶۰

خاصیت: جو شخص طمع میں مبتلا ہو وہ اس اسم کو ہر عضو پر پڑھے اور ہاتھ پھیلائے تو حق تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور کرے گا اور جو ہر روز ستر مرتبہ پڑھے اس کے مال میں

برکت ہو۔

یَا مُغْنِیُ	اے بے پرواہ کرنے والے	جمالی	۱۱۰۰

خاصیت: جو شخص اس اسم کو دس جمعے تک ہر جمعہ کو ہزار بار پڑھے گا خلقت سے بے نیاز ہو جائے گا مفید عالم کتاب میں لکھا ہے جو شخص جماع کرتے وقت ستر مرتبہ پڑھے گا امساک زیادہ ہو گا۔

یَا مَانِعُ	اے منع کرنے والے	جلالی	۱۶۱

خاصیت: جب عورت خاوند میں باہم ناراضگی ہو تو پاس جانے سے پہلے بیس مرتبہ پڑھ لے تو غصہ جاتا رہے گا حضرت شیخ نے یہ لکھا ہے کہ جو یا معطی پڑھے گا لا یحتاج ہو جائے گا۔

یَا ضَآرُّ	اے ضرر پہنچانے والے	جلالی	۱۰۰۱

خاصیت: جس کو کوئی حال یا مقام میسر نہ ہو وہ اس اسم کو ہر جمعہ کی رات کو سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے ثابتی عنایت فرمائے گا اور اس کا مرتبہ اہل قرب کے برابر بنا دے گا اس کے ظاہری کمال کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔

یَا نُوْرُ	اے روشنی بخشنے والے	جمالی	۲۵۶

خاصیت: جو شخص ہر جمعرات کو سات مرتبہ سورۂ نور پڑھ کر ایک ہزار ایک مرتبہ یہ اسم پڑھے گا اس کے دل میں نور پیدا ہو گا اگر فجر کے وقت روز پڑھے گا تو اس کا دل منور اور روشن ہو جائے گا۔

یَا نَافِعُ	اے نفع دینے والے	جلالی	۲۰۱

خاصیت: جو شخص کشتی میں بیٹھ کر اس اسم کو بکثرت پڑھے وہ ہر آفت سے بچے گا اگر ہر کام کے شروع میں اکتالیس مرتبہ پڑھے گا تو اس کا کام حسب دلخواہ ہو گا جو ماہ

رجب میں ورد کرے گا اسرار الٰہی سے مطلع ہوگا۔

یَا ھَادِیُ	اے راہ دکھانے والے	جمالی	۲۰

خاصیت: جو شخص ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف رخ کر کے یہ اسم بکثرت پڑھے گا اور ہاتھ آنکھوں پر ملے گا وہ اہل معرفت کا مرتبہ پائے گا اور معارف و اسرار اس پر ظاہر ہوں گے۔

یَا بَدِیعُ	اے چیزوں کے پیدا کرنیوالے	جلالی	۸۶

خاصیت: جس کو کوئی غم پیش آئے وہ ستر ہزار مرتبہ پڑھے اور ایک روایت کے مطابق ایک ہزار مرتبہ یَا بَدِیعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پڑھے تو وہ مہم سرانجام ہوگی اگر باوضو قبلہ رخ ہو کر اس قدر پڑھے کہ سو جائے تو خواب میں اسے کچھ ملے گا۔

یَا بَاقِیُ	اے ہمیشہ رہنے	جلالی	۱۱۳

خاصیت: جو شخص جمعہ کی رات کو سو مرتبہ پڑھے اس کے تمام عمل قبول ہو جائیں گے اگر ہفتے کے دن دشمن کی مقہوری کی نیت سے سو مرتبہ پڑھے تو اس کا دشمن مطیع اور فرمانبردار ہو جائے گا۔

یَا وَارِثُ	اے خلقت کے فناہ ہونے کے بعد قائم رہنے والے	جمالی	۷۰۷

خاصیت: جو شخص طلوع آفتاب کے وقت اس اسم کو سو مرتبہ پڑھے گا اسے کوئی رنج نہ ہوگا اور جو اسے ہمیشہ پڑھتا رہے گا اس کے سارے کام درست ہو جائیں گے اور ہمیشہ امن و امان میں رہے گا۔

یَا رَشِیدُ	اے جہان کے رہنما	جمالی	۵۱۴

خاصیت: جو شخص کسی کام کی تدبیر نہ سوچ سکے وہ نماز مغرب کے بعد سونے تک ہزار

مرتبہ یہ اسم پڑھے جو کچھ اس کے حق میں بہتر ہوگا اس پر ظاہر ہو جائے گا اگر کوئی اس اسم کو ہمیشہ پڑھتا رہے گا تو اس کے کام خود بخود سرانجام ہوتے رہیں گے۔

يَا صَبُوْرُ	اے بردبار	جلالی	۲۹۸

خاصیت: جسے کوئی رنج مصیبت درد یا مشقت پیش آئے وہ تینتیس مرتبہ پڑھے انشاء اللہ اسے دلی اطمینان حاصل ہوگا اگر آدھی رات کو زوال کے وقت پڑھا کرے تو دشمنوں کی زبان بندی کے لئے مفید ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ (الانبیاء:۱۰۷)

اہل جہان کے لئے ہم نے تجھے باعث رحمت بنا کر بھیجا

اے طالب! سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اسماء کا ورد گنجینہ سعادت ہے۔ اس کا پڑھنے والا ہمیشہ خوش حال رہتا ہے انسان ضعیف البیان سے ان اسمائے شریف کے فضائل کا بیان ہونا محال ہے دونوں جہان کی سعادت حاصل کرنے کے لئے یہی ورد وظیفہ کافی ہے کہ یہ پڑھتا رہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مِنْ اِسْمَهٗ سَیِّدِنَا

مُحَمَّدٌ	تعریف کیا گیا	۹۲

خاصیت: جو شخص ہر روز چار سو مرتبہ اللھم صل علی سیدنا محمد پڑھے ظاہر و باطن میں غنی ہو جائے۔

مَحْمُوْدٌ	تعریف کیا گیا	۹۸

خاصیت: جو شخص ہر روز سو مرتبہ پڑھے خلقت اس پر مہربان ہو جائے۔

اَحْمَدٌ	سراہا گیا	۵۳

خاصیت: جو شخص ہر روز سو مرتبہ پڑھے خلقت اس کی مطیع ہو جائے۔

حَامِدٌ	حمد کرنے والے	۵۳

خاصیت: اس کے پڑھنے والا ہمیشہ خوش رہتا ہے اور قیامت کے دن تعریف کرنے والوں میں اس کا حشر ہوگا۔

سِرَاجٌ	صاحب نورانیت	۲۶۴

خاصیت: جو شخص ہر روز پڑھے گا اس کا دل نورانی ہو جائے گا۔

عَاقِبٌ	سب سے پیچھے آنے والا	۱۷۳

خاصیت: جو شخص ہر روز چالیس مرتبہ پڑھے گا دولت پائے گا اور خلقت کی نگاہوں میں عزیز ہو جائے گا۔

مُنِیْرٌ	روشن کرنے والا	۳۰۰

خاصیت: جو شخص ہر روز چالیس مرتبہ پڑھے گا دولت پائے گا اور معزز ہو جائے گا۔

قَاسِمٌ	بانٹنے والا	۲۰۱

خاصیت: جو شخص ہر روز دس مرتبہ پڑھے گا اس کا علم زیادہ ہوگا اور دونوں جہان کی مرادیں بر آئیں گی۔

مَاحٍ	بدعت کو نابود کرنے والا	۴۹

خاصیت: جو شخص اس اسم کو مع درود شریف پڑھے گا خلقت اس کی مطیع ہو جائے گی۔

دَاعٍ	ندا کرنے والا	۷۵

خاصیت: جو شخص اس اسم کو مع درود شریف ورد بنائے گا خلقت اس کی فرمانبردار ہو جائے گی۔

بَشِیْرٌ	خوشخبری دینے والا	۵۱۲

خاصیت: جو شخص اس اسم کو پڑھے گا اس کا دل روشن اور منور ہو جائے گا۔

رَسُوْلٌ	بھیجا ہوا	۲۹۶

خاصیت: جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھے گا وہ ابدی بشارت کا اُمیدوار بنے گا۔

هَادٍ	رہنما	۲۹۶

خاصیت: جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھے گا اسے ہدایت کا خزانہ ملے گا۔

حَاشِرٌ	روز حشر جمع کرنے والا	۵۰۹

خاصیت: جو شخص اس اسم کا ورد کرے گا وہ حشر ونشر کے خوف سے امن میں رہے گا۔

فَاتِحٌ	کھولنے والا	۵۰۹

خاصیت: جو شخص اس اسم کا ورد کرے گا اسے دین وایمان کی تقویت حاصل ہوگی۔

نَذِیْرٌ	ڈرانے والا	۹۶۰

خاصیت: جو شخص ہر روز سو مرتبہ پڑھے گا وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔

نَبِیٌّ	خبر دینے والا	۶۲

خاصیت: جو کوئی ہر [illegible] پڑھے انکشاف اسرار الٰہی ہو۔

مُنْتَهٰی	انتہا کو پہنچا ہوا	۵۰۵

خاصیت: جو شخص اس اسم کو کثرت سے پڑھے گا اس کا انجام نیک ہوگا۔

خَلِیْلٌ	دوست	٦٧٠

خاصیت: جو شخص رات کے وقت دس مرتبہ پڑھے گا خواب بد نہ دیکھے گا۔

وَلِیٌ	مالک	۴٦

خاصیت: جو شخص اس اسم کو بکثرت پڑھے گا وہ ثواب دارین سے مالا مال ہو جائے گا۔

حَمِیْدٌ	نیک خصلت	٦٢

خاصیت: اس اسم مبارک کا پڑھنے والا نیک خصلت ہو جائے گا۔

نَصِیْرٌ	مددگار	۳۵۰

خاصیت: جو شخص سفر کے وقت اس اسم کو پڑھے گا وہ جلدی سفر طے کرلے گا۔

یٰسٓین	اے سید البشر	۷۰۲۰

خاصیت: جو شخص آدھی رات کو ننگے سر پڑھے گا مراد پائے گا۔

طٰہٰ	طالب ہدایت	۱۴۲۱

خاصیت: جو شخص نیا لباس پہنتے وقت پڑھے گا برکت زیادہ ہوگی۔

مُزَمِّلٌ	گودڑی پوش	۱۱۷

خاصیت: جو شخص مغرب کے وقت اس اسم کو پڑھے گا غنی ہو جائے گا۔

مُدَثِّرٌ	بدن پر لحاف لینے والا	۷۵۴

خاصیت: جو شخص اس اسم کا ورد کرے گا شیطان ہرگز اس کے پاس نہ آئے گا۔

حَبِیْبٌ	دوست	۲۲

خاصیت: جو شخص یا حبیب اللہ کا ورد کرے گا اس کی مشکلیں حل ہو جائیں گی۔

کَلِیمٌ	کلام کرنے والا	۱۰۰

خاصیت: جو شخص ہر روز سو مرتبہ پڑھے گا صاحب دولت ہو جائے گا۔

مُصْطَفٰی	چن لیا گیا	۲۲۰

خاصیت: جو شخص ہر روز دو سو مرتبہ پڑھے گا اسے عبادت کی توفیق حاصل ہو گی۔

مُرْتَضٰی	قبول کرنیوالا	۱۴۵۰

خاصیت: جو شخص عصر کے وقت سو مرتبہ پڑھے گا وہ آفتوں اور فتنوں سے بچا رہے گا۔

مُخْتَارٌ	اختیار دیا گیا	۱۲۴۱

خاصیت: جو شخص اس اسم کو پڑھے گا عنایت ایزدی سے مسرور ہو گا۔

قَائِمٌ	قائم رکھنے والا	۱۴۲

خاصیت: جو شخص آدھی رات کو ہزار مرتبہ پڑھے گا بارانِ رحمت نازل ہو گی۔

مُصَدِّقٌ	سچ مانا گیا	۲۳۴

خاصیت: جو شخص سرخ روئی کیلئے طلوع آفتاب کے وقت پڑھے مقصود حاصل کرے۔

حُجَّةٌ	دلیل	۴۱۱

خاصیت: جو شخص حُجَّةُ اللهِ کا وظیفہ کرے گا اس کا دل مضبوط ہو جائے گا۔

بَیَانٌ	باطن کو ظاہر میں لانے والا	۶۳

خاصیت: اس اسم کا پڑھنے والا صاحب بیان تفسیر ہو جائے گا۔

حَافِظٌ	نگاہ رکھنے والا	۹۸۹

خاصیت: جو شخص ہر روز سو مرتبہ پڑھے گا اسے عشق حاصل ہو گا۔

شَہِیدٌ	گواہ	۳۱۹

خاصیت: جو مسواک کرتے وقت پڑھے گا اس کے دانت ٹھیک رہیں گے۔

عَادِلٌ	عدل کرنے والا	۱۰۵

خاصیت: جو شخص ہر روز سو مرتبہ پڑھے گا ساری خلقت اسے نیک نام کہے گی۔

حَلِیمٌ	بردبار	۸۸

خاصیت: جو شخص اس اسم کو پڑھے گا خواب میں نہ ڈرے گا۔

نُورٌ	اہل روشنی	۲۴۵

خاصیت: جو شخص اس اسم کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشن کریگا۔

مَتِینٌ	استوار کار	۵۰۰

خاصیت: جو شخص ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْن ہر روز سو مرتبہ پڑھے گا نسیان سے امن میں

رہے گا۔

بُرْھَانٌ	دلیل	۲۵۸

خاصیت: جو شخص ہر روز سو مرتبہ پڑھے گا نسیان سے امن میں رہے گا۔

مُطِیعٌ	اطاعت کرنے والا	۱۲۹

خاصیت: جو شخص اس اسم کو پڑھے گا بخشا جائے گا

ذَاکِرٌ	ذکر کرنے والا	۹۲۱

خاصیت: جو شخص ہر روز گیارہ بار پڑھے گا صاحب مال ونعمت ہو جائے گا۔

اَمِینٌ	امانت دار	۱۰۱

خاصیت: جو شخص اکتالیس مرتبہ پڑھے گا ذلیل نہ ہوگا۔

وَاعِظٌ	نصیحت کرنے والا	۹۷۷

خاصیت: جو شخص ماہ رمضان میں ہر روز پڑھے گا اس کی عبادت قبول ہوگی اور ثواب زیادہ ہوگا۔

صَاحِبٌ	سردار	۱۰۱

خاصیت: جو شخص بیمار ہر روز پڑھے گا صحت پائے گا۔

نَاطِقٌ	کلام کرنے والا	۱۶۰

خاصیت: جو شخص ہر روز دس مرتبہ پڑھے گا اس پر خنجر اور تلوار کا اثر نہ ہوگا۔

صَادِقٌ	سچ کہنے والا	۱۹۵

خاصیت: جو شخص آسیب زدہ کو سو مرتبہ پانی پر دم کر کے پلا دے صحت پائے۔

مَکِیْنٌ	مکان رکھنے والا	۱۲۰

خاصیت: جو شخص ہر روز دس مرتبہ پڑھے گا اس کی بینائی تیز ہوگی۔

مَدَنِیٌّ	مدینے کا رہنے والا	۱۰۴

خاصیت: جو شخص سانپ کے ڈسے ہوئے پر ہزار بار پڑھ کر دم کرے گا اس پر زہر اثر نہیں کرے گا۔

یَتِیْمٌ	جس کا والد فوت ہو گیا ہو	۴۶۰

خاصیت: جو شخص نو مرتبہ پڑھ کر زخم پر دم کرے انشاء اللہ شفا پائے۔

غَرِیْبٌ	مقرر کرنے والا	۱۲۱۲

خاصیت: جو شخص چالیس بار پڑھ کر کتے پر پھونکے وہ پھر نہ بھونکے گا۔

حَرِیْصٌ	دین کی حرص کرنے والا	

خاصیت: جوشخص پیٹ کے درد کے لئے دس مرتبہ پانی پر دم کرکے دے گا صحت پائے گا۔

قُرَشِیٌّ	قریشی لقب نسب	۶۲۰

خاصیت: یہ اسم نسبی ہے ایک سومرتبہ پڑھ کر ملازم رکھا جائے دھوکا نہ دے دیانتدار رہے ایک سومرتبہ پڑھ کر عدالت میں حاضر ہو فیصلہ اپنے حق میں ہو۔

هَاشِمِیٌّ	ہاشمی نسب	۳۵۶

خاصیت: یہ اسم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا ہے۔

تِهَامِیٌّ	اہل تہامہ	۴۵۶

خاصیت: اس کے پڑھنے سے ذوق وشوق حاصل ہوتا ہے۔

حِجَازِیٌّ	ساکن عرب	۲۹

خاصیت: چونکہ یہ اسم نسبتی ہے اس کے پڑھنے والے کو صاحب اسم سے نسبت پیدا ہو جائے گی۔

اُمِّیٌّ	عالم بے تعلیم	۵۱

خاصیت: جوشخص اس اسم کو بکثرت پڑھے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اس پر غلبہ ہوگا۔

عَزِیْزٌ	غالب ہمت	۹۴

خاصیت: جوشخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھے گا خلقت اس پر مہربان ہوگی۔

رَحِیۡمٌ	مہربان	۲۵۸

خاصیت: جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھے گا اس پر رحمت حق طاری ہوگی۔

رَؤُفٌ	مہربان	۲۸۶

خاصیت: جو ہر روز ہزار مرتبہ پڑھے گا اس کے دشمن بھی دوست بن جائیں گے۔

جَوَّادٌ	بخشش کرنے والا	۱۴

خاصیت: جو ہر روز سو مرتبہ **یا دائم الجواد** پڑھے گا دولت مند ہو جائے گا۔

فَتَّاحٌ	کھولنے والا	۴۸۹

خاصیت: جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھے گا اس کا دل وسیع اود کشادہ ہو جائے گا۔

عَالِمٌ	جاننے والا	۱۴۱

خاصیت: اگر ہر روز **یَا عَالِمُ الْغَیْبِ عَلِّمْنِیْ** پڑھے گا تو اپنی مراد سے مطلع ہو جائے گا۔

طَاهِرٌ	پاک	۲۱۵

خاصیت: جو شخص ہمیشہ پڑھے گا اس کا دل پاک اور طینت صاف ہو جائے گی۔

شَفِیْعٌ	سفارش کرنے والا	۴۶۰

خاصیت: جو شخص ہر روز **یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ** مع درود پڑھے گا اجر عظیم پائے گا۔

مُبَلِّغٌ	حق پہنچانے والا	۱۰۷۲

خاصیت: جو شخص ہر روز اس اسم کو مع درود دس مرتبہ پڑھے گا خوش رہے گا۔

اسمائے ذات اور اسمائے صفات کے درمیان ایک اسم ''رب'' ہے جو نہ تو ذاتی اسم ہے اور نہ ہی صفاتی بلکہ دونوں طرح کے اسماء کا درمیانی رابطہ ہے اور اللہ تعالیٰ

کی شان جبروت کا مظہر ہے۔ اسم رب کا نور ہر ذی روح کی ابتدا سے انتہا تک پرورش کرتا ہے۔ ایک دانہ جب مٹی میں مل کر گلنے سڑنے کے قریب پہنچ جاتا تو اسم رب کا نور اس کی پرورش شروع کر دیتا ہے موت کو حیات میں بدل دیتا ہے ایک کونپل بڑھ کر ایک پودا بن جاتا ہے۔ بالیوں میں دانے لگ جاتے ہیں انسان ان دانوں سے گندم حاصل کر کے ان کا آٹا پسا کر روٹی پکا کر اس سے قوت حیات حاصل کرتا اس طرح وہ دانا خاک میں مل کر خاک ہو جاتا ہے اور ایک Cycle ہے جو ہر قسم کی مخلوق میں چلتا رہتا ہے۔

اسم رب کی شان

قرآن مجید کی پہلی آیت اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ اسم رب کے نام سے نازل ہوئی۔

سورت فاتحہ میں حمد رب العالمین کی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وہ مشرقین و مغربین کا رب ہے رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ وہ عرش عظیم کا بھی رب ہے۔ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

نماز میں رب کریم کے نام کی تسبیح پڑھی جاتی ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ قرآن مجید سورۃ رحمٰن میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے بار بار تکرار کی گئی ہے۔

پیغمبران عظام نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا

حضرت ایوب صابر علیہ السلام نے مصیبت اور بیماری میں عرض کی رب انی مسنی الضر وانت الرحم الراحمین

حضرت زکریا علیہ السلام نے حصول اولاد کیلیے دعا کی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا سکھلائی گئی رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ٥

ہم نماز میں دعا کرتے ہیں رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ٥ دنیا و آخرت میں بھلائی کیلیے رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھا جاتا ہے مغفرت اور بخشش کیلیے کہتے ہیں رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ روز ازل روحوں سے پوچھا گیا۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب ہوں۔

روحوں نے اقرار کیا قَالُوْا بَلٰى ہاں تو ہمارا رب ہے۔

پس ہمیں سب کچھ اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت سے ہی طلب کرنا چاہیے۔

یا اللہ رب العزت فقیر کی اس کاوش کو قبول فرما۔ راہِ حق کے طلب گاروں کو صراطِ مستقیم عطا فرما اور اس کام کو فقیر کے لئے دنیا و آخرت کا توشہ بنا دے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الدُّعَآ. وَاغْفِرْ وَرْحَمْ اَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ٥ وَانْصُرْ وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ٥

فقیر الطاف حسین سروری قادری سلطانی

الملقب آخری عہد کا خلیفہ سلطانی

عزیز کالونیونڈالہ روڈ

شاہدرہ لاہور

خواتین کے لئے

بارہ (۱۲) تقریریں

مُرَتِّبَہ

نسیم فاطمہ

نگران

محمدؐ منشا تابش قصوری

شبیر برادرز ۴۰ اردو بازار لاہور

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

معارف درود و سلام

جلاء الافهام

فی

فضل الصلوٰۃ والسلام
علٰی محمد خیر الانام

مصنف

شیخ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ

متوفی ۷۵۱ھ

تنویر الافہام فی مسائل الصلوٰۃ والسلام

ترجمہ و تقدیم

محمد محی الدین

شبیر برادرز

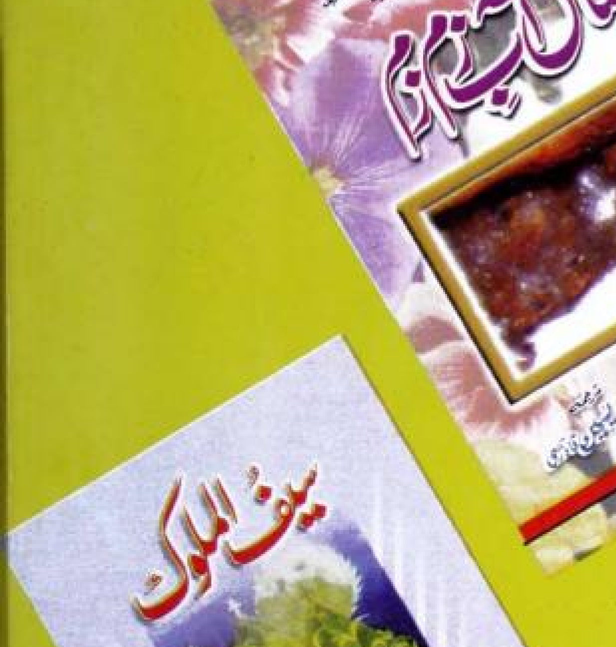
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول، ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور







شبیر برادرز

اُردو بازار، لاہور